حکایتِ چشتی رسول اللہ

تحقیق کے آئینے میں

شانِ اولیاء میں مرزا جہلمی کے ہفوات کا علمی تعاقب



مولف

فیصل خان رضوی

ناشر

دار التحقیق فاؤنڈیشن پاکستان

Darul Tehqeeq Foundation Pakistan

حکایت چشتی رسول اللہ

تحقیق کے آئینے میں

خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کلمہ چشتی رسول اللہ کی حقیقت

اولیاء کاملین پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

تالیف

فیصل خان رضوی

دار التحقیق فاونڈیشن

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، مری روڈ، راولپنڈی

نام کتاب: حکایت چشتی رسول اللہ۔ تحقیق کے آئینے میں
تالیف : فیصل خان رضوی
ایڈیشن اول: دسمبر ۲۰۲۱ء
صفحات:
ناشر: دار التحقیق پبلشرز، راولپنڈی، پنجاب، پاکستان
0335-5989777

ملنے کے پتے

احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5551167
مکتبہ غوثیہ، اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی 0321-5122632
ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور- کراچی 0312-4433699
ورلڈ ویو پبلشرز، فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، لاہور 0333-3585426
اہل سنہ پبلی کیشنز، دینہ، ضلع جہلم 0321-7641096
مکتبہ نعیمیہ، دار العلوم نعیمیہ، کراچی 0300-2080345
مکتبہ الغنی پبلشرز، فیضان مدینہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ 0305-2578627

کتاب ھذا میں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فہرست



انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو

محدث فقیہ الامت امام اعظم

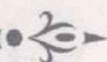
نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ

کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی باطنی فیضان کے تصدق

بندہ ناچیز کو دقیق نکات پر اطلاع ہوتی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف



ھدیہ تبریک

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو اپنی والدہ

امی جان کے نام

کرنے کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جن کی تربیتِ صالحہ کے نتیجہ میں راقم کو مسلک اہلِ سنت کی خدمت کی توفیق ملی۔ دین کی اس علمی خدمت کا سارا ثواب ان ہی کو پہنچے۔

خادم اہلِ سنت و جماعت فیصل خان (راولپنڈی)

مقدمہ

اللہ کریم کا خاص کرم ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد و فروعی امور پر دلائل کے انبار موجود ہیں، مگر کچھ لوگ تحقیق کے نام پر عوام الناس کو مغالطہ دینے کی اپنی ناکام کوشش کرتے رہے ہیں۔ان شبہات کے ازالہ کے لیے علماء نے بھرپور علمی و تحقیقی جواب دیے مگر ان علمی نکات کو سمجھنے کے بجائے نام نہاد اعتراضات کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اولیاء صالحین کا علمی مقام کاادراک اہل سنت و جماعت کی پہچان ہے۔اللہ اور اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تابعداری کرنے والے ہی اولیاء کاملین وصالحین کی امتیازی شان ہے۔

❁ حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا قول محدث ابونعیم نقل کرتے ہیں۔

سَمِعْتُ أَبَا الحسَنِ عَلِيَّ بنَ هَارُونَ بنِ محمَدٍ، وَأَبَا بَكْرٍ محمَدَ بنَ أَحمدَ المفِيدَ يقولَانِ :سَمِعْنَا أَبَا القَاسِمِ الجنَيْدَ بنَ محمَدٍ، غَيْرَ مَرَّةٍ يَقولُ» :عِلْمنَا مَضبوطٌ الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مَنْ لم يحفَظِ القُرآنَ ولم يَكْتُبِ الحدِيثَ ولم يتَفَقَّهْ لَا يقتَدَى بِهِ« وَكَانَ فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ يتَفَقَّهُ عَلَى مَذهَبِ أَصْحَابِ الحدِيثِ مِثْلَ أَبِي عُبَيْدٍ وَأَبِي ثَوْرٍ، فَأَحْكَمَ الأُصُولَ وَصَحِبَ الحارِثَ بنَ أَسَدِ المحَاسِبِيَّ وَخَالَهُ السَّرِيَّ بنَ مغَلِّسٍ فَسَلَكَ مَسْلَكَهُما فِي التَّحْقِيقِ بِالْعِلْمِ وَاسْتِعْمَالِهِ۔

(حلیۃ الاولیاء 10/255)

ترجمہ : ہمیں علی بن ہارون اور ابو بکر محمد بن احمد المفید، دونوں نے بتایا کہ ہم نے شیخ جنید کو کئی دفعہ یہ کہتے ہوئے سنا: علمنا مضبوط بالکتاب والسنة ،من لم یحفظ الکتاب ویکتب الحدیث ولم یتفقه لا یقتدی به۔ ہمارا علم کتاب وسنت سے ہی ثابت ہوا اور جو کتاب اللہ کو محفوظ نہیں کرتا حدیث نہیں لکھتا وہ دین نہیں پاسکتا اور نہ ہی اس کی اقتداکی جائے۔

اولیاء کرام، صالحین و کاملین نے واضح طور پر یہ بیان کر دیا کہ کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونا ہی ان کی شان و عظمت کی دلیل ہے اور ایسے اولیاء کاملین ہی اقتداء کی جاتی ہے۔
اس مقام پر کوئی طالبعلم یہ بات کہہ سکتا ہے کہ صالحین کا تذکرہ کیوں کیا جاتا ہے؟ اس نکتہ کا جواب صوفیاء کرام سے دینے کی بجائے مناسب ہے کہ محدثین سے اس کی وضاحت بیان کی جائے تاکہ وہ لوگ جو اپنا آپ کو اہل حدیث لکھوا کر محدثین کے گروہ میں اپنے آپ کو شامل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ان محدثین کے موقف کو بھی عوام الناس کے سامنے پیش کر سکیں جن کا نام لے کر وہ اہل سنت میں اپنے آپ کو باور کرانے کی جستجو کرتے ہیں۔

- امام عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔

وَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ سُفْيَانُ »كَانَ يقَالُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالحِينَ تَنْزِلُ الرَّحمةُ« قِيلَ مَنْ ذَكَرَهُ؟ قَالَ :بَعْضُ الْعُلَمَاءِ۔
(الزہد 1/264)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ [میرے استاد] محدث سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ صالحین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور کہا کہ بعض علماء کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔
مذکورہ قول کی سند بالکل صحیح ہے۔

- اس قول کو محدث ابونعیم نے اپنی کتاب میں بھی سندا نقل کیا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبو حَامِدِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الحسَيْنِ ثنا الحسَيْنُ بْنُ محمَّدٍ الجعْفِيُّ، ثنا محمَّدُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ :سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، يقُولُ : عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالحِينَ تَنْزِلُ الرَّحمةُ.
محدث سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں۔ صالحین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء 7/285)

- محدث مقری بھی اس کو قول کو اپنی کتاب میں سندا نقل کرتے ہیں۔

حدثنا محمد، حدثنا اسحاق بن موسی قال: سمعت ابن عیینة یقول» :عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة۔

محدث سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں۔صالحین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔(معجم ابن المقری، رقم142)

- محدث ابوالفضل المقری اپنی کتاب میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

أخبرنا أبو يعقوب أخبرنا أحمد بن حسنويه قال سمعت محمد ابن عبد الرحمن السامي يقول سمعت سلمة بن شبيب يقول سمعت أحمد ابن حنبل يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول تنزل الرحمة عند ذكر الصالحين قيل لسفيان عمن هذا قال عن العلماء۔

ترجمہ: محدث سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں۔صالحین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔(أحاديث فی ذم الكلام وأهله رقم964)

- محدث ابن عبدالبر نے بھی اس قول کو اپنی سند سے نقل کیا ہے۔

قرأت على أبي عثمان سعيد بن نصر أن قاسم بن اصبغ حدثهم قال حدثنا ابن وضاح قال سمعت ابن أبي إسرائيل يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول عند ذكر الصالحين تتنزل الرحمة۔۔۔

ترجمہ: محدث سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں۔صالحین کے ذکر پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد 17 /429)

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ صالحین وعلماء مقبولین کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔اس لیے اہل سنت و جماعت اولیاء صالحین وکاملین کا تذکرہ خیر کرتی ہے۔

تاریخ کے طالبعلم کو یہ معلوم ہے کہ باطل فرقوں کی جب بھی گرفت کی گئی تو انہوں نے الزامی طور پر علماء اہل سنت پر لایعنی اور جھوٹے الزامات کی بوچھاڑ کی،اور اس تواتر کے ساتھ کی کہ ایک عام شخص کے ساتھ خواص بھی ان کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوئے نہ رہے۔علماء اہل سنت نے اپنی ہمت وطاقت سے ان باطل نظریات کی جہاں تردید کی وہاں

علماء اہل سنت کے دفاع میں بھی بھرپور کوشش کی۔ مگر وقت کے ساتھ جہاں مخالفین کے پروپیگنڈہ میں میڈیا کے دور میں تیزی ہوئی اور عوام الناس کے عقائد خراب ہونے لگے وہیں علماء نے اس بارے میں متعدد وجوہات کی بنا پر ان امور میں دلچسپی لینا کم کر دیا۔ جس کی وجہ سے عام لوگوں کو یہ تاثر پہنچا کہ شاید علماء اہل سنت کے پاس باطل فرقوں کی جانب سے ان اعتراضات کے جوابات موجود نہیں ہیں، اس لیے متعدد لوگوں نے مسلک اہل سنت کو ترک کر کے مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈہ کو تسلیم کیا یا اس سے متاثر ہوئے۔

اس مقام پر یہ بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈہ کا چند علماء کرام نے جو جواب بھی دیا وہ وقتی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ بھی نہ تھا جس سے ان کا صحیح پیغام بھی جھوٹ پروپیگنڈہ کے سانے دھندلانے لگا۔ تحقیقی معیار کے فقدان نے ان مسائل کو مزید پیچیدہ کر دیا جس سے مخالفین یہ سمجھ بیٹھے کہ شاید ان کے کہ جھوٹے اعتراضات و پروپگینڈہ لاجواب ہیں اور علماء اہل سنت میں اتنی ہمت نہیں کہ ان کے اعتراضات کے جوابات دے سکیں۔

اسی الزامی پروپیگنڈہ میں اللہ کے مقبول شخصیات اولیاء کرام پر اعتراضات کرنا بھی شامل ہے۔ حال ہی میں میڈیا میں اولیاء کرام پر اعتراضات کے بوچھاڑ ایک انجینئر جہلمی صاحب نے اپنا مشن بنایا اور اپنے اعتراضات کو عوام الناس کے سامنے سچ ثابت کرنے کے لیے سرتوڑ کوشش کی۔ علماء جب اس کی خرافات کا جواب دیتے تو موصوف کے پاس علمی جواب نہیں ہوتا اور موصوف خاموشی سے دوسرے اعتراضات کو دہرانے میں اپنی عافیت سمجھتے۔ بہرحال یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور علماء اہل سنت پر جھوٹے اعتراضات کو مخالفین کیطرف سے ناقابل تسخیر دلائل سمجھا جانے لگا۔ موصوف جہلمی صاحب اپنے باطل زعم میں کوئی قلعہ فتح کرنے کا تصور ذہن نشین کر لیا اور اس سلسلہ کو قادیانی پر علماء اہل سنت کے فتوی کو چیلینج کرنا شروع کیا، اور اس سے اختلاف کو ہی مشن بنالیا۔ جب مختلف مکاتب فکر علماء نے قادیانی پر فتوی کے معاملہ پر موصوف جہلمی صاحب کی اچھی کلاس لی تو پھر جناب نے ایک دوسرا پینترا اپنایا۔ موصوف نے عدل و انصاف کے نام پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو تم لوگ

قادیانی پر فتویٰ لگاتے ہو، تو ایسا کرو کے تمہاری کتب میں بھی تھانوی رسول اللہ اور چشتی رسول اللہ جیسے کلمات موجود ہیں، اس لیے اگر فتویٰ لگانا ہے تو قادیانی کے ساتھ اپنے اکابرین پر بھی فتویٰ لگاو۔ موصوف جہلمی صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ قادیانی پر فتویٰ اور چشتی رسول اللہ جیسے کلمات پر فتویٰ کیسے ایک ہوسکتا ہے؟ جب کہ ان عبارات کے ثبوت اور ان کے سیاق وسباق سے ہٹ کر کیسے فتویٰ لگ سکتا ہے؟ موصوف نے اہل سنت پر اعتراض کرنے کے لیے چشتی رسول اللہ جیسے کلمات کا استعمال کیا کیونکہ مسلک اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کو اللہ کا ولی تسلیم کرنے کے ساتھ ان پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔ اب ان جھوٹے پروپیگنڈہ کرنے والوں کا اصل مشن یہ ہے کہ کیونکہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک مسلمہ شخصیت ہیں تو ان کی اس الحاقی ومنسوب عبارت کو بریلوی مسلک پر اعتراض کرنے کے لیے استعمال کرو۔ مگر موصوف جہلمی صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی پر نہ صرف ہندو پاک کے بلکہ دنیا کے تمام مسالک کے لوگ متفق ہیں۔ اس لیے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی الحاقی ومنسوب عبارت کو مسلک اہل سنت بریلوی مکتبہ فکر کے ساتھ خاص کردینا باطل ومردود عمل ہے۔

1۔ یہ بات بھی نوٹ کریں کہ یہ طریقہ کار صرف مرزا جہلمی نے نہیں بلکہ مسلک اہل سنت وجماعت کے جو بھی مخالف ہو چاہے دیوبندی، غیر مقلدین، اہل تشیع، اور مرزائی ان سب نے اس الحاقی عبارت کو اہل سنت و جماعت کے خلاف پیش کیا ہے۔ حالانکہ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی تو ان سب معترضین ومخالفین کے نزدیک معتبر ومسلمہ ہے۔

2۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی منسوب والحاق عبارت ملفوظات بنام فوائد السالکین یا دیگر کتب تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی الشاہ احمد رضا ن خان صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے سے قبل بھی شائع ہورہی تھیں، ان سے قبل 700 - 800 سال پہلے تک یہ کتاب ہندوستان میں علماء کے سامنے موجود تھی، کیوں ان کی اس عبارت پر فتویٰ نہیں لگایا گیا؟ اور کیوں کسی بھی مسلک کے دعویدار نے اس عبارت کو ہدف تنقید نہیں

بنایا؟ حالانکہ جو بھی فرقہ ہندوستان میں تھا وہ اپنی موجودگی کو قدیم ہندوستان سے ثابت کرنے کے سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے اس الحاق ومنسوب عبارت کو مسلک اہل سنت کے ساتھ جوڑ کر ان پر فتوی لگانا محل نظر ہے بلکہ غیر اہل سنت علماء نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی اس عبارت کے دفاع میں پوری کتابیں لکھی ہیں اور لوگوں کے سامنے پروپیگنڈہ کر کے اس کو مسلک اہل سنت و جماعت بریلوی کو بدنام کرنے کی سازش کرتے ہیں۔ مسلک دیوبند کے اشرف علی تھانوی نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی اس الحاقی عبارت کے دفاع میں پوری کتاب السنۃ الجلیہ لکھی ہے، غیر مقلدین علماء نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی تعریف وتوثیق کی ہے اور ہندوستان میں ان کی خدمات کو سراہا ہے، پھر کیوں حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی الحاقی عبارت کو اہل سنت کے ساتھ جوڑنے یا خاص کرنے کی کوشش کی گئی؟

3۔ یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہے کہ بہت ساری شخصیات ایسی ہیں جو کہ تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کے نزدیک مسلمہ ہیں جیسے امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، محدثین، صوفیاء امام حسن بصری، فضیل بن عیاض، امام سفیان ثوری، ابن معین، یحیی بن سعید القطان علامہ ذہبی، ابن حجر عسقلانی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی، متاخرین ہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ اب ان علماء یا دیگر متفقہ علماء سے کوئی الحاقی بات تو درکنار کوئی ثابت شدہ غلطی وارد ہو تو کیا اس غلطی کا ذمہ دار کسی دوسرے مسلک کو ٹھہرایا جاسکتا ہے؟

4۔ پھر ایک غلط ومردود تاویل یہ پیش کی جاتی ہے کہ جناب دیکھیں ان صوفیاء کی کتب بریلوی مکتبہ شائع کرتے ہیں، ان اولیاء کرام کی عزت واحترام اور دفاع بھی بریلوی کرتے ہیں اور ان کے مجاور بھی بریلوی ہوتے ہیں، اس لیے ان کی عبارات کے ذمہ دار بریلوی ہی ہیں، اور اگر بریلوی حضرات ان کو تسلیم نہیں کرتے تو ان کی کتابوں سے بری الذمہ ہو کر ان کتابوں کو چوراہے میں جلادیں۔

جواب:

اس بارے میں قارئین کرام کے سامنے چند گذارشات پیش خدمت ہیں۔

1- صوفیاء کرام کے ملفوظات تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی دور سے تقریبا 800 سال پہلے کے ہیں اور ہندوستان میں ان سے پہلے متعدد بار شائع ہوئے تو ان ملفوظات کی ذمہ دار مسلک اہل سنت بریلوی پر کیوں؟

2- صوفیاء کرام کے ملفوظات بشمول فوائد السالکین تو مسلک دیوبند نے بھی شائع کیے۔ دیوبند کے اکابرین میں سے اشرف علی تھانوی نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی عبارت کے دفاع میں السنۃ الجلیہ کتاب لکھی اور دیوبند مسلک کے علماء خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی توثیق وتعریف میں متفق ہیں اور ان کے آستانہ پر حاضری دینا ان کا معمول ہے۔

3- غیر مقلدین کے اکابرین بھی خواجہ معین الدین چشتی صاحب علیہ الرحمہ کی توثیق و تعریف پر متفق ہیں، اور چشتی سلسلہ میں بیعت بھی ہیں۔ اگر خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی الحاق عبارت پر ان کو بہت مسئلہ تھا تو اپنے اکابر کا کوئی فتوی تو پیش کریں؟ نہ غیر مقلدین اکابرین کا کوئی فتوی ہے بلکہ انہوں نے تو سلسلہ چشتیہ میں بیعت بھی کی ہوئی ہے۔

اس لیے ان تمام مکاتب فکر کے اکابرین نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی کو متفقہ طور پر تسلیم کیا ہوا ہے تو بعد کے کسی نام نہاد مولوی کے فتوی کی کیا حیثیت؟ بلکہ اس کے اپنی ذات کی کیا حیثیت؟

4- اگر تو کوئی مکتبہ اس اکابر کے تصدیق سے کتابیں شائع کرے تو پھر بھی کوئی بات ہے، وگرنہ ہر کتاب کے شائع ہونے سے اہل سنت و جماعت کیسے ذمہ دار ٹھرتی ہے، ویسے بھی اکثر مکتبہ تو اپنی مرضی و مطلب کی کتابیں شائع کرنے میں خود مختار ہیں، ان کو مسلک سے نہیں بلکہ اپنی تجارت سے غرض ہوتی ہے، اس لیے ان باتوں سے مسلک پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

5- رہی یہ بات کہ ایسی کتابوں کو چوراہے پر آگ لگا دی جائے تو گذارش ہے کہ الحاقی

ومنسوب عبارات کی وجہ سے کتابوں کو جلانا آپ جیسے جاہلوں کا کام ہوسکتا ہے وگرنہ موصوف مرزا جہلمی کی اپنے اقرار کردہ گستاخی کی عبارتیں تو امام بخاری نے بھی نقل کیں تو کیا وہ اپنے تسلیم شدہ بات کی وجہ سے نعوذ باللہ جسارت کر سکتے ہیں؟اس لیے ایسے جذباتی جملوں کے ذریعے نہ تو حقائق کو پوشیدہ رکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی حق کو دبایا جاسکتا ہے۔

عوام الناس کے سامنے چشتی رسول اللہ جیسے الحاق ومنسوب عبارت کی حقیقت پر دلائل پیش کیے جائینگے تاکہ دونوں طرف کے دلائل کے مطالعہ سے حقیقت کا ادراک کرسکیں۔

چشتی رسول اللہ جیسے الحاقی ومنسوب عبارت کی تحقیق کرنے پر میں دو احباب کو شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔اول جناب صاجزادہ حسن نواز صاحب آف نڑالیاں شریف جنہوں نے ہمیشہ نایاب کتب فراہم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور تحقیق کے اسلوب وطریقہ سے بھی آگاہ کیا،دوم محترم جناب ڈاکٹر الطاف سعیدی صاحب آف جہانیاں منڈی،خانیوال،جن کا اختلافی مسائل مطالعہ بہت وسیع اور تحقیق کے ماہر ہیں اور منطقی استدلال کو عام فہم طریقہ سے پیش کرنے اور مخالفین کو دلائل سے عاجز کرنے کا ملکہ ان کو حاصل ہے۔ان کو کتاب کا مسودہ نظر ثانی کے لیے پیش کیا،جس کو انہوں نے اپنی کافی مصروفیات کے باجود سرسری طور پر دیکھا اور ایک مزید علمی نکتہ کی طرف توجہ دلائی،جس کا اس مقام پر ذکر کرنا انتہائی ضروری ہے۔

الزامی جواب:

محقق ڈاکٹر الطاف سعیدی صاحب نے البدایہ والنہایہ کے ایک مقام کی طرف توجہ دلائی جسے الزامی جواب کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

ابن کثیر ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

وذكر ابن جرير أن عمرو بن العاص قَدِمَ فِي وَفدِ أَهلِ مِصر إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لهمْ فِي الطَّرِيق :إِذَا دَخَلتُم عَلَى مُعَاوِيَةَ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِ بِالخِلَافَةِ فَإِنَّهُ لَا يحبُّ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ عَمرو قَبلَهُم، قَالَ مُعَاوِيَةُ لحاجِبِهِ أَدخِلهُم، وَأَوعَزَ إِلَيْهِ أَن يخوِّفَهُم فِي الدُّخولِ

وَيُرْعِبَهُمْ، وَقَالَ :إني لأَظُنُّ عمر أقد تقدم إليهم في شيء؟.
فَلَمَّا أَدْخَلوهُمْ عَلَيْهِ - وَقَدْ أَهَانُوهُمْ - جَعَلَ أَحَدُهُمْ إِذَا دَخَلَ يَقُولُ :السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَلَمَّا نَهَضَ عَمْرُو مِنْ عِنْدِهِ قَالَ قَبَّحَكُمُ اللهُ! نَهَيْتُكُمْ عَنْ أَنْ تُسَلِّمُوا عَلَيْهِ بالخلافة فسلمتم عليه بالنبوة. (البدایہ والنہایہ 8/149 احیاء التراث)

تاریخ ابن جریر طبری میں اس کو سنداً نقل کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ أَحمدَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ حَدَّثَنِي سليمان، قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ، عَنْ فُلَيْح، قَالَ اخبرت ان عمرو ابن الْعَاصِ وَفَدَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَمَعَهُ أَهْلُ مِصرٍ، فَقَالَ لهمْ عَمْرو۔۔۔
(تاریخ الطبری 5/331)

ترجمہ: بے شک عمرو بن عاص اہل مصر کے وفد کے ساتھ معاویہ کے پاس آئے، تو راستے میں ان لوگوں کو کہا کہ جب تم معاویہ کے سامنے جانا تو اسے لفظ خلیفہ کے ساتھ سلام نہ کرنا، کیونکہ اسے یہ لفظ پسند نہیں ہے۔ جب ان سب سے پہلے عمرو بن عاص داخل ہو گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان سے کہا: انہیں اندر لے کر آو، اور اسے حکم دیا کہ ان پر خوف اور رعب طاری کر کے اندر لانا۔ اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ عمرو نے بھی انہیں کچھ نہ کچھ پہلے سمجھا دیا ہوگا۔ تو جب وہ داخل ہوئے تو ان درباریوں نے بے شک ان لوگوں کی اہانت کی۔ ان میں سے ہر ایک داخل ہوتے معاویہ کو یوں سلام کر رہا تھا: اے اللہ کے رسول، تجھ پر سلام ہو۔ پھر جب عمرو بن العاص، معاویہ کے پاس سے آٹھ آئے، تو ان سے کہا: اللہ تمہیں قباحت میں مبتلا کرے، میں نے تمہیں روکا تھا کہ معاویہ پر خلیفہ کہہ کر سلام نہ کرنا تو تم نے اسے نبی کہہ کر سلام کر دیا۔[1]

1- البدایہ والنہایہ کا عکس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجئے۔

کیا ابن کثیر اور ابن جریر پر فتوی لگے گا؟

ابن کثیر کا البدایہ والنھایہ اور ابن جریر طبری کا تاریخ طبری میں اس واقعہ کو نقل کرنے پر بھی معترض اسی طرح کا فتوی لگانے کی ہمت کرے گا؟ ابن جریر اور ابن کثیر کا اس واقعہ کو نقل کیا اور کوئی جرح نہیں کی، کیا ابن جریر اور ابن کثیر پر بھی معترض کوئی فتاوی لگانے کی کوشش کرے گا؟ اس الزامی جواب پر سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ حکایت چشتی رسول اللہ پر تحقیق قارئین کرام کتاب میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کریں۔

راقم نے دانستہ طور پر کسی عبارت کو نقل کرنے یا ترجمہ کرنے میں بدیانتی یا کذب بیانی نہیں کی، مگر یہ ممکن ہے کہ خطاء سے متعدد اغلاط ہوں۔ اگر کوئی علمی غلطی یا خطاء ہو تو اصلاح یا رجوع کے لیے ضرور آگاہ کریں۔ ایک اللہ کے ولی اور مخلص اہل سنت نے کتب کی اشاعت کے لیے خطیر رقم مختص کی جس کا راقم ان کا تہہ دل سے مشکور ہے، کیونکہ اہل سنت میں متعدد لوگ ہیں جو کتاب کی اہمیت کا ادراک رکھتے ہیں، راقم کی دلی خواہش تھی کہ ان مخلص اہل سنت کا اسمِ گرامی کے ساتھ ذکر خیر کرتا، مگر جناب نے سختی سے نام ظاہر نہ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالی اس کتاب اور دیگر کتب کی اشاعت کروانے پر حضرت مخلص اہل سنت اور ان کے آباء و اجداد کو جزائے خیر اور ڈھیروں ڈھیر ثواب عطا فرمائے، کہ اس تعاون کے لیے ہم ان کے بہت ممنون و احسان مند رہیں گے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس طرح کے لوگ اہل سنت میں قائم اور دائم رکھے تا کہ مسلک اہل سنت کے مزید اشاعت ہو سکے۔

انہی کے ساتھ میں محترم جناب عبدالغفار دوانہ صاحب آف کراچی کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہمارا ساتھ دیا اور مالی تعاون بھی کیا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے راہ ہدایت بنائے اور ہماری اس حقیر کاوش کو اپنے دربار عالیہ میں قبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

فیصل خان۔ راولپنڈی

Ph: 0321-5501977

تمہید

اس حکایت کی تحقیق سے پہلے چند معروضات پیش خدمت ہیں۔ کسی بھی اعتراض کے جواب کئی طرح کے ہوتے ہیں۔

اول : تحقیقی

دوسرا : الزامی

تیسرا : احتمالی یعنی کسی بھی اعتراض کو فرضاً مان کر جواب

کتب اہل سنت میں تحریف اور الحاقات باطل فرقوں یا جاہل معتقدین کی وجہ سے ہوتی رہی ہیں اور علماء کرام نے ان الحاقات اور تحریف پر مطلع بھی کیا ہے۔ یہ تحریفات کتب تفاسیر سے لے کر کتب تواریخ میں موجود ہیں اور اس کے الحاق یا تحریف پر علماء نے متعدد تصانیف بھی لکھی ہیں اور عموماً بھی ایسی تحریفات کا ذکر اپنی تصانیف میں کرتے رہے ہیں۔

ملفوظات اولیاء میں کوئی کتاب نسخوں کے تقابل و تصحیح کے ساتھ شائع نہیں ہوئے سوائے خیر المجالس کے۔ جب کتب حدیث میں الحاقات اور تحریف موجود ہیں تو صوفیاء کرام کی کتب میں تو اس سے زیادہ تحریف اور الحاقات موجود ہیں، جس پر علماء کرام تنبیہ بھی کرتے رہتے ہیں مگر ان صوفیاء کے جاہل معتقدین یا شریعت سے ناواقف لوگ ان کی کتب پر کلام کرنا پسند نہیں کرتے مگر اس کے باوجود بھی علماء اہل سنت نے نعرہ حق ضرور لگایا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اسی کلمہ حق کو نبھایا اور ایسی کتب میں الحاقات اور تحریف پر عوام الناس کے ساتھ خواص کو مطلع بھی کیا۔ فتوی رضویہ میں متعدد مقامات پر تذکرہ غوثیہ جیسی وضع کردہ کتب و دیگر صوفیاء کرام کی کتب پر سیر حاصل کلام کیا۔

قارئین کرام کے لیے صوفیاء کی کتب کے بارے میں چند نکات پیش خدمت ہیں۔ ان نکات کو پیش نظر رکھ کر صوفیاء کی کتاب اور ان کی عبارات پر کلام کیا جائے گا۔

1۔ ﴿ملفوظات اولیاء میں تحریف اور الحاقات پر ثبوت﴾

قارئین کرام کے سامنے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں جس میں متقدمین صوفیاء کرام کی کتب میں تحریفات اور الحاقات کا ثبوت ملتا ہے۔

❂ عبدالرحمن جامی تصوف پر ابوعبدالرحمن السلمی کی کتاب طبقات الصوفیاء کے بارے میں لکھتے ہیں۔

تصحیف و تحریف نویسندگان بجائے رسیدہ کہ در بسیاری از مواضع فہم مقصود بسہولت دست نمی دارد۔

(نفحات الانس ص 3)

ترجمہ: کاتبین اور لکھنے والوں کی تصحیف و تحریف اتنی بڑھ گئی ہے کہ بہت سارے مقامات یا عبارات کا مقصد آسانی سے گرفت میں نہیں آتا۔

مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوا کہ ابوعبدالرحمن السلمی جو کہ امام دارقطنی کے شاگرد ان کی جرح و تعدیل کی کتاب سوالات السلمی للدارقطنی مشہور و معروف ہے، ان کی کتاب میں بھی اس دور میں تحریفات ہوتی رہی ہیں، بلکہ علامہ ذہبی نے ان کی تفسیر میں باطل فرقوں کی طرف سے تحریفات اور الحاقات کا ذکر کیا ہے۔

عبدالرحمن جامی نے ملفوظات اولیاء اور ان کی کتب میں تحریفات کی وجہ سے ایک مستقل کتاب نفحات الانس لکھی۔ جب متقدمین اولیاء کی کتب میں تحریفات اور الحاقات ثابت ہیں تو فوائد السالکین میں تحریف اور الحاق تو متعدد حوالہ جات سے ثابت ہیں۔

2۔ ﴿ملفوظات اولیاء میں کاتب یا جامع کا اپنا مفہوم بیان کرنا﴾

صوفیاء کرام کی کتب میں کاتب یا ان کے ملفوظات کے مرتبین کی طرف سے اپنا فہم و مفہوم بھی داخل ہوتا ہے جس سے اکثر اوقات عبارت کا معنی بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

❂ حضرت خواجہ امیر حسن سنجری علیہ الرحمہ فوائد الفوائد کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

آنچہ ازاں شمع جمع ملکوت بسمع میر سید چہ عین لفظ مبارک او چہ معانی آں بقدر فہم مختصر خود نوشتہ می شود۔(فوائدالفوائد ص 2 دیباچہ)

ترجمہ: جو کچھ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ سے سنا میں نے آپ کے عین مبارک الفاظ میں یا اس کے مفہوم کو اپنی ناچیز سمجھ کے مطابق لکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ملفوظات کے جامع بھی اکابرین کے الفاظ کو مفہوماً اپنے الفاظ میں بھی لکھتے تھے، اس لیے صوفیاء کے اکابرین میں فہم جامع یا کاتب بھی ہوتا ہے جس کا فرق ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ روایت میں راوی کے فہم کا اطلاق حدیث کی روایات میں بھی موجود اور ثابت ہوتا ہے، اس لیے محدثین کرام بھی روایت میں متن حدیث میں کسی راوی کی طرف سے کسی لفظ یا جملہ کے اندراج اور راوی کے اپنے مفہوم پر کلام کرتے ہیں اور جو الفاظ یا مفہوم حدیث کے اصل سے خلاف ہو اسے اندراج یا مردود قرار دیتے ہیں۔ جب احادیث کے فن میں یہ امور موجود ہیں تو صوفیاء کرام کی کتب میں موجود ہونا کوئی اچنبے کی بات نہیں۔ فوائد السالکین کو اگر بالفرض مان بھی لیں تو قرائن سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اس میں متعدد واقعات میں اپنے فہم کا استعمال کیا گیا۔

3۔ ﴿صوفیاء کے حیات میں ان کی طرف منسوب کتابیں﴾

یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ اکثر صوفیاء کے زمانے میں ہی ان کی طرف لوگ کتابوں کو منسوب کردیتے تھے یا ان کی کتابوں میں تحریف یا الحاق کردیتے تھے۔ اس نکتہ کی طرف بہت سارے حوالہ جات نشاندہی کرتے ہیں جس میں عبدالوہاب الشعرانی سے لے کر شاہ عبدالعزیز کی کتاب تحفہ شیعہ میں تحریف اور الحاق کا اظہار خود مصنف علامہ شعرانی علیہ الرحمہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی تحریر میں کیا۔

❁ خواجہ امیر حسن علاء سنجری 710 کی 15 تاریخ کو فرماتے ہیں کہ

عزیزے حاضر بود، عرض داشت کرد کہ مرا در او دہ مردے



کتابے نمود و گفت کہ ایں نبشتہ خدمت مخدوم است، خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر گفت کہ تفاوت گفتہ است من ہیچ کتابے نہ نوشتہ ام۔ (فوائدالفوائد ص 45)

ترجمہ: ایک دوست نے عرض کی ایک شخص نے اودھ میں مجھے ایک کتاب دکھائی اور کہا کہ یہ حضرت والا کی لکھی ہوئی ہے۔آپ نے فرمایا کہ اس نے یہ بات تفاوت یعنی فرق سے کہی ہے۔میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

مذکورہ حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ ان صوفیاء کے دور میں ہی ان کی طرف کتابوں کو وضع یا تحریف کر کے نسبت کی، جب کہ صوفیاء کرام ان کتب وملفوظات یا اقتباسات سے بری الذمہ تھے۔

حضرت خواجہ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ عثمان ہرونی علیہ الرحمہ کے ایک ملفوظ کے بارے میں استفسار ہوا تو آپ نے فرمایا:

ایں ملفوظ ایشاں نیست، این نسخہ ہا بر من ہم رسیدہ است و در ان بسیار الفاظ است کہ مناسب اقوال ایسانیست۔

(خیرالمجالس ص 52)

ترجمہ: یہ ملفوظ ان کا نہیں ہے۔یہ ملفوظ کے نسخے مجھے پہنچے ہیں اور ان میں بہت سارے ایسے الفاظ ہیں کہ جو ان کے اقوال کے مطابق نہیں ہیں۔

حضرت خواجہ چراغ دہلی علیہ الرحمہ کے قول سے معلوم ہوا کہ ان کے زمانے تک بھی ملفوظات اولیاء میں تحریف اور الحاقات ہوئے۔فوائد السالکین کے بارے میں قرائن موجود ہیں کہ اس کی موجودہ نسخوں کی عبارات میں بہت سارے جملے اور الفاظ الحاق اور تحریف ہیں، جس پر تفصیلی تحقیق کتاب میں پیش کی گئی ہے۔

4۔{﴿مجاوروں، معتقدوں کی طرف سے تحریف اور الحاقات﴾

صوفیاء کی کتب میں یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ ان کی کتب میں ان کے معتقدین اور مجاورین اپنی طرف سے اپنے شیخ یا پیر کی شان بڑھانے کے خاطر الحاقات اور تحریفات کرتے ہیں جس سے صوفیاء کرام بری الذمہ ہوتے ہیں۔

● علامہ حامد جمالی 942ھ لکھتے ہیں۔

نقل است از حمید قلندر کاتب ملفوظ خیر المجالس۔۔فرمودند که ایں نسخه ها بر من رسیده اند، حاشا که از یشاں باشد، دراں جا بسیار کلمات مجاوراں و معتقداں ما وقوف نوشته اند، که هر گز موافق احوال و اعمال ایشاں نیست۔ (سیر العارفین ص95)

ترجمہ: کتاب خیر المجالس کے کاتب حمید قلندر سے نقل ہے۔۔۔انہوں نے فرمایا کہ یہ نسخے مجھے پہنچے ہیں، جو ہرگز ان کے نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے بہت کلمات مجاوروں اور معتقدوں نے جان بوجھ کر لکھ دیے ہیں، جو ہرگز ان کے احوال کے مطابق نہیں ہیں۔

۞ مذکورہ قول سے ثابت ہوا کہ صوفیاء کرام کی کتب اور ملفوظات میں متعدد میں تحریف اور الحاقات ہوئے اور ان کے مجاوروں نے ایسا جان بوجھ کر کیا اور خواجہ چراغ دہلی علیہ الرحمہ کے زمانے میں لوگوں نے ان مشائخ وصوفیاء کی طرف ایسے نسخہ وضع کر رکھے تھے یا نسخوں میں ایسی تحریفات و تدلیس کر رکھی تھی جس کا تعلق ان برگزیدہ ہستیوں کے ساتھ ہرگز نہیں۔ چہ جائیکہ ان منسوب و محرف ملفوظات سے ان صوفیاء کرام پر کوئی الزام تراشی کر کے ان کو نبوت پر ڈاکہ مارنے والا کہا جائے۔

5۔﴿کیا مشائخ چشت نے کوئی کتاب لکھی؟﴾

علماء اور صوفیاء کی ایسی عبارات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ چشت نے خود کوئی

کتاب نہیں لکھی۔

● حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں۔

فرمودند که خدمت شیخ نظام الدین می فرمود که من ہیچ کتابے نه نوشته ام، زیرا که خدمت شیخ الاسلام فرید الدین و شیخ الاسلام قطب الدین و خواجگان چشت قدس الله ارواحهم و از مشائخ شجره ماہیچ شیخ تصنیف نه کرده اند۔

(خیر المجالس ص 52)

ترجمہ: انہوں نے فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی ہے، اس لیے کہ شیخ الاسلام فرید الدین نے شیخ الاسلام قطب الدین نے اور خواجگان چشت قدس اللہ ارواحھم نے اور ہمارے شجرہ کے مشائخ میں سے کسی نے تصنیف نہیں کی۔

۞ مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوا کہ مشائخ چشت کی کتب اور ملفوظات جمہور علماء وصوفیاء کی تحقیق میں منسوب شدہ ہیں اور ان کتب کو بعد کے کسی نامعلوم وغیر ثقہ معتقد یا مجاور نے گھڑ کر اس کا انتساب چشتی مشائخ کی طرف کیا اور ان منسوب ومحرف کتب کی وجہ سے ان اولیاء صادقین کی طرف ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے جیسے دل خراش جملے کہنے پر ان جہلاء اور غیر اہل سنت معترضین کو نہ صرف شرم آنی چاہیے بلکہ اپنی اس جسارت پر توبہ کرنی چاہیے۔ احادیث میں تو واضح موجود ہے کہ اگر کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تصدیق کیے بغیر پھیلائے اس کے فاسق ہونے کا میں کوئی شک نہیں۔

امام مسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے۔

وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالاَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ. :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ"۔

ترجمہ : حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کرے۔ (مقدمۃ مسلم ج1 ص10)

ان معترضین کے سامنے اگر ایسی عبارتیں کسی نے پیش بھی کیں، تو کیا ان کا کام نہیں تھا کہ کسی طرح کا فتوی لگانے سے پہلے ان کی عبارات کی تصدیق یا تحقیق کر لیتے؟ مخالفین نے صرف یہ دیکھا کہ ان اولیاء کا دفاع کرنے والے بریلوی اہل سنت کے لوگ ہیں تو انہوں نے بجائے تحقیق کے ان صوفیاء کرام کو ہدف تنقید بنا کر علماء حقہ پر تبرا بازی شروع کر دی۔

مخالفین میں سے بھی ان صوفیاء کرام کی عبارات کو وہ ہدف تنقید بناتے ہیں جن علماء اہل سنت کا آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کی وجہ سے فتوی صادر کیا ہے۔ یہ لوگ اپنی گستاخی کو عوام الناس کے سامنے چھپانے کی خاطر صوفیاء کرام کے ایسے ایسے ملفوظات پیش کرتے جو کہ محرف یا منسوب ہوتے ہیں۔ اور بڑے معصوم بن کر عوام الناس کو کہتے ہیں کہ دیکھو ان کے صوفیاء نے کیا کچھ لکھا ان پر یہ فتوی نہیں لگاتے جبکہ ہم معصوم پر فتوی صادر کرتے ہیں۔ عوام الناس کو شاید یہ معلوم نہیں کہ ان پر فتوی ان کی مسلمہ تحریروں پر لگا ہے، ان کے علماء نے ان تحریروں سے انکار نہیں کیا، انہوں نے ان تحریروں کے انتساب کو غیر محرف مانا ہے۔ علماء اہل سنت نے بہت چھان بین اور تحقیق اور ان تحریرات کے قطعی ثابت ہونے اور مخالفین کے اقرار کرنے کے بعد اپنا فتوی صادر کیا ہے۔

﴿قادیانی پروپیگنڈہ﴾

قادیانیوں نے یہ سلسلہ سوشل میڈیا پر شروع کیا ہوا ہے کہ مرزا قادیانی پر علماء اہل سنت فتاوی لگاتے ہیں، اپنے صوفیاء پر فتاوی کیوں نہیں لگاتے؟ اسی طرح کی عبارتیں تو ان صوفیاء سے بھی منقول ہیں۔

اس بارے میں گذارش ہے کہ منسوب کتب اور محرف تحریر اور شطحیات اولیاء پر فتوی نہ دینے کا اصول متفقہ طور پر علماء اہل سنت کا اسلوب ہے جو قرآن و حدیث اور آثار سے ثابت

ہے۔اس لیے مرزا قادیانی کی تحریر اور صوفیاء کرام کے اقوال کو ایک سمجھنے والا یا لوگوں کو باور کروانے والا دجل وفریب کرتا ہے۔مزید یہ کہ قادیانی جو اقوال صوفیاء کرام کے پیش کرتے ہیں،ان سب کے جوابات اور ان کا صحیح محمل علماء اہل سنت نے اپنی تحریریوں اور کتب میں پیش کیا ہوا ہے،اس لیے عوام الناس کو سوشل میڈیا پر دھوکا نہ دیں۔

﴿دیوبندی افتراء﴾

حیرانگی تو ان لوگوں پر ہے جو مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ان محرف ومنسوب عبارات سے علماء اہل سنت کو ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے جیسے دل خراش الفاظ سے الزام لگاتے ہیں۔جبکہ اشرف علی تھانوی نے تو اس کے دفاع میں ایک مکمل رسالہ بنام السنۃ الجلیہ لکھا۔

﴿غیر مقلدین کا شور﴾

اور ایسے ہی ایک مضمون محدث فورم پر کسی صاحب کا موجود ہے،جس نے ایسے دل خراش جملے،ان اولیاء کاملین کی ذواتِ اقدس کے بارے میں لکھے ہیں۔ اس مضمون کے بارے میں محترم جناب ڈاکٹر الطاف سعیدی صاحب نے بتایا کہ یہ مضمون غیر مقلد طالب الرحمن نے طالب نور کے قلمی نام سے لکھا ہے۔ویسے غیر مقلدین کو اس شور شرابہ کی بجائے اپنے ہی عالم کی کتاب محمدیہ پاکٹ پڑھنی چاہیے جس میں انہوں نے صوفیاء کرام کا دفاع اور قادیانی اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔

﴿مرزا جہلمی کا واویلا﴾

یہ ہی طریقہ کار جناب انجینئر محمد علی مرزا جہلمی صاحب نے شروع کیا ہوا،اور لوگوں کو دھوکا و فریب سے ان غیر ثابت،محرف اور منسوب عبارات پیش کر کے عام عوام الناس کے عقائد خراب کر رہا ہے۔

ان حضرات سے گذارش ہے کہ اگر اپنے مسلمہ اکابر اشرف علی تھانوی صاحب کی

کتابیں ہی پڑھ لو تو علماء اہل سنت اور ان صوفیاء پر ایسی جسارت کرنے سے توبہ کر لیتے۔مولانا اشرف علی تھانوی نے چشتی رسول اللہ کے دفاع میں "السنۃ الجلیہ" پوری کتاب لکھی ہے۔آپ اپنے اکابر کی تحریر کو دجل وفریب سے عوام الناس سے چھپا کر علماء اہل سنت پر لعن طعن کرتے ہو اور پھر انہی کی روش میں غیر مقلدین حضرات بہتی گنگا میں اپنا ہاتھ صاف کرتے ہیں،اور علماء اہل سنت پر یہ ہی اعتراض پیش کرتے ہیں جو کہ غیر اہل سنت دیگر لوگ پیش کرتے ہیں حالانکہ ان کے اکابرین سلسلہ چشت میں بیعت تھے اور ان لوگوں کے پسند فرمودہ اور مصدقہ کتاب نزہۃ الخواطر میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی تعریف وتوثیق بیان کی گئی ہے۔

﴿عبد الحی الحسنی اور شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد کا حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے بارے میں رائے﴾

اس مقام پر یہ اہم نکتہ بیان کرنا ضروری ہے کہ نزہۃ الخواطر کتاب ندوی غیر مقلد ونیم مقلد عالم عبد الحی الحسنی کی تالیف کردہ ہے،اور یہ کتاب لکھوانے اور اس کتاب کی تائید وتعریف کرنے والا غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادی صاحب ہیں۔

غیر مقلدین کے تائید کنندہ عالم عبد الحی الحسنی لکھتے ہیں۔

الشیخ معین الدین حسن بن الحسن السجزي الأجمیري
الشیخ الإمام الزاهد الکبیر الحسن بن الحسن السجزي شیخ الاسلام معین الدین الأجمیري۔الولي المشهور۔

(الاعلام بمن فی تاریخ الہند 1/91)

عبد الحی الحسنی صاحب جن کو غیر مقلدین حضرات کی مکمل تائید حاصل رہی وہ اپنے کتاب میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے بارے میں الشیخ، الامام، الزاھد الکبیر، الولی المشہور ،اور شیخ الاسلام جیسے القابات لکھ رہا ہے اور ادھر یہ لوگ

خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات پر رکیک حملہ کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔

اس حوالہ کے بعد غیر مقلدین حضرات اور ان کی روش وطریقہ کو اکثر فالو کرنے والا محمد علی جہلمی ہمت کرے اور علامہ عبدالحی حسنی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی پر گستاخی اور ختم نبوت پر ڈالنے کا اسی طرح فتوی لگائیں جس طرح علماء اہل سنت پر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کو ولی اللہ ماننے اور ان کا دفاع کرنے پر لگاتے ہیں۔ اگر ان صوفیاء کرام کی کتب کوئی ایسا مکتبہ شائع کرے جو اہل سنت کی کتابیں شائع کرتا ہو، اس وجہ سے اہل سنت پر لعن طعن اور فتوے لگائے جاتے ہیں تو ان اولیاء کو الشیخ، الامام الزاھد الکبیر اور الولی المشہور جیسے القابات لکھنے والے عبدالحی حسنی اور اس کو لکھوانے اور تائید کرنے والی غیر مقلد عالم شمس الحق عظیم آبادی پر فتوی لگاتے ہوئے کیا شرم آتی ہے؟

یہ جواب مسلکی حمایت سے ہٹ کر دیے جا رہے ہیں تاکہ امت کو پتا چلے کہ مرزا صاحب محض اہلسنت کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لیے کئی مسائل میں قرآن وسنت کے خلاف کھلی بغاوت کر رہے ہیں۔





﴿فوائد السالکین تحریف شدہ ہے یا منسوب کردہ؟﴾

قارئین کرام کے لیے صوفیاء کرام کی کتب کے بارے میں محققین کے آراء و تحقیق پیش کیں، ان نکات کو پیش نظر رکھ کر فوائد السالکین کے بارے میں تحقیق پیش خدمت ہے۔

۱۔ فوائد السالکین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ 633ھ/ 634ھ قدس سرہ کے ملفوظات ہیں جن کو حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ 664ھ/ 670ھ نے جمع کیا۔ فوائد السالکین کا سب سے قدیم نسخہ خدا بخش لائبریری میں 1096ھ کا لکھا ہوا موجود ہے۔ فوائد السالکین میں تاریخ کی ترتیب کے بغیر کل سات 7 مجلس کا ذکر ہے۔ فوائد السالکین کے منسوب نسخہ میں ساری مجالس کا جو ذکر ہے وہ 584ھ کی ہیں۔ فوائد السالکین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ 2 رمضان 584ھ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اس عرصہ کے درمیان مجاوروں اور معتقدین نے ملفوظات یا تحریر میں جو الحاقات اور تحریف کی ہونگی اس کا اندازہ موجود نسخوں سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

۲۔ فوائد السالکین کا ذکر مشائخ چشت کی قدیم ماخذ فوائد الفوائد، خیر المجالس، سیر العارفین میں میں موجود نہیں لیکن شمائل الانقیاء میں اس کتاب کا ذکر موجود ہے مگر شمائل الانقیاء کتاب میں فوائد السالکین کا نام یہ ثابت نہیں کرتا کہ صاحب شمائل الانقیاء کو جو نسخہ فوائد السالکین کا ملا وہ واقعی اصل نسخہ تھا؟ یا کسی مجاور اور معتقد کا گھڑا ہوا؟

۳۔ اور بالفرض اگر فوائد السالکین کو بطور ملفوظ مان بھی لیا جائے تو صاحب شمائل الانقیاء کو جو نسخہ ملا اس کے غیر محرف اور اس میں الحاقی عبارات نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس پر حوالہ جات پیش کیے ہیں کہ اس زمانے میں ہی اولیاء کی طرف کتب گھڑیں گئیں اور بہت ساری کتب میں الحاقات اور تحریف واضح دلائل سے ثابت ہے۔

۴۔ فوائد السالکین میں درج کردہ تاریخی اندراج بالکل مستند نہیں اور تمام مورخین اور محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ فوائد السالکین میں تاریخی اندراج الحاق اور تحریف ہے بلکہ کسی دوسری کتاب سے لے کر یہ تاریخی اندارج کیے گئے۔ منسوب نسخہ میں بہت سارے نام غلط ہیں۔ فوائد السالکین کے بارے میں محققین کی دو آراء ہیں۔ جمہور محققین ان ملفوظات کو وضع کردہ سمجھتے ہیں، اور محققین کی ایک جماعت ملفوظات چشت کو ان صوفیاء کرام کی تصنیف کی نسبت کو تو ثابت کرتا ہے مگر خود ان ملفوظات کو محرف اور بے شمار اقتباسات کو الحاقی تسلیم کرتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ محققین ملفوظات چشت کو محرف شدہ اور عبارات کے الحاق ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ محققین کے علاوہ کسی کی رائے کی نہ اہمیت ہے اور نہ اس سے موجودہ ملفوظات کو قطعی کہا جاسکتا ہے۔

﴿فوائد السالکین کے ناشر کا اصل نسخہ میں اغلاط کا اقرار﴾

فوائد السالکین کا مطبوعہ فارسی نسخہ 1310ھ مطبع مجتبائی دہلی، 37 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کے ناشر مولوی عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں۔

> اصل ایں نسخہ صحیح نہ بود ہر چند کہ نسخہ دیگر پیدا شد تاہم فیما بین مغائرتے یافتہ شد، لیکن بقدر وسع در رفع اغلاط کوشیدہ آمد۔

ترجمہ: اس نسخہ کی اصل یعنی وہ نسخہ جس سے مطبوعہ نسخہ منقول ہے، صحیح نہ تھی، اور اگرچہ دوسرا نسخہ بھی دستیاب ہوا تھا لیکن دونوں میں فرق بہت تھا، لہذا بقدر امکان رفع اغلاط کی کوشش کی ہے۔

مگر اس مطبوعہ میں مولوی عبدالاحد صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ دونوں نسخوں میں کیا فرق تھا؟ کس دور کے نسخے تھے؟ اور کاتب کون تھے؟ اس سے قدیم نسخہ اگر کسی کی معلومات میں ہو تو وہ الگ بات ہے۔ اس عرصہ کے درمیان مجاوروں اور معتقدین نے ملفوظات یا تحریر میں جو الحاقات اور تحریف کی ہونگی اس کا اندازہ موجود نسخوں سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

کیونکہ صوفیاء کرام کے ملفوظات کے ایسے نسخہ بھی موجود ہیں جنہیں ان کے عقیدت مند صرف عقیدت کے لیے کاتبوں سے نقل کرواتے جس میں عبارت کی تصحیح کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا تھا، اس کی تفصیل سیر العارفین اور خیر المجالس کتابوں سے بحوالہ بیان کر دی گئی ہے۔

۵۔ فوائد السالکین کا موجودہ دستیاب نسخہ پر محققین بھی مطمئن نہیں کیونکہ متعدد عبارات جو دیگر کتب میں نقل ہیں وہ بھی موجودہ نسخوں میں موجود نہیں ہیں۔ اس سے قبل کے قلمی مخطوط اگر کسی کی معلومات میں ہو تو وہ الگ معاملہ ہے۔ فوائد السالکین کے کاتب نے متعدد ایسے واقعات جو 634ھ میں ہوئے ان کو بھی لکھا، جس سے ملفوظات فوائد السالکین کے ساتھ کاتبین یا مرتبین نے کیا کچھ کیا ہوگا، ثابت ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا پیش کردہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ملفوظاتِ چشت کے موجودہ نسخہ وضع کردہ ہیں اور اگر ان کا انتساب صوفیاء چشت سے بطور تنزل تسلیم کر بھی لیا جائے تو ملفوظات چشت میں تحریف اور الحاقات کو تمام محققین نے تسلیم کیا ہے، یہاں تک کہ ملفوظات چشت کا سب سے زیادہ دفاع کرنے والے جانبدار محقق اخلاق دہلوی نے بھی ان ملفوظات میں الحاقات اور تحریف کو تسلیم بھی کیا ہے۔ اب مشائخ چشت کی کتب میں الحاقات اور تحریف کے ثبوت کے بعد بھی ان ملفوظات کی عبارات کو قطعی طور پر صوفیاء چشت کی طرف کر کے ان کی شان اقدس پر الزام و افتراء اور لعن طعن کرے تو وہ مکر اور دجل ہے جس کا تحقیق کے میدان میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جب تحقیق سے یہ بات واضح ہے کہ ملفوظات چشت محرف و منسوب ہیں تو اس میں کسی بھی تحریر پر فتوی خلاف اصول ہے اور اس سے بڑھ کر زیادتی یہ ہے کہ ان اولیاء کاملین کی ذوات اقدس پر کوئی حرف گیری کی جائے۔ کسی کتاب کا منسوب و محرف ہونے کی وجہ سے نہ تو قطعی طور پر تحریر کا اثبات ہوتا ہے اور نہ مصنف یا مولف کی ذمہ داری ثابت ہوتی ہے۔ مگر ان مخالفین کے اصول کی دھجیاں اڑانا تو دیکھیں کہ وہ تو ناقل اور تاجر کتب تک کوئی نہیں چھوڑتے اور اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ مگر ان مخالفین کا یہ عمل باطل و مردود ہے جس کی علمی و تحقیقی میدان میں کوئی حیثیت نہیں۔ ملفوظات

چشت کے محرف ومنسوب اور الحاقات ثابت ہونے کے بعد تو ان کتابوں کی تحریر اور اقتباسات کو مسلمہ اور قطعی سمجھنا غلط ہے اور مخالفین کا چشتی رسول اللہ کے کلمہ کو لے کر ان اولیاء کاملین اور علماء اہل سنت و ناشرین پر طعن وفتوی باطل ومردود ہے مگر عوام الناس کے سامنے اس عبارت کی مزید توضیح وتحقیق پیش خدمت ہے تاکہ مخالفین رکیک سے رکیک نکتہ سے عوام الناس کو گمراہ نہ کرسکے۔



''چشتی رسول اللہ'' کا محرف و منسوب ہونا

قارئین کرام کے سامنے دلائل اور حوالہ جات سے تفصیل کے ساتھ یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ فوائد السالکین کتاب جو ملفوظات چشت میں سے ایک ملفوظ ہے وہ محرف و منسوب ہے۔اب اس بات کی تحقیق پیش خدمت ہے کہ مخالفین جو چشتی رسول اللہ کلمہ کو قطعی مان کر اس پر تکفیر اور گمراہی کا فتاوی صادر کرتے ہوئے نہ کوئی تحقیق کرتے ہیں اور نہ کسی اصول کو مدنظر رکھتے ہیں، یہ کلمہ بھی خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ یا مشائخ چشت کی طرف منسوب و محرف ہیں۔اس مقام پر وہ نکات ذہن نشین رہے کہ صوفیاء اور محققین نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ صوفیاء کے دور میں اور ان کے مجاورین و معتقدین نے ان صوفیاء کرام کی طرف یا تو ان تحریروں کو گھڑا، وضع کیا یا پھر اپنی مرضی سے اس میں تحریف یا الحاقات بھی کیے۔

ا۔قارئین کرام سب سے پہلے تو اس محرف و منسوب عبارت کو مکمل ملاحظہ کریں جس میں چشتی رسول اللہ جیسے منسوب کلمات ہیں جس کو غیر اہل سنت ساجد خان دیوبندی، الزامی طور پر کچھ یوں نقل کرتا ہے۔

> ''آپ نے پھر ایک اور واقعہ بیان کیا کہ میں اور بہت سے اہل صفا جناب معین الدین ؒ کی خدمت میں حاضر تھے اولیاء اللہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی اس موقع پر ایک شخص آیا بغرض بیعت آپ کے قدموں پر سر رکھ لیا۔آپ نے بیٹھنے کیلئے کہا وہ بیٹھ گیا آپ اپنی خاص حالت میں تھے آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کہوں گا وہ کہو گے تو مرید کروں گا اس نے عرض کی حکم بجالاؤں گا فرمایا تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے اس نے کہا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا کہو لاالہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔اس نے اس طرح کہا تو آپ نے حلقہ بیعت میں داخل کر دیا خلعت اور نعمت عطا کی۔۔۔''

(فوائد السالکین، ہشت بہشت مجموعہ ملفوظات مشائخ چشت ص ۱۵۱)

● مذکورہ عبارت کو مرزا جہلمی صاحب نے اپنی ریسرچ آرٹیکل ص 3 نمبر 13 کے ضمن میں لکھا ہے۔ قارئین کرام یہ ملاحظہ کریں کہ اس دور میں بھی مرزا جہلمی نے اس عبارت کو صحیح نقل نہیں کر سکا۔

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب (جو خلیفہ تھے خواجہ معین الدین چشتی صاحب کے (ایک دفعہ انکے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں مرید ہونے آیا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا: جو کچھ ہم کہیں گے کرے گا اگر یہ شرط منظور ہے تو مرید کروں گا۔ اس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کروں گا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا: تو کلمہ اسطرح پڑھتا ہے۔ [لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ] تو اب ایک بار اس طرح پڑھ [لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ] چونکہ راسخ العقیدہ تھا اس نے فوراً پڑھ دیا۔ خواجہ صاحب نے اس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت و نعمت عطا فرمایا اور کہا: میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود نہ تھا کہ تجھ سے اس طرح کلمہ پڑھواں۔

[بزرگ (بریلوی + دیوبندی (خواجہ فرید الدین گنج شکر صاحب، ہشت بہشت (فوائد السالکین (صفحہ ۱۹ شبیر برادرز]"

قارئین کرام سے التماس ہے کہ جس مطبوعہ نسخہ کا حوالہ مرزا جہلمی نے دیا ہے اور اس میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کا طرف کلمہ پڑھوانے کی نسبت کی ہے وہ جھوٹ اور غلط بیانی ہے کیونکہ فوائد السالکین کے محرف و منسوب اور موجودہ مترجم نسخوں میں اس کلمہ کو پڑھانے کی نسبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی طرف کی گئی ہے اور اس عبارت کے بعد جو مزید متصل عبارت بھی بحوالہ فوائد السالکین ص 19 طبع شبیر برادز لاہور لکھی ہے وہ بھی درست نہیں لکھی، جب اس دور میں مرزا محمد علی جہلمی سے ایک عبارت کے نقل کرنے میں اتنی غلطیاں اور ناموں کی خطاء ہوئی ہیں تو مخطوطات لکھتے ہوئے کاتبین اور مجاوروں نے عبارت کو

کیا سے کیا بنا دیا ہوگا؟ اب قارئین کرام فوائد السالکین ص 19 مطبوعہ شبیر برادرز لاہور کو بھی ملاحظہ کر کے الفاظ کا تقابل کریں۔

فوائد السالکین ——— (۱۹) ——— ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

میں بہت بڑا ثواب ہے۔

اسی موقعہ کے مناسب آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نفل کی نماز میں مشغول تھا۔ شیخ معین الدین ادام اللہ برکاتہ نے مجھے آواز دی۔ میں نے فوراً نماز ترک کی اور لبیک کہا۔ آپ نے فرمایا ادھر آؤ! جب میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نفل ادا کر رہا تھا۔ آپ کی آواز سن کر نماز ترک کر دی اور آپ کو جواب دیا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کام کیا ہے کیونکہ یہ نفلوں کی نماز سے افضل ہے۔ اپنے پیر کے دینی کام میں معتقد ہونا بہت اچھا کام ہے۔

حسنِ عقیدہ

اسی موقعہ کے مناسب آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور بہت سے اہل صفا شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے اور اولیاء اللہ کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص باہر سے آیا اور بیعت ہونے کی نیت سے خواجہ صاحب کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گیا اور اس نے عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آیا ہوں! شیخ صاحب اس وقت اپنی خاص حالت میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں تجھے کہتا ہوں وہ ہو اور بجا لا تب مرید کروں گا۔ اس نے عرض کی کہ جو آپ فرمائیں میں بجا لانے کو تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے؟ اس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آپ نے فرمایا یوں کہو! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ چِشْتِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس نے اسی طرح کہا۔ خواجہ صاحب نے اسے بیعت کر لیا اور خلعت و نعمت دی اور بیعت کے شرف سے مشرف کیا پھر اس شخص کو فرمایا کہ سن! میں نے تجھے جو کہا تھا کہ کلمہ اس طرح پڑھو یہ صرف تیرا عقیدہ آزمانے کی خاطر کہا تھا ورنہ میں کون ہوں؟ میں تو ایک ادنیٰ سا غلام محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوں۔ کلمہ اصل میں وہی ہے لیکن میں نے صرف حال کی کمالیت کی وجہ سے یہ کلمہ تیری زبان سے کہلوایا تھا چونکہ تو مرید ہونے کیلئے آیا ہے اور تجھے مجھ پر یقین کامل تھا۔ اس لئے فوراً تو نے ایسا کہہ دیا اس لئے سچا مرید ہو گیا۔ اور درحقیقت مرید کا صدق بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق اور راسخ رہے۔

انجینئر صاحب کا دجل وفریب:

یہ نکتہ واضح ہوا کہ محرف ومنسوب فوائد السالکین کے مطبوعہ مترجم نسخہ سے مرزا جہلمی صاحب صحیح عبارت تک نقل نہیں کر سکتے اور محرف ومنسوب فوائد السالکین مترجم کتاب سے نقل کرتے ہوئے عبارت کا انتساب حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ سے ہٹا کر خواجہ قطب الدین کاکی علیہ الرحمہ کی طرف کر دیا اور عبارت میں دیگر جملوں جیسے "**شیخ صاحب اپنی خاص حالت میں تھے**" اور "**میں تو ایک ادنی سا غلام محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوں۔ کلمہ اصل وہی ہے**" نقل نہ کر کے بدیانتی اور دجل کا ثبوت دیا ہے۔

دنا گوار ہوتی تو ہم آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے تھے۔" [صحیح بخاری کتاب الادب حدیث نمبر 6102، صحیح مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر 6032]

(13) **علماء کا نظریہ** "خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب (جو خلیفہ تھے خواجہ معین الدین چشتی صاحب کے) ایک دفعہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں مرید ہونے آیا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا: جو کچھ ہم کہیں گے کرے گا اگر یہ شرط منظور ہے تو مرید کروں گا۔ اس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کروں گا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا تو کلمہ اس طرح پڑھتا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، تو اب ایک بار اس طرح پڑھ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ چشتی رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ چونکہ راسخ العقیدہ تھا اس نے فوراً پڑھ دیا۔ خواجہ صاحب نے اس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت ونعمت عطا فرمایا اور کہا میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود یہ نہ تھا کہ تجھ سے اس طرح کلمہ پڑھواؤں۔"

[بزرگ، بریلوی + دیوبندی: خواجہ فرید الدین گنج شکر صاحب "ہشت بہشت، فوائد السالکین" صفحہ 19] [illegible]

(13) **رسول کا فیصلہ** ترجمہ صحیح حدیث: سیدنا عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسلام کی بنیاد 5 چیزوں پر رکھی گئی ہے:

(I) گواہی دینا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور یہ کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور (II) نماز قائم کرنا، اور (III) زکوٰۃ ادا کرنا، اور (IV) حج کرنا، اور (V) رمضان کے روزے رکھنا۔"

[صحیح بخاری کتاب الایمان حدیث نمبر 8، صحیح مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر 113]

فوائد السالکین کے مطبوعہ فارسی نسخہ میں اغلاط

۲۔فوائد السالکین کا مطبوعہ فارسی نسخہ 1310ھ مطبع مجتبائی دہلی، 37 صفحات پر مشتمل ہے،اس نسخہ کے ناشر مولوی عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں۔

اصل ایں نسخه صحیح نه بود ہر چند که نسخه دیگر پیدا شد تاہم فیما بین مغائرتے یافته شد، لیکن بقدر وسع در رفع اغلاط کوشیده آمد۔

ترجمہ :اس نسخہ کی اصل یعنی وہ نسخہ جس سے مطبوعہ نسخہ منقول ہے، صحیح نہ تھی،اور اگرچہ دوسرا نسخہ بھی دستیاب ہوا تھا لیکن دونوں میں فرق بہت تھا،لہذا بقدر امکان رفع اغلاط کی کوشش کی ہے۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ موجودہ شائع کردہ فوائد السالکین کا فارسی نسخہ بھی اغلاط سے پر ہے اور جس فارسی قلمی نسخہ پر اعتماد کر کے فوائد السالکین کو شائع کیا گیا اس کے بارے میں بھی ناشر نے کہا کہ اس میں بہت ساری اغلاط ہیں۔اب یہ کمال کا انصاف ہے کہ نہ تو شائع کردہ فوائد السالکین پر ناشر کا اعتماد اور نہ ہی اس کے قلمی فارسی نسخہ پر اعتماد ہے،اور ایسی کتب جس پر نہ ناشر کو اعتماد اور نہ محققین کو اعتماد اس سے ایک عبارت چشتی رسول اللہ پیش کر کے نہ صرف مسلک اہل سنت و جماعت پر گمراہی کے فتوی بلکہ ان اولیاء کاملین کی ذات پر رکیک حملے کیے جاتے ہیں۔اور یہاں تک ایک بدتمیز وہابی طالب نور نے تو اہل سنت و جماعت پر ختم نبوت کے ڈاکو ہونے کا دل خراش الزام لگا کر انتہائی مردود کام کیا ہے۔

فوائد السالکین کے نسخہِ قدیم میں الحاقات اور اضافات جات

۳۔تحقیق سے یہ بات واضح طور پر پیش کر دی گئی ہے کہ ملفوظات چشت جس میں فوائد السالکین بھی ہے وہ منسوب،وضعی ،الحاقی ،اور محرف ہونے کے ساتھ صوفیاء کرام کے قریب کے دور میں ہی ان کتب کے جعلی گھڑے ہوئے یا تحریف کردہ نسخہ لوگوں کے پاس موجود تھے،جو کہ ان اولیاء اللہ کے جاہل معتقدین یا پھر مجاورین نے ان صوفیاء کے نام پہ داخل کیے۔

● علامہ حامد جمالی 942ھ لکھتے ہیں۔

نقل است از حمید قلندر کاتب ملفوظ خیر المجالس ---فرموند که ایں نسخه ها بر من رسیده اند، حاشا که ازیشاں باشد، دراں جا بسیار کلمات مجاوراں و معتقداں ما وقوف نوشته اند، که هر گز موافق احوال و اعمال ایشاں نیست۔

(سیر العارفین ص95)

ترجمہ: کتاب خیر المجالس کے کاتب حمید قلندر سے نقل ہے۔---انہوں نے فرمایا کہ یہ نسخے مجھے پہنچے ہیں،جو ہر گز ان کے نہیں ہیں کیونکہ ان میں سے بہت کلمات مجاوروں اور معتقدوں نے جان بوجھ کر لکھ دیے ہیں،جو ہر گز ان کے احوال کے مطابق نہیں ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صوفیاء محققین نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اولیاء کی طرف کتب وضع کی گئیں ہیں اور بہت سارے اقوال اور تحریریں مجاوروں اور معتقدون نے تحریف والحاق کیے ہیں۔اب فوائد السالکین کا منسوب اور اغلاط سے پر نسخہ میں چشتی رسول اللہ کے الفاظ کسی نے نام چشتی کو محرف کیا اور اس واقعہ میں مزید بھی الفاظ الحاق کیے۔

چشتی رسول اللہ کی تحریف پر پہلا ثبوت

﴿از فوائد الفوائد﴾

۞ اس کے ثبوت کے لیے خود مشائخ چشت حضرت خواجہ نظام الدین الاولیاء کے ملفوظات [اس میں بھی الحاقات اور تحریف ثابت ہے۔] میں اس واقعہ میں لفظ چشتی کی بجائے شبلی لکھا گیا، وہ ملاحظہ کریں۔

"اس موقع پر حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں آپ کا مرید ہوتا ہوں۔۔۔۔(حضرت شیخ) شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو کلمہ طیبہ کس طرح پڑھتا ہے۔ مرید نے جواب دیا کہ میں اس طرح پڑھتا ہوں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ شبلی بولے اس طرح پڑھ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ مرید نے فوراً اسی طرح پڑھ دیا۔ اس کے بعد شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شبلی آنحضرت ﷺ کے ادنیٰ چاکروں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے رسول تو وہی ہیں میں تو تیرے اعتقاد کا امتحان کر رہا تھا۔"

(فوائد الفواد، پانچویں جلد آٹھویں مجلس: ص ۳۹۹، دوسرا نسخہ ص 427 طبع زاویہ پبلشرز، تیسرا نسخہ ص 516 طبع الفیصل ناشران، چوتھا نسخہ ص 168 طبع شبیر برادز، لاہور اور فارسی نسخہ مکتبہ احمدی، دہلی ص 143)

۞ اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ فوائد الفوائد جو کہ مشائخ چشت کی ہی کتاب ہے، اس میں" چشتی رسول اللہ" کی بجائے "شبلی رسول اللہ" ہے، جو یہ نکتہ ثابت کرتا ہے کہ فوائد السالکین میں لفظ "چشتی" کا انتساب الحاقی اور تحریف شدہ ہے۔

ایک نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ فوائد الفوائد میں شبلی رسول اللہ کے الفاظ کو حکایت کے طور پر بیان کیا گیا ہے نہ کہ اس کی کوئی متصل سند یا مستند حوالہ ہے اور علماء محققین کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ سنی سنائی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور نہ اس پر کوئی فتوی عبارت پر اور نہ ہی اولیا ء پر لگتا ہے کیونکہ فتوی کے لیے کلام کا قطعی اور صاحب کلام سے قطعی طور پر ثابت ہونا ضروری ہوتا ہے وگرنہ سنی سنائی باتوں پر مفتیان کرام کسی طرح کا فتوی نہیں لگاتے۔

چشتی رسول اللہ کی تحریف پر دوسرا ثبوت

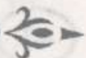
﴿از سبع سنابل﴾

اب قارئین کرام کے سامنے فوائد السالکین کے محرف اور الحاقی عبارت پر دوسرا حوالہ بھی ملاحظہ کریں۔علامہ میر عبدالواحد بالگرامی قدس سرہ نے 969ھ میں سبع سنابل کتاب لکھی۔میر عبدالواحد بالگرامی اپنی کتاب میں فوائد السالکین کے حوالہ سے اسی عبارت کو کچھ اس انداز سے لکھا ہے۔

"فوائد السالکین میں ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں حضرت مخدوم شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص بیعت کے ارادے سے آیا خواجہ کے قدموں پر سر رکھا اور عرض کیا کہ بیعت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔خواجہ پر کیفیت طاری تھی فرمایا کہ اگر تم کہو لاالہ الا اللہ چشتی رسول اللہ،تو میں تمہیں بیعت کرلوں گا۔چوں کہ وہ شخص دھن کا پکا اور سچا تھا فوراً اقرار کرلیا۔خواجہ نے بیعت کے لیے اسے اپنا ہاتھ دیا اور اسے بیعت کر لیا۔پھر فرمایا سنو کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے کمینے غلاموں میں سے ایک ہوں۔کلمہ وہی ہے مگر میں نے تیرے کمال اور اعتقاد اور صدق کو آزمایا تھا۔"

(سبع سنابل: ص ۲۷۸۔۲۷۹ مطبوعہ رضوی کتاب گھر،مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور،سبع سنابل فارسی ص ۱۳۳)

مذکورہ پیش کردہ حوالہ میں میر عبدالواحد بالگرامی نے 969ھ میں جو اقتباس فوائد السالکین سے پیش کیا،اس میں چشتی رسول اللہ کلمہ کا انتساب حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ



الرحمہ کی طرف نہیں بلکہ حضرت مخدوم شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی طرف ہے۔

- اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ سبع سنابل میں فوائد السالکین کے حوالے سے چشتی رسول اللہ کا انتساب حضرت مخدوم شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی طرف ہے جبکہ محرف ومنسوب نسخہ میں یہ ہی بات خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے ہے۔
- سبع سنابل میں یہ الفاظ بھی نہیں "تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے اس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، آپ نے فرمایا کہو، لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ، اس نے اس طرح کہا"۔

اس طرح کے الفاظ وہابی طالب نور نے اپنی تحریر میں اضافہ کر کے اندارج کیا ہے۔ سبع سنابل میں نہ تو یہ لفظ ہیں **کہ "کلمہ کس طرح پڑھتا ہے"** اور نہ یہ الفاظ ہیں کہ" **اس نے اس طرح کہا**"۔ ان الفاظ کے اندراج اور الحاق سے اس طرح کے لوگ عوام الناس کو دھوکا دے کر ان کے عقیدہ کو خراب کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

- سبع سنابل کے حوالہ میں یہ واضح الفاظ موجود ہیں کہ خواجہ یوسف چشتی علیہ الرحمہ پر حالت طاری تھی اور یہ بات ایک طالبعلم کو بھی معلوم ہے کہ صوفیاء کی خاص حالت اور حالت طاری تھی کا کیا مطلب و معنی ہوتے ہیں۔
- سبع سنابل کے اس اقتباس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرید نے کلمہ نہیں پڑھا صرف کلمہ پڑھنے کی حامی بھری، اور اس کے اقرار پر خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ نے پھر فرمایا" سنو کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے کمینے غلاموں میں سے ایک ہوں۔ کلمہ وہی ہے"۔

اس عبارت کے خواجہ صاحب کے قول میں ہونے کے باوجود اعتراض کرنا خبث باطن کے علاوہ کچھ نہیں۔ منسوب عبارت میں نہ کلمہ پڑھنے کا ذکر ہے اور نہ ہی خواجہ یوسف چشتی علیہ الرحمہ نے اس سے پڑھوایا اور اس کے زبانی حامی بھرنے پر ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور خود کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور امتی ہونے کا اقرار کیا۔

- میر عبدالواحد بالگرامی کی نقل کردہ فوائد السالکین کی عبارت میں خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ کا اس کلمہ کو پڑھوانے کا کوئی ذکر نہیں ،اس لیے اس عبارت کی آڑ میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ پر کسی بھی طرح کا الزام باطل ومردود ہے۔

اس مذکورہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ فوائد السالکین سے جو عبارت سبع سنابل 969ھ میں نقل ہوئی وہ موجودہ فوائد السالکین کی عبارت سے مختلف اور الگ ہے اور اس میں خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کا کلمہ پڑھوانے کا ذکر بھی نہیں اور اس میں مرید کا بھی کلمہ پڑھنا ثابت نہیں ۔اس لیے ایسے فضول اعتراضات کر کے عوام الناس کو بہکایا نہیں جا سکتا اور فوائد السالکین کے حوالہ سے یہ کلمہ چشتی رسول اللہ کسی کتاب میں اس طرح نقل نہیں، جو اس متن کے الحاق اور محرف ہونے کا ثبوت ہے جبکہ فوائد السالکین کی کتاب کے حوالہ سے جو سبع سنابل میں جو عبارت نقل کی گئی اس میں تو خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کیا تو کلمہ پڑھوانے والی بات کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ خود میر عبدالواحد بالگرامی کے زمانے میں بھی فوائد السالکین کے محرف اور منسوب کتاب فوائد السالکین میں خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کا کلمہ پڑھوانا ثابت نہیں اس لیے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی پر کسی طرح کا الزام باطل اور مردود ہے۔



چشتی رسول اللہ کی تحریف پر تیسرا ثبوت

﴿از تذکرۃ الابرار﴾

قارئین کرام کے سامنے چشتی رسول اللہ کے تحریف اور الحاق پر ایک تیسرا ثبوت ملاحظہ کریں جس سے اس منسوب کلمہ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

حضرت سید علی ترمذی 991ھ کے مرید حضرت اخوند دریوذہ 1048ھ اپنی کتاب تذکرہ الابرار والاشرار ص 186 میں حضرت شرف الدین یحیی منیری 781ھ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ چشتی رسول اللہ کفر ہے یہ اہل ہوا کا [الحاق و] افتراء ہے۔

قارئین کرام کے سامنے منسوب کلمہ چشتی رسول اللہ کی علمی و تحقیقی حیثیت واضح کردی گئی ہے کہ یہ عبارت صرف ۲ کتابوں میں ہی منسوب ملتا ہے، ایک فوائد السالکین اور دوسرا سبع سنابل میں۔ فوائد السالکین کے محرف ومنسوب ہونے کے دلائل پیش کردیے گئے ہیں اور سبع سنابل کے اقتباس پر بھی تحقیق پیش کی گئی ہے کہ سبع سنابل میں یہ جملہ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ سے بھی منقول نہیں ہیں اور نہ اس میں مرید کا کلمہ پڑھنا ثابت ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ مخالفین کی طرف سے اہل سنت پر چشتی رسول اللہ کے کلمہ پر اعتراضات باطل و مردود ہیں۔



﴿شبلی یا چشتی رسول اللہ؟﴾

اس نکتہ پر تحقیق اہمیت کی حامل ہے کہ مذکورہ حکایت میں شبلی رسول اللہ منقول ہے یا چشت رسول اللہ منقول ہے۔

حکایت میں مختلف الفاظ کا منقول ہونا

مختلف کتب میں اس واقعہ کو متعدد الفاظ کے ساتھ غلط سند اور بغیر سند کے لکھا گیا، حالت سکر کی کیفیت اور پھر حالت صحو میں رجوع کا ذکر موجود ہے۔

فوائد السالکین	محرف وسند غلط	درحالت بود، حکایت میں شبلی کی جگہ یوسف چشتی داخل کر دیا۔ اگر فوائد السالکین کا نسخہ صحیح ہوتا اور اس میں چشتی رسول کے الفاظ ہوتے تو فوائد الفوائد میں بھی واقعہ کو حضرت شبلی کی طرف منسوب نہ کیا جاتا۔	رجوع کے الفاظ بھی موجود ہیں۔

● خواجہ یوسف چشتی علیہ الرحمہ کا زمانہ کیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے پایا؟ اس پر بھی تحقیق ضروری ہے۔

فوائد الفوائد	بغیر سند	شبلی رسول اللہ	رجوع کے الفاظ
سبع سنابل	بغیر سند	در حالت بود، فوائد السالکین سے منقول شیخ یوسف چشتی کا ذکر۔	

● خواجہ یوسف چشتی علیہ الرحمہ کا زمانہ کیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے پایا؟ اس پر بھی تحقیق ضروری ہے۔

تحقیق الحق	بغیر سند	مظہر حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے غلبہ حال ہونے کی وجہ سے۔	
فوائد فریدیہ	بغیر سند	شطحیات کے تحت یہ واقعہ نقل کیا اور شیخ یوسف چشتی سے خواجہ معین الدین چشتی بنادیا۔	
منازل الابرار	بغیر سند	آئینہ شبلی میں تنہا رسول کو ہی نہیں اللہ کو بھی دیکھنا۔	
مقابیس المجالس		مرشد کو رسول کہنے کی غلط بات کی۔	اس کتاب کا جامع اور بات کا راوی متہم ہے اور قادیانی نواز تھا۔

۞ مذکورہ تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ متنازعہ عبارت چشتی رسول اللہ کا انتساب، سند، اور عبارت کسی طرح بھی محفوظ و درست نہیں، جب اصل عبارت ہی غیر ثابت اور غیر محفوظ ہے تو اس کو متعین کر کے اعتراض کرنا فضول و مردود ہے۔

اشکال:

کوئی جاہل مطلق و جری شخص اگر یہ کہے کہ چلو چشتی رسول اللہ اگر محرف ہے تو شبلی رسول اللہ کے کلمہ کو تو ثابت مانا ہے۔ چشتی رسول اللہ کا کلمہ نہ سہی شبلی رسول اللہ کلمہ تو کفریہ ہے۔

جواب:

گذارش ہے کہ ایسے جاہل شخص کی اس اعتراض کی بھی کوئی علمی وقعت نہیں کیونکہ

اول : تو حضرت شبلی علیہ الرحمہ تک اس قول کی سند نہیں ہے۔

دوم: اگر بالفرض اس حکایت کو حضرت شبلی علیہ الرحمہ تک سنداً تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی ان پر فتوی کفر نہیں لگتا۔ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے محدث جعفر الخلدی سے نقل کیا ہے۔

أحسن أحوال الشبلي أن يقال فِيهِ مجنون، يُريد أنّه كثير الشطح، والمجنون رُفِع عنه القلم. (تاريخ الإسلام 687/7)

ترجمہ: احوال شبلی کا احسن بیان انہیں مجنون کہنا ہے مراد یہ ہے کہ کثیر الشطح تھے، اور مجنون جو کہ کثیر الشطح ہوتا ہے، مرفوع القلم یعنی اس پر شریعت کا کوئی حکم نہیں لگتا۔

یاد رہے کہ علامہ ذہبی کی کتب صوفیاء کرام جیسے بایزید بسطامی، ابو بکر شبلی، ابوحمزہ اور دیگر اولیاء کرام کا ذکر خیر موجود ہے اور ان کی شطحیات بیان کر کے ان پر کسی طرح کا فتوی صادر نہیں کیا۔

ابن قیم اپنے کتاب میں لکھتے ہیں۔

ذكرهَا أَبُو موسَى المدِينِيّ من طَرِيق عبد الْغَنِيّ بن سعيد قَالَ سَمِعت إِسْمَاعِيل بن أَحْمد بن إِسْمَاعِيل الحاسب قَالَ أَخْبرنِي أَبُو بكر مُحَمَّد بن عمر قَالَ كنت عِنْد أبي بكر بن مجاهِد فجَاء الشبلي فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بكر بن مجاهِد فعانقه وَقبل بَين عَيْنَيْهِ فَقلت لَهُ يَا سَيِّدي يفعل هَذَا بالشبلي وَأَنت وَجَمِيع من بِبَغْدَاد يتصورونه أَنه مَجْنُون فَقَالَ لي فعلت بِهِ كَمَا رَأَيْت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يفعل بِهِ وَذَلِكَ أَنِّي رَأَيْت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي الْمَنَام۔ (جلاء الأفهام 1/434)

حضرت ابو بکر بن مجاہد، حضرت شبلی کو کھڑے ہو کر ملے، اور معانقہ کیا اور آنکھو کے درمیان بوسہ دیا تو میں راوی نے کہا: سرکار آپ شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ خود اور جمیع اہل بغداد حضرت شبلی کو مجنون سمجھتے ہیں۔

- اس روایت میں حضرت شبلی کا مجنون ہونا اور محترم ہونا دونوں ثابت ہوا۔

سوم: کسی بھی حکایت کو بیان کرنے کا مقصد، اس کے ظاہری مفہوم و مطلب پر یقین کرنا اور عمل کرنا نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بات ظاہراً تو خلاف شرع ہوتی ہے

مگر بیان کرنے والے کا مقصد اس سے دیگر نکات اخذ کرنا ہوتا ہے۔ اس پر متعدد احادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔ امام مسلم بن حجاج القشیری اپنی کتاب صحیح مسلم میں ایک روایت پیش کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن الصباح، وزهير بن حرب، قالا: حدثنا عمر بن يونس، حدثنا عكرمة بن عمار، حدثنا إسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة، حدثنا انس بن مالك وهو عمه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب إليه من احدكم كان على راحلته بارض، فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه، فايس منها، فاتى شجرة فاضطجع في ظلها قد ايس من راحلته فبينا هو كذلك، إذا هو بها قائمة عنده فاخذ بخطامها"، ثم قال: "من شدة الفرح اللهم انت عبدي وانا ربك اخطا من شدة الفرح".

(صحیح مسلم حدیث نمبر 6960)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "البتہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اپنے بندہ کی توبہ سے جب وہ توبہ کرتا ہے تم میں سے اس شخص سے جو اپنے اونٹ پر سوار ہو ایک صاف بے آب و دانہ جنگل میں، پھر وہ اونٹ نکل بھاگے اسی پر اس کا کھانا اور پانی ہو۔ آخر وہ اس سے ناامید ہو کر ایک درخت تلے آ کر لیٹ رہے اس کے سایہ میں اور اونٹ سے بالکل ناامید ہو گیا ہو، وہ اسی حال میں ہو کہ یکا یک اونٹ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے اور وہ اس کی نکیل تھام لے، پھر خوشی کے مارے بھول کر غلطی سے کہنے لگے: یا اللہ! تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں خوشی کے سبب سے ایسی غلطی کرے۔" (یعنی یوں کہنا تھا یا اللہ! تو میرا رب ہے میں تیرا بندا ہوں پر خوشی سے زبان میں الٹا نکل جائے)۔

ملاحظہ کیجئے اس حدیث شریف میں یہ الفاظ (اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا

ہوں تیرا) بظاہراً کفر معلوم ہوتے ہیں مگر صاحبِ کلام اپنے غلبہ حال کے سبب اس لزومِ کفر سے بے خبر اور لاعلم ہے، اس لئے اُس کا التزامِ کفر ثابت نہ ہوا، لہذا وہ صرف خطا کار ٹھہرا اور جب صاحب کلام غلبہ حال سے نکل کر حالت صحو میں آ کر اس غلطی سے آگاہ ہو تو رجوع کرنے کے بعد اس پر کسی طرح کا الزام بھی باطل ہو جاتا ہے۔

❁ مزید یہ کہ اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد اس کلمہ (اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا) کا اثبات نہیں بلکہ امام مسلم کا اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنے کا مقصد و استدلال اللہ تعالی کا اپنے بندہ سے توبہ کرنے پر خوشنودی ظاہر کرنا ہے۔ اس حدیث پر کسی جاہل کا یہ اعتراض ہرگز ہرگز مسموع نہیں ہوگا کہ دیکھو اس میں (اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا (خلاف شرع بات ہے۔ جس طرح صحیح مسلم کی حدیث سے استدلال و نقل کرنا توبہ کی فضیلت کا بیان کرنا ہے اگر چہ جاہل اس کو ظاہراً خلافِ شرح سمجھتا ہے۔

❁ اسی طرح فوائد السالکین، فوائد الفوائد، سبع السنابل، انسان کامل، اور فوائد فریدیہ کا اگر تعصب سے ہٹ کر مطالعہ کرے تو اسے اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ شبلی رسول اللہ کی حکایت کو سب نے بطور حکایت نقل کیا، اور اس حکایت کو بیان کرنے کا مقصد صرف اور صرف مرید کا اپنے شیخ پر کامل اعتماد و یقین کرنا ہے نہ کہ کسی پیر کا اپنے مرید سے اس انداز میں کلمہ پڑھوانا۔ یہ یاد رہے کہ صحیح مسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی حکایت کو اس کے نتائج کے طور پر نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جبکہ دوسری طرف چند نام نہاد محققین اور مخالف اہل سنت چشتی رسول اللہ کا کلمہ جو کہ سنداً بھی ثابت نہیں، اس واقعہ سے اس کے نتیجہ [کہ مرید کو اپنے پیر پر کامل اعتماد ہونا چاہیے] پر غور و فکر نہ کرنے کی بجائے شور و غوغا اور طوفان بدتمیزی کا ایک طوفان برپا کیا ہوا ہے اور اہل سنت کے جانب کفر کا انتساب کرنے کے لیے جری ہیں۔ جبکہ حقیقت میں نہ یہ کلمہ بطور حکایت بھی ثابت نہیں ہے۔

❁ ان کتابوں میں یہ حکایت [جو کہ سنداً ثابت بھی نہیں] نقل کرنے کے بعد کسی مولف یا مرتب نے یہ کہیں بیان نہیں کیا کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ جیسے حضرت شبلی نے اپنے شاگرد سے شبلی رسول اللہ کا کلمہ پڑھوایا۔ اسی طرح ہر پیر اپنے مرید سے اپنے نام کا کلمہ پڑھوایا

کرے۔ نقل کفر، کفر نہ باشد۔

پیش کردہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مخالفین اہل سنت کی طرف سے جو اعتراضات کیے جاتے ہیں وہ تحقیق کے میدان میں باطل ومردود ہیں کیونکہ نہ تو عبارت ثابت ہے، نہ متکلم کی طرف انتساب ثابت ہے۔ پھر فرض محال، غالبہ حال میں کہے گئے کلمات پر حالت صحو میں رجوع اور حق کو بیان کرنے پر شریعت کا کسی طرح کا فتوی لاگو نہیں ہوتا۔ جبکہ سوشل میڈیا کے نام نہاد محقق کس طرح عوام الناس کو دھوکا دے کر ان کے عقیدہ وایمان کی تباہی وخرابی کرتے ہیں۔ اللہ تعالی ایسے نام نہاد معترضین اور صوفیاء کے مخالفین کو عقل سلیمہ اور ہدایت عطا کرے، جو بظاہراً اپنے فہم کو سامنے رکھ کر ان اکابرین پر طعن وتشنیع شروع کر دیتے ہیں۔

ناشران کا ناقص تحقیق والی کتب کو شائع کروانا:

محقق خلیق انجم صاحب لکھتے ہیں

بعض لوگوں کے لیے نایاب کتب جمع کرنا ایک دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے، اس لیے قلمی یا نایاب مطبوعہ کتابوں کی مانگ ہمیشہ سے رہی ہے، لوگوں کے اسی شوق سے فائدہ اٹھا کر پرانی کتابوں کے کاروبار کرنے والوں نے طرح طرح کی جعلسازیاں کی ہیں۔ یہاں میں چشتیہ سلسلے کی کچھ کتابوں کا ذکر کروں گا۔ اس سلسلے کی صرف ایک کتاب فوائد الفوائد ہے جو ہر طرح کی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ [فوائد الفوائد پر علماء و محققین کے متعدد اعتراضات ہیں] یہ شیخ نظام الدین الاولیاء کے ملفوظات ہیں جو ان کے ایک مرید امیر حسن سنجری نے 707ھ اور 721ھ کے درمیان لکھے ہیں۔ امیر حسن لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ ایک صحبت کا ذکر کرتے ہوئے کہ ایک دوست تشریف رکھتے تھے، انہوں نے کہا کہ اودھ میں ایک صاحب نے مجھے ایک کتاب دکھائی تھی، کہتے تھے کہ اس کے مصنف آپ ہیں۔ شیخ صاحب نے جواب دیا، وہ شخص غلط کہتا تھا میں نے کبھی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آگے چل کر امیر حسن [سنجری] لکھتے ہیں کہ شیخ نظام الدین اولیاء نے کہا ”نہ میں نے کوئی کتاب لکھی، نہ شیخ الاسلام فرید الدین نے، نہ شیخ الاسلام قطب الدین نے، نہ خواجگان میں سے کسی نے اور اور نہ میرے سلسلہ کے پہلے کسی بزرگ نے“۔

ان اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ چشتیہ سلسلے کے کسی بزرگ نے کبھی کوئی کتاب نہیں لکھی لیکن اس سلسلہ سے متعلق مندرجہ ذیل کتابیں ہندوستان میں ملتی ہیں۔

۱۔ **انیس الارواح** :اس کا مصنف شیخ معین الدین چشتی اجمیری کو بتایا گیا ہے جس میں شیخ صاحب اپنے مرشد شیخ عثمان ہارونی [ہرونی] کی زندگی کے حالات بیان کیے ہیں۔

۲۔ **دلیل العارفین** :یہ کتاب شیخ قطب الدین بختیار کاکی سے منسوب ہے جس میں شیخ صاحب اپنے پیر ومرشد معین الدین اجمیری کے ملفوظات قلم بند کیے ہیں۔

۳۔ **فوائد السالکین** :اس کے مصنف شیخ فرید الدین مسعود بتائے جاتے ہیں، اس میں شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے ملفوظات لکھے گئے ہیں۔

۴۔ **اسرار الاولیاء** :مولانا بدر الدین اسحق سے منسوب ہے اور شیخ فرید الدین گنج شکر کے ملفوظات ہیں۔

۵۔ **راحت القلوب** :اسے کے مصنف نظام الدین اولیاء کو بتایا گیا ہے، اس میں شیخ فرید گنج شکر کے ملفوظات قلم بند کیے گئے ہیں۔

۶۔ **افضل الفوائد** :امیر خسرو سے منسوب ہے اور نظام الدین اولیاء کے ملفوظات تحریر کیے گئے ہیں۔

۷۔ **مفتاح العاشقین**: شیخ محب اللہ کو اس کا مصنف بتایا گیا ہے اور شیخ نصیر الدین محمود کے ملفوظات ہیں۔

۸۔ **دیوان قطب الدین بختیار کاکی**

۹۔ **تذکرۃ الاولیاء** : شیخ فرید الدین عطار سے منسوب ہے۔

پروفیسر محمد حبیب نے ثابت کیا ہے کہ یہ تمام کتب جعلی ہیں۔ ان میں سے کسی کتاب کا چشتیہ سلسلے کے بزرگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کتابوں کے لکھنے کا کوئی مذہبی یا سیاسی مقصد نہیں۔ کتابوں کے کاروبار کرنے والوں نے معمولی صلاحیتوں کے لوگوں سے یہ کتابیں لکھوائی ہیں۔

(متنی تنقید، الجمیعۃ پریس دہلی مارچ 1967ص 118- 125)

✿ پروفیسر خلیق انجم کے حوالہ سے ایک بات تو واضح ہوئی کہ ایک طرف وہ ملفوظات



چشت کے وضع ہونے کے قائل ہیں اور دوسرے طرف وہ کتابوں کے تاجروں پر اعتراض بھی کر رہے ہیں۔ پروفیسر خلیق انجم کی تحریر میں صوفیاء کی کتب کو وضع کرنے پر زیادہ سے زیادہ یہ بات کی جا سکتی ہے کہ صوفیاء کرام کی یہ کتابیں وضع کردہ نہیں ہیں مگر ایک نکتہ پر تو جانبین کے محققین کا اتفاق ہے کہ ملفوظات صوفیاء و مشائخ چشت کی کتب میں الحاقات ،اضافات جات ،تاریخی اغلاط اور متون کی غلطیاں بے شمار ہیں۔ دوسری طرف جانبین کی طرف سے پروفیسر خلیق انجم صاحب کی اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی مکتبہ سے کتب شائع ہونے سے یہ بات اخذ نہیں کی جا سکتی کہ وہ کتاب مستند وغیر الحاقی ہے۔

❁ مزید یہ کہ ناشر یا مکتبہ کسی خاص مسلک کی کتب شائع کرنے میں مشہور ہو تو ،اس کی طرف سے کسی بھی کتاب کا شائع کرنا اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ کسی خاص مسلک کے علماء کی ذمہ داری یا تائید سے شائع ہوئی ہوگی ،ناشر کی طرف سے ہر شائع ہونے والی کتاب کا ذمہ دار علماء اہل سنت کو کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟۔ ویسے بھی مسلک کے اکابرین کی تصدیق کے بغیر کتاب کے مندرجات یا کسی بھی گمراہی کا ذمہ دار علماء حقہ کو قرار دینا غلط ہے۔

❁ اس سلسلہ میں اہم بات یہ ہے کہ مشائخ چشت کی کتابیں ہندوستان میں عام ناشرین کی طرف سے بھی شائع کی گئیں اور پھر کسی خاص مسلک سے تعلق رکھنے والے ناشرین نے بھی ان کتابوں کو تجارتی غرض سے شائع کیا گیا ،اس لیے اگر مسلک اہل سنت کی کتب شائع کرنے والے کسی بھی مکتبہ سے کوئی ایسی کتاب شائع کی گئی یا شائع کی جا رہی ہے ،جس پر علماء و محققین کے اعتراضات ہیں یا ان کا اعتماد ان کتابوں پر نہیں ہے تو ان کتابوں میں درج مندرجات کا نہ تو الزام اہل سنت کے علماء پر لگایا جا سکتا ہے اور نہ ان کتابوں میں کسی محرف یا الحاق شدہ تحریر پر مسلک اہل سنت کو مطعون کیا جا سکتا ہے۔

❁ مزید عرض یہ ہے کہ چند کتب ایسی ہیں کہ جن کو مجموعی یا اکثری طور پر علماء اہل سنت معتبر مانتے ہیں مگر ان کتابوں میں متعدد ایسی عبارات ہیں جن کو علماء اہل سنت یا تو الحاق یا محرف مانتے ہیں ،ایسی متعدد کتابوں کے بارے میں فتوی رضویہ میں تصریحات موجود ہیں۔ تو ایسی عبارات سے مسلک یا علماء اہل سنت پر طعن کرنا بھی غلط ہے۔

﴿اکابرین اہل سنت کا متنازعہ عبارت پر فتوی﴾

مرزا محمد علی جہلمی جیسے مخالفین یہ بھی اعتراضات کرتے ہیں کہ دیکھو بریلوی علماء ان صوفیاء کی تعریف کرتے ہیں، جبکہ ان سے منسوب ایسے اقوال موجود ہیں، اگر بریلوی علماء ان صوفیاء کی ان متنازعہ عبارات کے خلاف ہوتے تو ان صوفیاء پر فتوی ضرور لگاتے۔

جواب:

گذارش ہے کہ اکابرین اہل سنت ہمیشہ سے صوفیاء کرام کا ادب و تعظیم کا درس شریعت کے اصولوں کے مطابق دیا۔ علماء اہل سنت کا صوفیاء کرام کا دفاع ان کی شان و عظمت کی وجہ سے ہی ہے، جو کہ قران وسنت سے ثابت ہے۔

صوفیاء کرام کی طرف انتساب متنازعہ عبارات کے متعدد محمل ہیں جس کی وجہ سے ان پر یا ان کے کلام پر فتوی لاگو نہیں ہوتا۔

- اول: ان کی کتب میں تحریفات

جب کسی کتاب کے مندرجات میں تحریف ثابت ہو جائے تو اس پر طعن کرنا غلط ہے۔

- دوم: حکایت کا سنداً قطعیت کا ساتھ ثابت نہ ہونا۔

متعدد کتب میں اولیاء کی طرف ایسے کلمات منسوب ہیں جو کہ اسنادی طور پر ثابت نہیں ہیں۔ مطلقاً کسی کتاب میں حکایت کو بیان کرنے سے کیسے، کسی اللہ کے برگذیدہ بندہ پر فتوی لاگو ہوسکتا ہے؟ آدابِ فتوی کی کتب میں یہ بات واضح موجود ہے کہ متکلم کے کلام کا ثابت ہونا قطعیت کے ساتھ ہونا ضروری ہے ورنہ متکلم پر فتوی لاگو نہیں ہوسکتا۔

- سوم: اولیاء کرام کا حالتِ خاص میں کلام اور شطحیات کا صدور

شریعت نے اس امر کو واضح بیان کیا ہے کہ جب کسی وجہ سے کوئی خاص حالت طاری ہو



تو اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ پر گرفت نہیں ہوتی، اگرچہ بظاہر اوہ خلاف شریعت معلوم ہو،اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی روایت سے استدلال پیش کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ غالبہ حال کے بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں، یہ کوء ایسی اصطلاح نہیں جوکہ اہل سنت و جماعت اثابت کرتی ہے بلکہ ایسی اصطلاحات تو محدثین کرام بشمول ابن تیمیہ ،علامہ ذہبی استعمال اپنی کتب اسماء الرجال میں کرتے ہیں۔

اعتراض : غلبہ حال صرف صوفیاء کرام پر کیوں ہوتا ہے؟

اس لیے کوئی جاہل یہ نہ کہے جیسے کہ ایک مناظرہ میں طالب الرحمن غیر مقلد نے کہا کہ غلبہ حال صرف صوفیاء کرام پر کیوں ہوتا ہے؟ صحابہ کرام سے ایسے واقعات کا صدور کیوں نہیں ہوا؟

جواب:

گذارش ہے کہ اگر کسی کا اپنا مطالعہ نہیں اور کم علمی سے ایسی باتیں کرتا ہے تو اس کو کیا کہا جاسکتا ہے؟ وگرنہ تو کتب احادیث میں متعدد ایسی روایات ہیں جس سے غلبہ حال کا صدور ثابت ہوتا ہے اور مخالفین کے معتمد علیہ عالم ابن تیمیہ اور ابن قیم نے اس کے بارے میں اقرار کیا ہے۔

ان پیش کردہ نکات میں کوئی ایک بھی ثابت ہو تو اکابرین پر طعن و تشنیع نہیں کی جاسکتی تو جب متنازعہ عبارت "چشتی رسول اللہ" کے بارے میں یہ تینوں نکات ثابت ہیں تو کس طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ پر کوئی حرف گیری کا سوچ بھی سکتا ہے؟ اللہ تعالی ان اولیاء کرام کے مخالفین کو ہدایت دے اور ان کو حقائق سمجھنے کی توفیق دے۔

شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی صاحب کا فتوی

مرزا محمد علی جہلمی صاحب اپنے حوارین کو سچ بھی نہیں بتاتے تاکہ حقیقت حال واضح نہ ہو۔ مرزا جہلمی صاحب کی خدمت میں مذکورہ مسئلہ میں علامہ شریف الحق امجدی شارح بخاری

کے چند فتاوجات پیش خدمت ہیں تا کہ وہ خود بھی پڑھ سکیں اور اپنے حوارین کو بھی ان فتاوی جات سے آگاہ کر سکیں۔

کیا حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کس مرید سے کہا" لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ" کہو؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کے:

ہشت بہشت مجموعہ ملفوظات خاوجگان چشت اہل بہشت مکتبہ جام نور نئی دہلی کتاب فوائد السالکین ص ۲۳ :-۲۴ میں ملفوظات حضرت قطب الاقتاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی اوشی چشتی علیہ رحمہ کو نقل کرتے ہوئے۔ ایک واقعہ یوں ارشاد فرمایا ہے۔ خواجہ غریب نواز چشتی علیہ رحمہ کا حوالہ دیتے ہوئے۔

واقعہ یہ ہے :ایک دفعہ کہ ذکر ہے کے میں اور بہت سے اہل صفا شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے اور اولیاء اللہ کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص بہار سے آیا اور بیعت ہونے کی نیت سے خواجہ صاحب کے قدموں میں سر رکھ دیا، آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا اور اُسنے عرض کی کے میں آپ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آیا ہوں۔ شیخ صاحب اُس وقت اپنی خاص حالات میں تھے۔ آپ نے فرمایا جو میں کہتا ہوں وہ کہو اور بجا لاؤ۔ تب مرید کروگا۔ اُس نے عرض کی جو آپ فرمادے میں بجا لانے کو تیار ہو۔ آپ نے فرمایا کے تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے۔ اُس نے کہا لا الہ الا محمد رسول اللہ، آپ نے فرمایا یوں کہو :لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اُس نے اس طرح کہا۔ خواجہ صاحب نے اسے بیعت کرلیا اور خلعت ونعمت دی، اور بیعت کے شرف سے مشرف کیا۔ اس شخص کو فرمایا کے سن، میں نے تجھے کو کہا تھا کہ کلمہ اس طرح پڑھو، یہ صرف تیرہ عقیدہ آزمانے کے لیے تھا ورنہ میں کون ہوں، میں تو ادنا سا غلام محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ہوں۔ کلمہ اصل میں وہی ہے لیکن میں نے صرف حال کی کمالیت کی وجہ سے یہ تیری زبان سے کہلوایا تھا۔ چوں کے تو مرید ہوگیا، اور در حقیقت مرید کا صدق بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کے اپنے پیر کی خدمت میں صادق اور راسخ رہے۔

اب امر طلب یہ ہے کے کیا کسی کو آزمانے کے خاطر کلمہ کفر جاری کرنا یہ جاری کرانا جائز اور درست ہے یا نہیں ؟ اور کب کلمہ کفر جاری کرنا جائز ہے؟ اور کب نہیں ؟ سوال مذکور کا جواب عنایت فرما کر عند اللہ مجور ہو۔

نوٹ :- فقیر قادری کا اس بات کے جواب طلب کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ یہ دیگر اسلاف کرام پر تنقید کرنا ہے۔ توبہ، توبہ، توبہ، بلکہ کتاب کے اصل نسخہ پر غور کیا جائے کے ایسا ہیں یا نہیں اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا فرمائے بھی ہیں یا نہیں؟

الجواب:

۞ پہلی بات یہ ہے کہ ہشت بہشت اور فوائد السالکین حضرت خواجہ قطب الدین کاکی قدس سرہ کی ہے یا نہیں۔ بازار میں کسی نام سے کوئی کتاب چھپ جانا اسکی دلیل نہیں کے جس کے نام سے کتاب چھپی ہے یہ اسی کی تصنیف ہے، کسی کی کتاب اُس وقت معنی جائے گی جب مصنف کے عہد سے لیکر شایع ہونے تک معتمد اور مستند لوگو کے یہاں محفوظ ہو اور دونوں کتابوں کے بارے میں ایسا کوئی ثبوت نہیں۔ خدا نا ترسو نے بڑے بڑے ائمہ دین کے نام سے فرضی کتابیں شایع کر دیں۔ ایک دو نہیں اس کی صدہا نظیریں ہے۔

۞ پھر اصل کتاب اگر مصنف کی ہوگی تو الحاق سے محفوظ ہے، اس کا فیصلہ بہت مشکل ہے۔ لطائف اشرفی شریف حضرت مخدوم سلطان جہاں گیر قدس سرہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جسے اُن کے محبوب خلیفہ حضرت نظام یمنی قدس سرہ کے حلف اکبر عالی جناب مثنی انور میاں صاحب نے بھی تصحیح کی ہے کے اس میں الحاقات ہے۔ میرا ظن غالب یہ ہے کہ یہ کسی کا الحاق ہے۔ بعینہ قصہ دوسری کتابوں میں حضرت یوسف چشتی قدس سرہ کے بارے میں مکتوب ہے۔ میرا تجربہ ہے کے جب ایک حکایت من وعن معتدد بزرگوں کی طرف منسوب ہوتی ہے تو وہ فرضی ہوتی ہے اور بر بنائے صدق یہ اصل فارسی کتابیں نہیں بلکہ اردو بھی نہیں ہے۔ لیکن آپنے ہو کچھ لکھا ہے اُس وقت خاص حالت میں تھے۔ فارسی میں اصل لفظ کیا ہے وہ

نہیں معلوم لیکن حضرت یوسف چشتی کا جو واقعہ سبع سنابل ہے، اس لفظ میں ہے۔

"خواجہ در حالت بود۔" اس کا مطلب ہے کے اُس وقت حضرت شیخ پر سکتہ طاری تھا۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کے آپ نے فوائد سالکین ہی کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کے اس کے قائل حضرت خواجہ غریب نواز ہے، اور سبع سنابل شریف میں فوائد السالکین ہی کے حوالے سے ہے۔ حضرت غریب کی روایت سے مقولہ شیخ چشتی کا لکھا ہوا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ فوائد سالکین کے مختلف نسخوں میں یہ قصہ مختلف انداز میں لکھا ہوا ہے کسی میں حضرت خواجہ غریب نواز نے وہ جملہ اور فوائد سالکین کے بعض نسخوں میں ہے کے حضرت خواجہ غریب نواز نے حکایت کیا کے شیخ یوسف چشتی نے وہ جملہ کہا۔ یہ اضطراب خود دلیل ہے کے یہ واقعہ مخدوش ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت حالت سکر طاری تھی، حالت صحو نہیں تھی اور حالت سکر میں جو کلمات صادر ہوتے ہے اُن پر مواخذہ نہیں کے "سلطان نہ گرد خراج از خراب۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی شارح بخاری 2/152)

اہم نکات:

علامہ مفتی شریف الحق امجدی شارح بخاری کے فتوی سے جو نکات واضح ہوئے وہ ملاحظہ کریں۔

۞ ہشت بہشت اور فوائد السالکین حضرت خواجہ قطب الدین کاکی قدس سرہ کی ہے یا نہیں۔ بازار میں کسی نام سے کوئی کتاب چھپ جانا اسکی دلیل نہیں کے جس کے نام سے کتاب چھپی ہے یہ اسی کی تصنیف ہے۔

۞ اصل کتاب اگر مصنف کی ہوگی تو الحاق سے محفوظ ہے۔

۞ فوائد سالکین کے مختلف نسخوں میں یہ قصہ مختلف انداز میں لکھا ہوا ہے کسی میں حضرت خواجہ غریب نواز نے وہ جملہ اور فوائد سالکین کے بعض نسخوں میں ہے کے حضرت خواجہ غریب نواز نے حکایت کیا کے شیخ یوسف چشتی نے وہ جملہ کہا۔ یہ اضطراب خود دلیل ہے

کے یہ واقعہ مخدوش ہے۔

۞ اس وقت حالت سکر طاری تھی، حالت صحو نہیں تھی اور حالت سکر میں جو کلمات صادر ہوتے ہے اُن پر مواخذہ نہیں۔

شارح بخاری نے جو تحقیق پیش کی، اس کے بعد بھی کسی کا اعتراض کرنا باطل ومردود ہے۔

۞ شارح بخاری علیہ الرحمہ کا دوسرا فتوی

کیا حضرت شبلی نے اپنے مرید سے "لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" پڑھوایا ہے؟

مسئلہ :ایک دیوبندی لکھتا ہے کے ایک دفعہ کا ذکر ہے کے میں (یعنی خواجہ بختیار کاکی خلیفہ اجمیری (اور بہت سے اہل صفا شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔اسی اثنا میں ایک شخص بہار سے آیا۔اور خواجہ کے قدموں میں اپنا سر رخ دیا اور عرض کی کے میں آپکی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آیا ہوں۔خواجہ صاحب نے فرمایا تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے؟اس نے کہا :لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خواجہ صاحب نے فرمایا: یوں کہو: لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اس نے اسی طرح کہا خواجہ صاحب نے اسے بیعت کرلیا اور خلعت دی (فوائد السالکین ملفوظات خواجہ اجمیری)

وہی دیوبندی آگے لکھتا ہے کے حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کوئی شخص حضرت شبلی رحمتہ اللہ علہ ئی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کے میں بیعت کی نیت سے آیا ہوں اگر قبول فرمائے۔آپ نے فرمایا مجھے منظور ہے لیکن جو کچھ میں کھوگا اُس پر عمل کرنا ہوگا۔اُس نے کہا بہ سر وچشم، حضرت شبلی نے پوچھا کلمہ کس طرح پڑتے ہو؟ عرض کی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت شبلی علیہ رحمہ نے فرمایا اس طرح کہو" لا الہ الا اللہ محمد شبلی رسول اللہ" مرید درست اعتقاد تھا اُس نے فوراً اس طرح کہ دیا۔ (مفتاح العاشقین ملفوظات چراغ دہلوی)

اب دیوبندی سوال قائم کرتا ہے کے مذکورہ بلا دونوں حکایتوں کی کیا توجیہ ہوگی؟اگر یہ کہا جائے کے دونوں بزرگوں نے امتحان ایسا کہا تو پھر بھی یہ سوال رہ جاتا ہے کے کلمات

کفریہ فقہی رو سے کہلوانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتائے کے مذکورہ دونوں کتابیں قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ اور دونوں کتابوں کے مرتبین کون ہیں کیا مذکورہ دونوں حکایتیں صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو کیسے؟ اور اسکی بھی وجہ بیان فرمادیں کے مذکورہ دونوں بزرگوں نے اپنے مریدوں سے اپنی رسالت کا کلمہ پڑھوایا۔ اس پر علم بریلی کو کوئی اعتراض کیوں نہیں اور مولانا اشرف علی تھانوی کے مرید نے انکا کلمہ پڑھ دیا اُس پر علماء بریلی کو کیوں اعتراض ہے جب کے تھانوی صاحب نے خود یہ کہ کر نہیں پڑھوایا؟

الجواب:

نہ یہاں فوائد السالکین ہے نہ مفتاح العاشقین، نہ میں نے کبھی ان دونوں کتابوں کو دیکھا ہے، نہ یہ بتا سکتا ہو کے کسی کی تصنیف ہے اور نہ کسی کتاب کا کسی بزرگ نام سے چھپ جانا اسکی دلیل ہے کے یہ فلاں کی کتاب ہے۔ کتاب وہی معتبر ہے جو کسی مستند مصنف نے تصنیف کی ہو اور وہ تصنیف کے وقت سے لیکر چھپنے کے وقت تک متدین، معتمد افراد کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہو۔ اس دیوبندی نے کو لکھا ہے اس قسم کا ایک واقعہ سبع سنابل میں فوائد السالکین ہی کے حوالے سے مذکور ہے، لکھتے ہیں:

"درفوائد السالکین آوردہ ست کے خواجہ معین الدین چشتی فرمودہ قدس سرہ کے من بہ خدمت شیخ یوسف چشتی قدس سرہ حاضر بودم کے مرد بہ نیت بیعت درآمد سر در قدم خواجہ نہاد وہ گفت بہ بیعت عدم کے خواجہ درحالات بود، گفت اگر کوئی لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ ترا مرید بگیرم۔" آخیر میں ہے: "گفت بشنو من کنم وچہ کس باشم یک از کمینہ بندگان درگاہ رسول ہستم وکلامہ ہماں است۔"

فوائد السالکین میں نقل کیا ہے کے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا میں شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کے ایک مرد بعیت کی نیت سے آیا سر خواجہ کے قدموں میں رکھا اور کہا بیعت کے لیے آیا ہو۔ خواجہ ایک حالات میں تھے۔ فرمایا اگر تو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کہے تو تجھ کو مرید کروگا۔ آخیر میں فرمایا سن میں کون ہو اور کیا ہو۔ رسول کی بارگاہ میں کمینہ غلاموں میں سے ایک ہوں۔ کلمہ وہی محمد رسول اللہ ہے۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئی ایک تو یہ کے اس دیوبندی نے جو بتایا کے وہ فوائد السالکین میں نہیں دوسرے اس میں خیانت اور چوری کی۔ فوائد السالکین میں صاف مذکور ہے: "خواجہ درحالتے بود۔" اس سے صاف ظاہر ہے کے اس وقت شیخ سلیم چشتی کسی اور علم میں تھے جیسے صوفیاے کرام سکر کہتے ہیں۔ اس وقت جذب کی کیفیت ہوتی ہے، اس وقت کے افعال واقوال میں وہ معذور ہوتے ہیں، اسے دلیل بنانا درست نہیں ہوتا۔ اس پر واضح قرینہ یہ ہے کہ جب یہ حالت فرو ہوگئی تو فرمایا میں رسول کی بارگاہ کے غلاموں میں سے ایک کمینہ غلام ہو،کلمہ وہی محمد رسول ہے اُس واقعہ سے تھانوی کے مرید کے واقعہ سے کیا تعلق، کیا لگاؤ وہاں تو جاگنے کے بعد بیداری میں یہ پڑھتا ہے: اللھم صل علی نبینا ومولانا اشرف علی۔" اور صاف لکھتا ہے دن بھر یہی حالات رہی پھر اس واقعہ کو سون تھانوی نے نہ مرید کو تنبیہ کی کے تم نے غلط کیا میں نبی نہیں ہوں، نبی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی کے اس میں اشارہ ہے کے جس کی طرف تم رجوع لاتے ہو وہ متبع سنت ہونے کا اشارہ ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ اولاً اُن واقعات کی صحت میں کلام ہے کے واقعی اُن بزرگوں نے ایسا کہلایا بھی یا نہیں؟ ثانیاً اس واقعہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے بزرگوں کے واقعہ میں تصریح ہے کے اُنہوں نے جو کچھ فرمایا عالم جذب وسکر میں فرمایا اور تھانوی کے مرید نے جو کچھ پڑھا اور ہوش وحواس کی حالت میں پڑھا۔ اُن بزرگوں نے صرف ایک آن کے لیے فرمایا اور تھانوی کا مرید دن بھر پڑھتا رہا۔ ان بزرگوں نے وہ عالم فرو ہونے کے بعد تنبیہہ فرمائی کے عالم سکر میں جو ہمنے کہا وہ صحیح نہیں اور تھانوی صاحب اپنے مرید کو شاباشی دے رہے ہیں کے تم نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا یہ میرے متبع سنت ہونے کی سند ہے۔ مگر دیوبندی قوم کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے مولویوں کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے آنکھوں میں دھول جھونکا کرتے ہیں۔ اب آپ اس دیوبندی کو پکڑ کر پوچھیں کے فوائد السالکین لا اور دیکھا اس میں یہ کہا لکھا ہے جو تو نے بتایا ہے، اور جب تو اس کو صحیح مانتا ہے تو بتا چشتی رسول اللہ پڑھنا صحیح ہے۔ آپ لوگ دیوبندیوں کے سوالات سن لیتے ہیں اور خود ان سے سوال نہیں کرتے، اس لیے اُن کی ہمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔ (فتاوی شارح بخاری 2/154)

شارح بخاری کے فتوی سے جو اہم نکات واضح ہوئے وہ پیش خدمت ہیں۔

اول: کسی کتاب کا کسی بزرگ نام سے چھپ جانا اسکی دلیل ہے کے یہ فلاں کی کتاب ہے۔ کتاب وہی معتبر ہے جو کسی مستند مصنف نے تصنیف کی ہو اور وہ تصنیف کے وقت سے لیکر چھپنے کے وقت تک متدین، معتمد افراد کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہو۔

دوم: "خواجہ درحالتے بود" سے صاف ظاہر ہے کے اس وقت شیخ سلیم چشتی کسی اور علم میں تھے جیسے صوفیاے کرام سکر کہتے ہیں۔ اس وقت جذب کی کیفیت ہوتی ہے، اس وقت کے افعال واقوال میں وہ معذور ہوتے ہیں، اسے دلیل بنانا درست نہیں ہوتا۔

اس فتوی سے مزید بات واضح ہوگئی کہ غلبہ حال یا حالتِ سکر میں عمل وقول دونوں حجت نہیں ہوسکتے، جب قول وفعل حجت نہیں تو اس سے استدلال کیسا؟ اور اعتراض کیسا؟ اللہ تعالی مخالفین کو اصول سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان پیش کردہ فتاوی جات سے یہ واضح ہوگیا کہ جناب مرزا جہلمی صاحب کا یہ الزام کہ علماء اہل سنت ان متنازعہ عبارت کے قائل ہیں، غلط اور مردود ثابت ہوگیا۔

خواجہ صاحب کی عبارت کے سیاق وسباق کو پیش نہ کرنا:

خواجہ صاحب سے منقول کردہ حکایت [جس کو مخالفین/ مرزا جہلمی صاحب بھی نقل کرتے ہیں] میں بھی موجود ہے۔ قارئین وہ الفاظ ملاحظہ کریں۔

خواجہ در حالت بود۔۔۔۔بشنو من کیستم و چہ کس باشم،

ویکے از کمینہ بندگان رسول ہستم، و کلمہ ہماں ست۔

(سبع سنابل ص 133 بحوالہ فوائد السالکین)

ترجمہ: خواجہ پر اس وقت (غالبہ حال کی) کیفت طاری تھی۔۔۔۔سن لے، میں کیا اور میری حیثیت کیا؟ اور میں تو سرکار کے ادنی غلاموں میں سے ایک ہوں، اور کلمہ وہی پہلا ہے۔

اس مقام پر سبع سنابل کا حوالہ پیش کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ الفاظ خواجہ صاحب سے ہی صادر ہوئے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ ان شطحیات کو صوفیاء کی کتب سے نقل کرکے



عوام الناس کو دھوکا دینے کے لیے چشتی رسول اللہ کا کلمہ تو نقل کرتے ہیں مگر اس عبارت کے دو نکات سیاق و سباق کو ظاہر کرنے سے کتراتے ہیں۔

❁ **اول:** عبارت سے پہلے کے الفاظ" خواجہ در حالت بود یعنی خواجہ پر اس وقت (غالبہ حال کی) کیفت طاری تھی"۔ [یعنی غلبہ حال / حالت سکر کا اثبات]

❁ **دوم:** عبارت کے متصل ہی مابعد کی عبارت بشنو من کیستم و چہ کس باشم، ویکے از کمینہ بندگان رسول ہستم، و کلمہ ہماں ست۔ یعنی سن لے، میں کیا اور میری حیثیت کیا؟ اور میں تو سرکار کے ادنیٰ غلاموں میں سے ایک ہوں، اور کلمہ وہی پہلا ہے۔ [یعنی اپنے کلام کے غلطی کا احساس اور رجوع]

مخالفین کا عبارت کے سیاق و سباق کا بیان نہ کرنے کی وجہ:

اب قارئین کرام کے ذہن میں یہ نکتہ ہوگا کہ خواجہ صاحب سے منقول چشتی رسول اللہ کی عبارت کے سیاق و سباق کو مخالفین کیوں نہیں پیش کرتے؟

❁ تو اس کے بارے میں گذارش ہے کہ خواجہ صاحب سے منقول کلمہ کے سیاق یعنی عبارت سے پہلے اور سباق یعنی عبارت کے مابعد کو عوام کے سامنے پیش نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ماقبل عبارت سے غلبہ حال / حالت سکر ثابت ہوتا ہے اور مابعد کی عبارت سے اپنے کلام کے بارے میں احساس ہوا، جس پر رجوع کیا۔

اب اگر مرزا جہلمی صاحب اس عبارسے حالت سکر اور کلام سے رجوع کو لوگوں کے سامنے بیان کریں تو وہ جہلمی صاحب سے ضرور پوچھیں گے کہ اس پر کفر یا گستاخی کا فتویٰ کیسے لگ سکتا ہے؟ اس لیے مرزا جہلمی صاحب نے عبارت سے پہلے اور مابعد کی عبارت پر کوئی تصریح کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ ہمارے مخالفین پہلے تو تحقیق جواب پر اپنا موقف دیں اور اگر بضد ہیں تو پھر اس عبارت کو مکمل سیاق و سباق کے ساتھ عوام کے سامنے نقل کریں۔ خواجہ صاحب کی چشتی رسول اللہ عبارت کو پیش کرنا ہے تو پھر غلبہ حال اور رجوع کا بھی ذکر نقل کریں اور پھر علماء کی فیصلہ کو تسلیم کریں جس کی بنیاد قران و حدیث ہی ہے کہ غلبہ حال کی وجہ سے کسی

طرح کی شرعی گرفت نہیں ہوتی اور متنازعہ عبارت سے رجوع کرنے کے بعد کس طرح کا اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا۔

حالت سکر یا شطحیات پر شرعی حکم - ابن تیمیہ کی تحقیق

جب کسی ولی اللہ سے غلبہ حال، حالت سکر یا شطحیات کا صدور ہونا منقول ہو تو اس پر کیا شرعی حکم ہوگا اس کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتا ہے۔

وَتَسْلِيمُ الحالِ في مِثْلِ هَذَا إذا عُرِفَ أَنَّهُ مَعْذُورٌ۔

مفہوم: جب ایسے لوگوں میں حالت سکر کی کیفیت معلوم ہو تو انہیں اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ (مجموع الفتاوی 10 / 381)

۞ ابن تیمیہ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

وَمِثَال (الثَّانِي) :عَدَمُ قُدْرَتِهِ - أَنْ يَرِدَ عَلَيْهِ مِنَ الأَحْوَالِ مَا يَضطَرُّهُ إلَى أَنْ يخرِقَ ثِيَابَهُ أَوْ يَلْطِمَ وَجْهَهُ أَوْ يَصِيحَ صِيَاحًا مُنكَرًا أَوْ يَضطَرِبَ اضطِرَابًا شَدِيدًا. فَهَذَا إذَا عُرِفَ أَنَّ سَبَبَ ذَلِكَ لم يَكُنْ محرَّمًا وَأَنَّهُ مَغْلُوبٌ عَلَيْهِ سَلِمَ إلَيْهِ حَالُهُ وَإِنْ شُكَّ هَلْ هُوَ مَغْلُوبٌ أَوْ مُتَصَنِّعٌ فَإِنْ عُرِفَ مِنْهُ الصِّدْقُ قِيلَ هَذَا يَسْلَمُ إلَيْهِ حَالُهُ۔ (مجموع الفتاوی 10 / 381)

دوسری قسم والے (یعنی صاحب غلبہ/ حالت سکر) کے صاحب حال لوگوں کی مثال یہ ہے کہ ان پر جب حال کی کیفیت وارد ہوتی ہے تو یہ اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے اس کیفیت میں لوگ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں اور اپنے چہرے پر تھپڑ مارتے ہیں یا پھر زور زور سے چیخنا شروع کر دیتے ہیں یا بالکل بے قابو ہو جاتے ہیں پس جب یہ معلوم ہو جائے کہ ان پر اس کیفیت کے وارد ہونے کا سبب کوئی حرام کاری نہیں [یعنی کو نشہ نہیں کیا] اور یہ مغلوب حال ہیں تو ایسے لوگوں کو ان کے حال پر

چھوڑ دیا جائے گا۔
اور اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا یہ صاحب حال شخص واقعی مغلوب الحال یا متصنع ہے تو اگر اس سے سچائی ظاہر ہو رہی ہے تو اس شخص کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑا جائے گا۔

 ابن تیمیہ مزید اس پر لکھتا ہے۔

وَإِنْ عُرِفَ كَذِبُهُ أُنْكِرَ عَلَيْهِ وَإِنْ شُكَّ فِيهِ تُوُقِّفَ فِي التَّسْلِيمِ وَالْإِنْكَارِ حَتَّى يَتَبَيَّنَ أَمْرُهُ كَمَا يُفْعَلُ بِمَنْ شَهِدَ شَهَادَةً أَوْ اُتُّهِمَ بِسَرِقَةٍ. فَإِنْ ظَهَرَ صِدْقُهُ وَعَدْلُهُ قُبِلَتْ الشَّهَادَةُ وَدُفِعَتْ إلَيْهِمْ وَإِنْ ظَهَرَ كَذِبُهُ وَخِيَانَتُهُ رُدَّتْ الشَّهَادَةُ وَعُوقِبَ عَلَى السَّرِقَةِ. وَإِنْ اشْتَبَهَ الْأَمْرُ تُوُقِّفَ فِيهِ۔

اور اگر اس سے کذب ظاہر ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں اس کا انکار کریں گے۔اور اس کے کذب کے ظاہر ہونے میں شک ہو تو ایسی صورت میں توقف کریں گے، نہ اس کی بات کو مانیں گے اور نہ اس کا انکار کریں گے۔(مجموع الفتاوی 10/382)

مغلوب الحال پر ابن تیمیہ کا موقف:

ابن تیمیہ لکھتا ہے۔

وَكَذَلِكَ إذَا تَرَكَ الْوَاجِبَاتِ مُظْهِرًا أَنَّهُ مَغْلُوبٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى فِعْلِهَا: مِثْلُ أَنْ يَتْرُكَ الصَّلَاةَ مُظْهِرًا أَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الْمُغْمَى عَلَيْهِ وَالنَّائِمِ الَّذِي لَا يَتَمَكَّنُ مِنْ فِعْلِهَا. كَمَا قَدْ يَعْتَرِي بَعْضَ الْمَصْعُوقِينَ مِنْ وَارِدِ خَوْفِ اللَّهِ أَوْ مَحَبَّتِهِ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ بِحَيْثُ يَسْقُطُ تَمْيِيزُهُ فَلَا يُمْكِنُهُ الصَّلَاةُ فَهُوَ فِيمَا يَتْرُكُهُ مِنْ الْوَاجِبَاتِ نَظِيرُ مَا يَرْتَكِبُهُ مِنْ الْمُحَرَّمَاتِ۔



ترجمہ: اور اسی طرح جب صاحب حال واجبات کو علی الاعلان ترک کر دے تو کہ مغلوب الحال ہے، یہ اس واجب کے بجالانے کی قدرت نہیں رکھتے جیسا کہ وہ نماز کو علی الاعلان چھوڑ دیے ایسی صورت میں ایسے صاحب حال کی مثال بے ہوش شخص کی ہے اور اس سونے والے کی کہ جو فعل کے بجالانے پر قدرت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ بعض وہ لوگ جو کہ اللہ کے خوف کے وارد ہونے یا اس کی محبت کی وجہ سے یا کسی اور سبب مدہوش ہو کر برہنہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی تمیز کی قوت ساقط ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں نتیجتاً ان کے لیے نماز پڑھنا ممکن ہی نہیں رہتا ایسی صورت میں ان کا واجبات کا ترک اور ارتکاب محرمات ایک جیسا ہے۔ (مجموع الفتاوی 10/381)

صاحب حال پر کوئی فتوی نہیں

ابن تیمیہ اپنے فتاوی میں صاحب حال/ حالت سکر/شطحیات کے بارے میں لکھتا ہے۔

فَتَسلِیمُ الحالِ بِمَعْنَی عَدَمِ اللَّوْمِ قَدْ یُرَادُ بِهِ الحکْمُ بِأَنَّهُ مَعْذُور وَقَدْ یُرَادُ بِهِ تَرْكُ الحکْمِ بِأَنَّهُ مَلُومٌ.

ترجمہ: یعنی تسلیم الحال انہیں ان کے حال پر چھوڑنا سے مراد یہ ہے کہ ان کو کسی قسم کی ملامت نہ کی جائے اور اگر کبھی حکم وارد بھی کیا گیا تو یہ ہی حکم دیا جائے گا کہ وہ معذور ہیں۔ (مجموع الفتاوی 10/381)

اعتراض:

مرزا محمد علی جہلمی صاحب اپنے ایک بیان میں بہت زور لگا کر بات کہتے ہیں کہ ان صوفیاء کی کتابوں کو قادیانی پیش کر کے استدلال کرتے ہیں۔ اگر انصاف ہے تو جیسے قادیانی کی تکفیر کی جاتی ہے اسی طرح ان صوفیاء کی تکفیر بھی کرو۔

جواب:

گذارش ہے کہ مرزا جہلمی صاحب کا یہ اعتراض بھی تحقیق کے میدان میں کچھ اہم نہیں ہے کیونکہ خود مرزا قادیانی نے کبھی ان کتابوں سے استدلال نہیں کیا۔ اگر کسی خارج اسلام یا بدمذہب کے اولیاء کرام کی کتب سے الزامی استدلال کرنا صاحب کتاب پر فتوی لگانے کو متلزم ہے تو جناب کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ قادیانی تو قران کی آیات، احادیث اور اقوال صحابہ وعلماء بھی پیش کرتے ہیں۔ کیا ان کے اس استدلال کی وجہ سے ہم محدثین کرام اور علماء پر فتاوی لگانے کی جسارت کر سکتے ہیں؟ جس طرح قادیانیوں کی طرف سے پیش کرنے والی احادیث اور اقوال علماء کا جواب دیا جاتا ہے، اسی طرح اولیاء کرام کی کتب سے پیش کردہ عبارات کا علماء کرام نے جواب دیا ہے اور جو کتاب قادیانیوں کے رد میں موجود ہے، ابن عربی اور صوفیاء کے اقوال جس مقام پر بھی قادیانیوں نے استدلال کیا ہے ان کا ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے عالم نے اس کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ جناب مرزا جہلمی صاحب نے وہ کتب نہیں پڑھیں تو اس کا الزام اہل سنت پر لگانے سے کیا فائدہ ہوگا، قادیانی کی تکفیر میں کسی طرح کا ابہام ہی موجود نہیں ہے جبکہ صوفیاء کرام کے معترف تو بڑے سے بڑا مخالف بھی ہے۔ اس لیے صوفیاء کی تنقیص نہ کریں، ان کے بارے میں حسن ظن رکھنے کو ترجیح دیں۔

اعتراض: [صوفیاء کی کتب کو جلا دینا چاہیے]

مرزا جہلمی صاحب اور ان کے شاگرد یہ بات کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں کہ اگر صوفیاء کرام کی ان تحریر سے آپ متفق نہیں تو اس کو آگ لگا دیں۔

جواب:

گذارش ہے کہ کسی کتاب میں کسی اقتباس سے اختلاف ہو تو ساری کتاب کو کیسے آگ لگائی جا سکتی ہے؟ جس اقتباس پر اعتراض ہو اس سے اختلاف کر کے دیگر علمی نکات سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

مرزا جہلمی کا صحیح بخاری میں انبیاء کرام کی گستاخی کا بیان

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ خود مرزا جہلمی نے ایک ویڈیو کلپ میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس مبارکہ کا واقعہ گستاخی و بے ادبی ہے، تو کیا مرزا صاحب میں اتنی اخلاقی ہمت و جرات ہے کہ وہ نعوذ باللہ من ذالک صحیح بخاری سے انکار کر دیں؟

مناسب ہوگا کہ مرزا جہلمی صاحب اپنے مطالعہ کو وسیع کریں اور خوامخواہ ضد اور چڑ میں علمی کتابی کا نعرہ لگانے کی بجائے اس پر خود بھی عمل کریں اور کتابیں کبھی خود بھی پڑھ لیا کریں۔ وگرنہ نعرہ کی حد تک تو بہت ساری باتیں دلکش معلوم ہوتی ہیں۔ اس لیے اپنے موقف پر نظر ثانی کریں، اور اگر ہماری پیش کردہ تحقیق پر کوئی اعتراض ہو تو پیش کریں وگرنہ اپنے موقف سے رجوع کرنے میں کسی طرح کا عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔

نکتہ:

اگر بالفرض مرزا جہلمی صاحب کے موقف کو تسلیم کرلیا جائے کہ فوائد السالکین کی عبارت میں خلاف شرع بات موجود ہے اور اس میں گستاخی اور بے ادبی ہے۔ تو پھر صوفیاء کرام کی خلاف شرح اقوال کے بارے میں کیا موقف رکھنا چاہیے، اس کو مرزا جہلمی کے ممدوح اور اکابرین سے ہی پیش کر دیتے ہیں، تاکہ زیر بحث موضوع کا یہ پہلو بھی واضح ہو جائے۔

خلاف شرع امور صادر ہو بھی تو کوئی فتویٰ نہیں

اولیاء کاملین سے اگر کوئی خلاف شرع امور ثابت ہو بھی جائے تو اس پر کوئی ملامت، گرفت اور فتویٰ نہیں لگتا ہے۔ ابن تیمیہ خود اس نکتہ کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

هَذَا فِيمَا يَعْلَمُ مِنَ الأَقْوَالِ وَالأَفْعَالِ أَنَّهُ مخالِفٌ لِلشَّرْعِ بِلَا رَيْبٍ كَالشَّطَحَاتِ المأْثُورَةِ عَنْ بَعْضِ المشَايخِ كَقَوْلِ ابنِ هُودٍ: إِذَا كَانَ يَوْمُ القِيَامَةِ نَصبت خَيمَتِي عَلَى جَهَنَّمَ، وَكَوْنُ الشِّبلِي كَانَ يحلِقُ لحيتَهُ وَيمزِقُ ثِيَابَهُ حَتَّى أُدْخِلَ المارَستانَ مَرَّتَينِ۔



ترجمہ: یہ حکم تسلیم الحال اس وقت ہے کہ جب ان صاحب حال لوگوں سے ایسے افعال واقوال جو کہ بلاشک وشبہ شریعت کے مخالف ہیں، سمجھ آئیں جیسے کہ وہ شطحیات جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہیں جس طرح کہ ابن ہود کا کہنا کہ قیامت کے دن میں اپنا خیمہ جہنم پر نصب کروں گا اور حضرت شبلی رحمہ اللہ علیہ کا داڑھی منڈوا دینا اور اپنے کپڑے پھاڑ دینا یہاں تک کہ انہیں دو مرتبہ پاگل خانہ میں داخل کر دیا گیا۔ (مجموع الفتاوی 10 / 381)

 ابن تیمیہ مزید لکھتا ہے۔

وَأَمَّا الْأَشْخَاصُ الَّذِينَ خَالَفُوا بَعْضَ ذٰلِكَ عَلَى الْوُجُوهِ الْمُتَقَدِّمَةِ فَيُعْذَرُونَ وَلَا يُذَمُّونَ وَلَا يُعَاقَبُونَ.

(مجموع الفتاوی 10 / 381)

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جنہوں نے شریعت کی مخالفت ان وجوہات کی بنا پر کی یعنی حالت سکر وحالت مستی وغلبہ حال میں تو ایسی صورت میں یہ لوگ معذور ہیں نہ ان کی مذمت کی جائے گی اور نہ انہیں اذیت دی جائے گی۔

 ابن تیمیہ مزید وضاحت کے ساتھ لکھتا ہے۔

وَفِي هَذَا الْفَنَاءِ قَدْ يَقُولُ :أَنَا الْحَقُّ أَوْ سُبْحَانِي أَوْ مَا فِي الْجُبَّةِ إِلَّا اللهُ إِذَا فَنِيَ بِمَشْهُودِهِ عَنْ شُهُودِهِ وَبِمَوْجُودِهِ عَنْ وُجُودِهِ. وَبِمَذْكُورِهِ عَنْ ذِكْرِهِ وَبِمَعْرُوفِهِ عَنْ عِرْفَانِهِ. كَمَا يَحْكُونَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ مُسْتَغْرِقًا فِي مَحَبَّةِ آخَرَ فَوَقَعَ الْمَحْبُوبُ فِي الْيَمِّ فَأَلْقَى الْآخَرُ نَفْسَهُ خَلْفَهُ فَقَالَ مَا الَّذِي أَوْقَعَكَ خَلْفِي؟ فَقَالَ :غِبْتُ بِكَ عَنِّي فَظَنَنْتُ أَنَّكَ أَنِّي. وَفِي مِثْلِ هَذَا الْمَقَامِ يَقَعُ السُّكْرُ الَّذِي يُسْقِطُ التَّمْيِيزَ مَعَ وُجُودِ حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ كَمَا يَحْصُلُ بِسُكْرِ الْخَمْرِ وَسُكْرِ عَشِيقِ الصُّوَرِ. وَكَذَلِكَ قَدْ يَحْصُلُ الْفَنَاءُ بِحَالِ خَوْفٍ أَوْ رَجَاءٍ كَمَا يَحْصُلُ بِحَالِ حُبٍّ فَيَغِيبُ الْقَلْبُ عَنْ شُهُودِ بَعْضِ

الحقَائِقِ وَيَصْدُرُ مِنْهُ قَوْلٌ أَوْ عَمَلٌ مِنْ جِنْسِ أُمُورِ السُّكَارَى وَهِيَ شَطَحَاتُ بَعْضِ المشَايِخِ :كَقَوْلِ بَعْضِهِمْ :أَنْصِبُ خَيْمَتِي عَلَى جَهَنَّمَ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الأَقْوَالِ وَالأَعْمَالِ المخَالِفَةِ لِلشَّرْعِ،وَقَدْيَكُونُ صَاحِبُهَا غَيْرَ مَأْثُومٍ۔

(مجموع الفتاوی 10/339)

ترجمہ: اور فناء کی اس قسم میں صوفی کبھی کبھی انا الحق یا سبحانی [ما اعظم شانی]، یا ما فی الجبۃ الا اللہ قمیص میں اللہ کے سواء کچھ نہیں بھی کہہ دیتا ہے اور فناء کی اس قسم کے مثل میں وہ کیفیت سکر واقع ہوتی ہے کہ جو تمیز کو ساقط کر دیتی ہے باوجود یکہ صاحب سکر ایمان کی مٹھاس کو پاتا ہے اور یہ سکر اس طرح حاصل ہوتا ہے جیسا کہ شراب پینے والے کو نشہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خوبصورت تصویروں کو دیکھنے والے کو سکر حاصل ہو جاتا ہے اور اسی طرح خوف یا رجاء کی حالت کے ساتھ بھی فناء حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ حالت حب کے ساتھ حاصل ہوتا ہے پس اس حالت میں قلب بعض حقائق کے شہود سے عاجز آجاتا ہے تو اس حالت میں اس سے نشہ و مستی کے امور سے کوئی قول یا کوئی فعل صادر ہو جاتا ہے اور اس کے بعض مشائخ کی شطحیات کہتے ہیں۔جس طرح مشائخ میں سے بعض نے کہا میں اپنا خیمہ جہنم پر نصب کروں گا اور اس کی مثل دیگر ایسے اقوال و اعمال جو شریعت کے مخالف ہیں، تحقیق ان شطحیات کا مرتکب شخص گنہگار نہیں ہوتا۔

ان حوالہ جات کے بعد بھی فتاوی لگانے والے اپنے نکتہ نظریہ میں نظر ثانی ضرور کریں۔

کیا اولیاء کی خلافِ شرع اقوال کی وجہ سے کتب کو جلانا چاہیے؟

کسی ولی کامل سے اگر خلافِ شرع کوئی قول منقول ہو تو مرزا محمد جہلمی صاحب اور ان جیسے لوگ یہ بہانہ کرتے نظر آتے ہیں کہ پھر ایسی کتاب کو جلا دینا چاہیے اور ساتھ یہ طنز بھی کیا جاتا ہے کہ صوفی کی ہر گستاخی کو یہ بریلوی لوگ شطحیات اور غلبہ حال بنا دیتے ہیں۔اور اس جواب

غیر مقلدین حضرات عوام الناس کے سامنے بطور الزام پیش بھی کرتے ہیں۔

جواب:

مرزا جہلمی صاحب اور غیر مقلدین حضرات کو اس کا جواب دینے کے لیے ابن تیمیہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور وہ اس لیے کہ مرزا جہلمی صاحب اسماء الرجال و حدیث کے ماہرین میں زبیر علی زئی کو مانتا ہے۔ اسی غیر مقلد زبیر علی زئی نے اپنے مقالات میں ابن تیمیہ کے علمی مقام کے دفاع میں ایک مضمون بھی لکھا۔ اس لیے بطور الزامی حجت کہ غیر مقلدین اور مرزا جہلمی کے لیے یہ حوالہ پیش خدمت ہے۔

۞ ابن تیمیہ لکھتا ہے۔

وَأَمْثَالُ ذَلِكَ مِنْ الْأَقْوَالِ الَّتِي تُؤْثَرُ عَنْ بَعْضِ الْمَشَايِخِ الْمَشْهُورِينَ؛ وَهِيَ إمَّا كَذِبٌ عَلَيْهِمْ وَإِمَّا غَلَطٌ مِنْهُمْ؛ وَمِثْلُ هَذَا قَدْ يَصْدُرُ فِي حَالِ سُكْرٍ وَغَلَبَةٍ وَفَنَاءٍ يَسْقُطُ فِيهَا تَمْيِيزُ الْإِنْسَانِ؛ أَوْ يَضْعُفُ حَتَّى لَا يَدْرِيَ مَا قَالَ و " السُّكْرُ " هُوَ لَذَّةٌ مَعَ عَدَمِ تَمْيِيزٍ. (مجموع الفتاوی 10/209)

ترجمہ: اور ان اقوال کی مثل بعض مشہور مشائخ سے شطحیات صادر ہوئیں ہیں ان کا محل یہ ہے کہ یا تو کہا جائے گا کہ یہ باتیں ان بزرگوں نے کی ہی نہیں بلکہ ان پر جھوٹ بولا باندھا گیا ہے۔ اور بصورت تسلیم یہ ان سے غلطی ہوئی ہے اور اس طرح کی شطحیات کا صدور ان سے حالت سکر یا حالت غلبہ یا مقام فناء میں ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کی قوت کی تمیز ختم ہو جاتی ہے یا پھر بہت کمزور ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ اس نے کیا کہا اور سکر ایک لذت ہے جو تمیز کے معدوم ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

ابن تیمیہ کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ مشہور مشائخ جیسے بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی کی مشہور مشائخ و اولیاء سے جو شطحیات صادر ہوئیں ان کے ثبوت پر کلام کیا جائے گا کہ واقعی یہ

حکایت ثابت بھی ہے کہ نہیں۔ اگر حکایت اصول کے تحت ثابت نہیں تو اس کا انکار کیا جائے گا۔ اور خلاف شرع کوئی قول ثابت ہو بھی جائے تو وہ شطحیات کے قبیل سے ہوگا اور شطحیات پر کوئی شرعی فتوی یا گرفت نہیں ہوتی۔ جب ابن تیمیہ کی تحقیق میں شطحیات اولیاء پر کوئی فتوی یا گرفت نہیں تو پھر کتابوں کے جلانے کا کیا معنی و مطلب؟ اس حوالہ کے بعد مخالفین کو صوفیاء کی بے ادبی پر کچھ شرمسار ہونا چاہیے۔

ابن قیم اور شطحیات کا دفاع

ابن قیم لکھتا ہے۔

هَذِهِ الدَّرَجَةُ عِنْدَهُ مُخْتَصَّةٌ بِأَهْلِ المشَاهَدَةِ - وَالْغَالِبُ عَلَيْهِمْ الِانْبِسَاطُ وَالسُّرُورُ - فَإِنَّ صَاحِبَهَا مُتَعَلِّقٌ بِاسْمِهِ الْبَاسِطِ، حَذَرَهُ مِنْ شَائِبَةِ الجرْأَةِ. وَهِيَ مَا يخرِجُهُ عَنْ أَدَبِ الْعُبُودِيَّةِ، وَيُدْخِلُهُ فِي الشَّطْحِ. كَشَطْحِ مَنْ قَالَ :سُبْحَانِي، وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الشَّطَحَاتِ المعْرُوفَةِ المخْرِجَةِ عَنْ أَدَبِ الْعُبُودِيَّةِ الَّتِي نِهَايَةُ صَاحِبِهَا أَنْ يَعْذِرَ بِزَوَالِ عَقْلِهِ، وَغَلَبَةِ سُكْرِ الحالِ عَلَيْهِ. فَلَا بُدَّ مِنْ مُقَارَنَةِ التَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ، لِبَسْطِ المشَاهَدَةِ۔

ترجمہ: یہ درجہ ان کے ہاں اہل مشاہدہ کے ساتھ مختص ہے ان پر انبساط و سرور کی کیفیت غالب ہوتی ہے اس لیے کہ صاحب سرور، اللہ کے اسم باسط کے متعلق ہوتا ہے اور اسے شائبہ جرات سے بچاتا ہے اور یہ جرات بندے کو عبودیت کے ادب سے نکالتی ہے اور شطح میں داخل کر دیتی ہے جیسے کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی شطح سبحانی ما اعظم شانی اور اس کی مثل اور دوسری مشہور شطحیات جو کہ ادب عبودیت سے نکال دیتی ہے اور ان کی اانتہاء یہ ہے کہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے عقل کے زائل ہونے کے سبب سے اور اس پر غلبہ سکر کی حالت طاری ہوتی ہے پس اس کی تعظیم اور بزرگی کا اہتمام ضروری ہے بوجہ اس کے مشاہدہ

کے بسط کے۔ (مدارج السالکین 2/87)

ابن قیم کے نزدیک شطحیات صوفیاء:

ابن قیم لکھتا ہے۔

فإياك ثم إياك والألفاظ المجملة المشتبهة التي وقع اصطلاح القوم عليها فإنها أصل البلاء وهي مورد الصديق والزنديق فإذا سمع الضعيف المعرفة والعلم بالله تعالى لفظ اتصال وانفصال ومسامرة ومكالمة وأنه لا وجود في الحقيقة إلا وجود الله وأن وجود الكائنات خيال ووهم وهو بمنزلة وجود الظل القائم بغعيره فاسمع منه ما يملأ الآذان من حلول واتحاد وشطحات والعارفون من القوم أطلقوا هذه الألفاظ ونحوها وأرادوا بها معاني صحيحة في أنفسها فغلط الغالطون في فهم ما أرادوه ونسبوهم إلى إلحادهم وكفرهم

خبردار ہو کر خوب جان لو کہ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں جو مجمل ومتشابہ الفاظ واقع ہوئے ہیں وہ اصل آزمائش ہے، کم علم اور ضعیف معرفت والا آدمی جب وہ الفاظ سنتا ہے، تو وہ اس کو حلول اتحاد و شطحات سمجھ لیتا ہے، حالانکہ صوفیہ عارفین نے اس قسم کے الفاظ بول کر فی نفسہ صحیح معانی مراد لیئے ہیں، جاہل وان پڑھ لوگوں نے ان کی صحیح مطلب ومراد سمجھنے میں غلطی کی، اور صوفیہ کرام کو ملحد وکافر قرار دیا۔ (مدارج السالکین ج 3 ص 151)

مخالفین کے ممدوح اسماعیل دہلوی کے نزدیک شطحیات اولیاء

ابن قیم کے بعد مخالف صوفیاء اپنے اکابر کی بھی تحریر پڑھ لیں۔ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔

اس طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں

احدیت کے دریاوں کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو انا الحق اور لیس فی جیبی سوی اللہ کا آواز اس سے صادر ہونے لگتا ہے۔۔۔۔۔اور زینہار خبردار: اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ سے ندائے "انی انا اللہ رب العالمین" صادر ہوئی تھی، پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت سبحانہ کا نمونہ ہے اگر ان الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

(صراط مستقیم از شاہ اسماعیل دہلوی ص 14 طبع دہلی)

شاہ اسماعیل دہلوی کی مذکورہ عبارت سے شطحیات/غلبہ حال کا صادر ہونا اور اس پر معترض نہ ہونا ثابت ہوا ہے۔ جب مخالفین کے ممدوح علماء خود شطحیات صوفیاء کے قائل اور ان کی شطحیات پر کسی طرح کے فتوی یا طعن کرنے سے منع کرتے ہیں تو اہل سنت پر کس طرح الزام لگاتے ہیں؟ جب شطحیات پر کسی طرح کا الزام وارد ہی نہیں ہوتا تو اولیاء کی ان کتب کو جلایا کیسے جاسکتا ہے؟ اگر صوفیاء کرام کی ایسی کتب کو جلانا مشروع یا جائز ہوتا تو خود ابن تیمیہ یہ عمل کر چکا ہوتا۔

اس طرح تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر فوائد السالکین کی عبارت کی صحت کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس حکایت کے ماقبل اور مابعد کے الفاظ غلبہ حال اور غلطی کے احساس پر رجوع کے الفاظ موجود ہونے کے بعد کس طرح خواجہ صاحب پر اعتراض ہوسکتا ہے؟ اور کس طرح ان کتب کو جلایا جاسکتا ہے؟

اہل سنت کا اولیاء کرام کی خلافِ شرع اقوال پر جو موقف ہے وہ ہی موقف مرزا جہلمی کے اکابرین اور ممدوح کا بھی ہے۔ اگر اہل سنت و جماعت پر طعن وطنز کرنے سے پہلے اپنے اکابرین کا موقف جان لیتے تو ایسی ہزیمت نہ اٹھانا پڑتی۔

اعتراض : فوائد فریدیہ میں بریلوی کلمہ

حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ نے فوائد فریدیہ ص 83 پر بھی" چشتی رسول اللہ" کا کلمہ نقل کیا گیا ہے۔

جواب:

گذارش ہے کہ ایک خاص طریقہ سے عوام الناس کو دھوکا دیا جاتا ہے کہ فلاں کتاب میں یہ قول ہے یا فلاں تحریر موجود ہے، مگر حقیقت عوام کے سامنے پیش کرنے سے گریز کرتے ہیں۔مخالفین نے فوائدِ فریدیہ کے حوالے سے چشتی رسول اللہ کی عبارت تو نقل کی مگر حضرت خواجہ غلام فرید کا اصل موقف نقل نہیں کیا۔

آپ نے فوائدِ فریدیہ کے صفحہ نمبر ا۷ پر صاف لکھا ھے کہ

" اُنہوں نے ذوق اور مستی کا کلام فرمایا ھے۔صوفیائے کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ھیں۔"

فوائدِ فریدیہ کے بعد کے صفحوں پر کئی بزرگوں کے مجذوبانہ "مستی کے کلام" درج ھیں، جس میں چشتی رسول اللہ والا منسوب واقعہ بھی نقل کیا گیا ہے مگر علماء کو یہ معلوم ہے کہ مستی کی حالت والا مرفوع القلم ہوتا ھے اور مرفوع القلم پر فتوی نہیں لگتا۔ابن تیمیہ،ابن قیم کے متعدد حوالہ جات قارئین کرام کے لیے کتاب میں نقل کر دیے ہیں،جس کے بعد کسی طرح کا اعتراض کرنا باطل اور مردود ہے۔

جب ان شطحیات صوفیا کو اپنی کتاب میں بطور شطحیات صوفیاء نقل کیا اور خواجہ صاحب کا اپنا یہ عقیدہ بھی نہیں اور ان کے بیان کرنے کا مقصد بھی اس عبارت سے استدلال نہیں بلکہ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ صوفیاء کرام کی خاص حالت میں ایسے کلمات بھی منقول ہیں جس کو شطح کہا جاتا ہے۔تو اہل سنت و جماعت پر اعتراض اور بریلوی کلمہ کہنے کی جسارت کیوں؟ایسے رکیک الفاظ لکھ کر اور مرزا جہلمی جیسے لوگ بول کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش میں ہی لگے رہتے ہیں۔

جبکہ محققین کی کتب کے حوالہ جات سے یہ بات واضح ہے کہ شطحیات پر کسی طرح کا فتوی لاگو نہیں ہوتا۔اس بارے میں متعدد حوالہ جات پیش کر دیے گئے ہیں مگر ہمارے مخالفین کے لیے اسماء الرجال کے ماہر علامہ ذہبی کی تحقیق پیش خدمت ہے۔علامہ ذہبی اپنی کتاب میں واضح طور پر علامہ جعفر الخلدی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

أحسن أحوال الشبلي أن يقال فِيهِ مجنون، يريد أنه كثير الشطح، والمجنون رُفع عنه القلم.

احوال شبلی کا احسن بیان ،انہیں مست کہنا ہے،مراد یہ ہے کہ شیخ شبلی کثیر الشطح ہے،اور مست مرفوع القلم ہوتا ہے۔(تاریخ الاسلام 7/687)

جب ماہر اسماء الرجال علامہ ذہبی جیسی بلند شخصیت صوفیاء کرام کے غلبہ حال والے اقوال کو شطحیات تسلیم کر کے ان پر کسی طرح کا فتوی یا طعن سے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں تو پھر کسی دوسرے کی کیا حیثیت جو ان اکابرین پر زبان درازی کر سکے۔

اعتراض : انقلاب حقیقت میں بریلوی کلمہ

بریلویوں کا تو کلمہ ہے الگ بیان کیا گیا ہے۔ان کی کتب میں لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ،اور لا الہ الا اللہ لندن کعبۃ اللہ جیسے الفاظ ان کی کتاب انقلاب حقیقت ص 31 پر لکھے گے ہیں۔

جواب:

گذارش ہے کہ جب علماء اہل سنت کی طرف سے مخالفین کے اکابرین کی گستاخیاں پر عوام الناس کو تنبیہ کی جاتی ہے تو مخالفین مذکورہ بالا اور اس طرح کی دیگر عبارات کو اپنے دفاع میں پیش کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں۔کیونکہ وہ عوام کو مکمل عبارت نہ پیش کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو سیاق وسباق بتاتے ہیں،اس لیے ایک عام شخص کو سمجھنا کبھی دشوار ہو جاتا ہے۔

عرض یہ ہے کہ انقلاب حقیقت ص 31 پر جو عبارات نقل ہیں وہ میاں صاحب نے

بطور طنز اور غصہ کے الزامی طور پر بولے۔ طنز اور تسلیمی بیان میں فرق ھوتا ھے۔ میاں صاحب نے غصے سے طنز کیا کہ "تمہارا رویہ ایسا ھے گویا انگریز کو رسول ماننے کے مترادف" ھے۔

سیاق وسباق کے ساتھ مکمل عبارت ملاحظہ کریں۔

"۔۔۔۔اور اس کی منڈی ہوئی داڑھی پر جا رکھا کہ بہاو الدین یہ کیا؟ نام بہاو الدین اور چہرہ یہ۔ مسلمان کے مسلمان، بے ایمان کے بے ایمان، پھر تو اتنا جذب آیا کہ آپ بے اختیار ہو کر اس کی دونوں موچھیں پکڑ کر زور زور سے کھینچنے لگے اور فرمانے لگے۔ تمہارا کلمہ تو یہ ہے لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ اور آہستہ سے طمانچے بھی چند لگائے۔

---آپ نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کے منہ دائیں بائیں پھیرا۔ اور فرمایا دیکھو۔ یہ حسین کی شکل ہے۔ یہ حسین ہے۔ اتنے میں دو تین طمانچے آپ نے رسید کر دیے۔، زاں بعد فرمایا کہ کہو لا الہ الا اللہ لندن کعبۃ اللہ۔۔۔۔"

(انقلاب حقیقت ص 31)

مذکورہ عبارت کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ میاں صاحب کے یہ اقوال بطور طنز تھے کہ کیا کلمہ انگریز کا پڑھا ہے کہ جو وضع قطع اس طرح کی بنائی ہے۔ اس لیے اس عبارت کو بریلوی کلمہ کہنے والوں کو کچھ تو علمی دیانت کا خیال رکھنا چاہیے۔، جس عبارت کا نہ مطلب اور نہ ہی مقصد، اس کو عوام الناس کے سامنے ایک خاص ماحول کے تحت بیان کرنا باطل و مردود عمل ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حق بات کہنے اور سمجھنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔





مرزا محمد علی کا اولیاء کاملین کی کرامات پر اعتراضات اور ان کا علمی جواب

تمہید

مخالفین اہل سنت اکثر عوام الناس کو بہکانے کے لیے اولیاء وصالحین کی کرامات پر اعتراضات کرتے ہیں، اور اپنے نام نہاد استدلال سے لوگوں کو عقائد اہل سنة سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ صوفیاء کرام کی تعلیمات شرع کے خلاف ہیں۔ مگر اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ ولی کا مقام اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ شریعت مطاہرہ پر عمل پیرا ہوتا ہے۔

پھر مرزا محمد علی صاحب اپنے حوارین کے سامنے عقلی استدلال بھی پیش کرتے ہیں کہ کیا ایسی کرامت آج کوئی دکھا سکتا ہے؟ کیا یہ کرامت عقل میں سمجھ آ سکتی ہے؟

اس بارے میں گذارش ہے کہ شاید پہلے انجینئر صاحب کو کرامت کی تعریف کتب عقائد میں پڑھ لینی چاہیے۔ کسی بھی کرامت کا انکار اس لیے نہیں کیا جا سکتا کہ آج کل کا کوئی شخص اس کرامت کو ظاہر کرے یا کرامت اس کے عقل کی مطابق سمجھ آسکے؟ کیونکہ کرامت کہتے ہی خوارق عادت عمل کو ہیں۔

۞ امامِ جلیل النسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَرَاماتُ الأَوْلِيَاءِ حَقٌّ فَتَظهَرُ الكَرَامَةُ عَلٰى طَرِيقِ نَقضِ العَادَةِ لِلْوَلِيِّ مِنْ قَطْعِ مَسَافَةِ البَعِيدَةِ فِى المُدَّةِ القَلِيلَةِ

ترجمہ: اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں، پس ولی کی کرامت خلافِ عادت طریقے سے ظاہر ہوتی ہے مثلاً طویل سفر کو کم وقت میں طے کر لینا۔

۞ علامہ تفتازانی کرامت اور معجزہ کا فرق اور اس میں ولی کے کسب کہ دخل کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

الكرامة ظهور امر خارق للعادة من قبله بلا دعوى النبوة وهى

جائزة ولو بقصد الولی ومن جنس المعجزات لشمول قدرة الله تعالٰی وواقعة کقصة مریم وأصف واصحب کہف۔۔۔۔
یعنی کرامت خلاف معمول امر کے بغیر دعوٰی نبوت کہ ولی سے سرزد ہونے کا نام ہے اور اسکا صدور ممکن ہے اگرچہ ولی کہ قصد وارادہ سے ہی ہو۔

ابن تیمیہ کے موقف کی ترجمانی سلفی عالم صالح الفوزان کے قلم سے

انجینیر محمد علی مرزا کے حواریوں کے لیے ایک کتاب سے حوالہ پیش خدمت ہے۔اس کو تسلی سے پڑھیں اور اپنے موقف پر نظر ثانی ضرور کریں۔اس حوالہ کو غیر مقلدین کی مشہور ویب سائٹ "محدث" سے نقل کر کے پیش کیا جارہا ہے۔**اس نقل کردہ تحریر میں کسی بدمذہب کے ساتھ تعریفی کلمات، یارحمہ اللہ علیہ جیسے الفاظ سے راقم بری الذمہ ہے۔**

نقل کردہ تحریر کی ابتداء:

صالح الفوزان عقیدے کے موضوع پر ابن تیمیہ کی مایہ ناز و مشہور تصنیف "عقیدۃ واسطیہ" کے باب : کرامات اولیاء کے متعلق اہل سنت والجماعت کا مذہب کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابن تیمیہ نے فرمایا : "اہل سنت کے (عقیدے کے) اصول میں سے یہ بات بھی ہے کہ کرامات اولیاء اور جو خرقِ عادت امور، مختلف علوم ومکاشفات اور مختلف قسم کی قدرتوں اور تاثیرات کے حوالے سے ان کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں، کی تصدیق کی جائے۔اسی طرح سے سابقہ امت سے سورۂ کہف وغیرہ میں جو منقول ہے اور اس امت کے اول طبقہ صحابہ کرام، تابعین اور امت کے دیگر افراد سے جو کرامات منقول ہیں، کی تصدیق کی جائے۔اور یہ کرامات اس امت میں قیامت تک موجود رہیں گی"۔

کرامت کی لغوی تعریف

سلفی عالم صالح الفوزان فرماتے ہیں:

لغت کے اعتبار سے" کرامات" لفظ" کرامۃ" کی جمع ہے،۔جس کا معنی ہے" خارقِ عادت امر" یعنی انسانوں میں معلوم ومعروف امر کے برعکس امر کا وقوع۔

کرامت کی شرعی تعریف

شرعی اصطلاح میں کرامت سے مراد وہ خرقِ عادت امور جنہیں اللہ تعالی اپنے اولیاء کے ہاتھوں پر جاری فرماتا ہے۔

ولی کی شرعی تعریف

" الاولیاء" لفظ" ولی" کی جمع ہے۔اور ولی (ہر(مومن و متقی شخص کو کہتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (62(الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔(یونس62 :-63)

(یاد رکھو اللہ تعالی کے دوستوں (اولیاء اللہ) پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ جو ایمان لائے اور (برائیوں) سے پرہیز کرتے ہیں یعنی تقوی اختیار کرتے ہیں)

ولی کی لغوی تعریف

" الولی" لفظ" الولاء" سے مشتق ہے۔جس کا معنی محبت وقرب ہے۔

ولی اللہ کون ہوتا ہے؟

پس" ولی اللہ" وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی پسند اور مرضی کے کاموں میں اس کی موافقت کرکے اس سے محبت کرتا ہو۔

کراماتِ اولیاء رحمہ اللہ علیہم کے متعلق لوگوں کی تین اقسام

کراماتِ اولیاء برحق ہیں۔کتاب وسنت اور صحابہ وتابعین سے منقول ہیں۔آثارِ متواترہ



اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔ کرامات اولیاء کے متعلق لوگوں کے تین قسمیں ہیں:

1- جو سرے سے نفی کرتے ہیں جیسے معتزلہ، جہمیہ اور بعض اشاعرہ (یہ سارے فرقے عقل پرست ہیں) وغیرہ۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر اولیاء کے ہاتھوں پر امورِ خوارق کے ظہور کو جائز مان لیں تو ایک نبی غیر نبی سے ملتبس ہو جائے گا (یعنی نبی اور غیر نبی میں تفریق نہیں ہو سکے گی (کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق معجزہ ہے جو کہ ایک خرقِ عادت امر ہوتا ہے۔

2- جو اثباتِ کرامات میں غلو کرتے ہیں جیسے صوفیوں کے طرق کے پیروکار اور قبر پرست۔ یہ لوگ لوگوں کے ساتھ دجل وفریب سے کام لیتے ہیں اور شیطانی خرقِ عادت امور ظاہر کرتے ہیں مثلاً : آگ میں داخل ہونا، اپنے آپ کو اسلحہ سے مارنا، اور سانپوں کو پکڑ لینا وغیرہ جیسے دیگر تصرفات جنہیں یہ لوگ اصحابِ قبور کے لیے ثابت مانتے ہیں اور انہیں ان کی کرامات کہتے ہیں۔

3- اہل سنت والجماعت جن کا ذکر شیخ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ کراماتِ اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں کتاب وسنت کے تقاضے کے مطابق ثابت مانتے ہیں۔

منکرین کرامات کی دلیل کا جواب

منکرین کرامات کی دلیل کہ اس سے نبی اور غیر نبی میں مشابہت لازم آتی ہے کا جواب اہل سنت والجماعت یہ دیتے ہیں کہ اس سے مشابہت لازم نہیں آتی کیونکہ انبیاء کرام اور غیر انبیاء میں خوارقِ عادات کے علاوہ بھی بہت سے امور ہیں جو فرق کرتے ہیں۔ اور یہ کہ ولی کبھی نبوت کا دعوی نہیں کرتا۔ اگر کوئی ولی نبوت کا دعوی کرے گا تو ولایت سے خارج ہو جائے گا۔ وہ جھوٹا مدعئ نبوت کہلائے گا۔ اور اللہ تعالی کی سنت رہی ہے کہ وہ جھوٹے کو رسوا کرتا ہے جیسا کہ مسلیمہ کذاب وغیرہ کے ساتھ ہوا۔

اثباتِ کرامات میں غلو کرنے والوں کا رد

اثباتِ کرامات میں غلو کرنے والے جو کہ شعبدہ بازوں اور دجالوں کے لیے بھی کرامات کو ثابت کرتے ہیں کا اہل سنت نے اس طرح رد کیا ہے کہ یہ شعبدہ باز اور دجال قسم کے لوگ اولیاء اللہ نہیں ہیں، بلکہ یہ تو اولیاء الشیطان ہیں۔ ان کے ہاتھوں جو امور ظاہر ہوتے ہیں یا تو وہ کذب اور دھوکہ ہیں یا پھر خود ان کے لیے اور دوسروں کے لیے فتنہ، آزمائش و استدراج (یعنی اللہ کی طرف سے ڈھیل) ہے۔
اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے مابین امتیاز سے متعلق کی ایک عمدہ تصنیف اس موضوع پر ابن تیمیہ کی ایک عظیم تالیف بھی ہے جس کا نام" الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان" ہے۔

کرامات کی انواع واقسام

پھر شیخ الاسلام کے اس قول کہ "مختلف علوم ومکاشفات اور مختلف قسم کی قدرتوں اور تاثیرات کے حوالے سے ان کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں" کی شرح کرتے ہوئے شیخ فوزان فرماتے ہیں: اس عبارت میں شیخ نے کرامات کی انواع کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بعض کا تعلق کشف سے ہوتا ہے یعنی کوئی بندہ ایسی بات سنے جو کسی اور نے نہیں سنی، یا عالم خواب یا بیداری میں کچھ دیکھے جسے کسی اور نے نہیں دیکھا یا ایسا علم جو کسی اور کے پاس نہیں اور بعض کرامات کا تعلق قدرت اور تاثیر کے باب سے ہوتا ہے۔

پہلی نوع یعنی علم وکشف کی مثال

عمر بن خطابؓ کا یہ (مشہور) قول "یَاسَارِیَۃُ! الجبلَ" (اے ساریہ! پہاڑ پر چڑھ جاؤ) حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں تھے اور ساریہ مشرق میں تھے۔
ابوبکر صدیقؓ کا اپنی اہلیہ کے حمل کے بارے میں خبر دینا کہ وہ مؤنث ہے۔
عمرؓ کا اپنے بیٹے کے متعلق خبر دینا کہ اس کی اولاد میں ایک عادل پیدا ہوگا۔

صاحبِ موسیٰ علیہ السلام (یعنی خضر علیہ السلام) کا قصہ اور انہیں بچے کے حال کا علم ہونا۔

دوسری نوع یعنی قدرت و تاثیر کی مثال

اس شخص کا قصہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اور اس کا عرشِ بلقیس کو سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کرنا۔

اصحابِ کہف کا قصہ۔

مریم (علیہا السلام) کا قصہ۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قصہ کہ انہوں نے زہر پی لیا لیکن انہیں اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچا۔

سابقہ امتوں اور سلف صالحین کی کرامات

پھر شیخ الاسلام کے اس قول کہ: ''اسی طرح سے سابقہ امت سے سورۂ کہف وغیرہ میں جو منقول ہے اور اس امت کے اول طبقہ صحابہ کرام، تابعین رحمہم اللہ اور امت کے دیگر افراد سے جو کرامات منقول ہیں، کی تصدیق کی جائے'' کی شرح میں شیخ فوزان فرماتے ہیں: شیخ اس کلام میں ان کرامات کا ذکر کر رہے ہیں جو واقع ہو چکی ہیں اور قرآن اور آثارِ صحیحہ میں ان کا ذکر موجود ہے۔

سابقہ امتوں کی کرامتوں کی قرآن کریم سے مثالیں

چنانچہ قرآن مجید میں سابقہ امتوں کے حوالے سے جن کرامات کا ذکر ہے ان میں سے:

مریم (علیہا السلام) کا بغیر شوہر کے حاملہ ہونا۔

سورۂ کہف میں مذکور اصحابِ کہف کا قصہ۔

(سورۂ کہف ہی میں) صاحب موسیٰ یعنی خضر علیہ السلام کا قصہ۔

(سورۂ کہف ہی میں) ذوالقرنین کا قصہ۔

صحابہ کرام و تابعین عظام رحمہم اللہ کی کرامات کی مثالیں

اور اس امت کے اول طبقے یعنی صحابہ و تابعین رحمہم اللہ سے صحیح سند سے کرامات منقول ہیں مثلاً:

عمرؓ کا ساریہؓ کے جیش (لشکر/فوج) کو دیکھنا، حالانکہ عمرؓ اس وقت منبر مدینہ پر تھے۔ اور ساریہ کا جیش مشرق میں نہاوند مقام پر تھا۔
اور عمرؓ کا ساریہ کو ان الفاظ کے ساتھ نداء دینا (پکارنا ("یَا سَارِیَۃُ! اَلْجَبَلْ" اور ساریہ نے اس نداء کو سن لیا اور بروقت راہنمائی سے فائدہ اٹھایا اور دشمن کی چال سے بچ گئے۔
امت میں اولیاء کرام رحمہ اللہ علیہم کے ہاتھوں کرامات کا ظہور تاقیام قیامت رہے گا
پھر شیخ الاسلام کے اس قول کہ: "اور یہ کرامات اس امت میں تاقیام قیامت باقی رہیں گی" کی شرح میں شیخ فوزان فرماتے ہیں: یعنی جب تک امت کے افراد میں ولایت اپنی تمام شروط کے ساتھ موجود رہے گی اس وقت تک امت میں کرامات کا وجود بھی رہے گا۔ (واللہ اعلم)
(ماخوذ شرح عقیدہ واسطیہ از شیخ صالح الفوزان اردو ترجمہ بعنوان عقیدہ فرقہ ناجیہ ص 333-336)-[نقل کردہ تحریر-انتہی]
مذکورہ نقل کردہ مضمون کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہل سنت و جماعت مسلک حقہ پر اعتراض کرے تو اسے اپنے موقف پر نظر ثانی اور موقف سے رجوع ضرور کرنا چاہیے کیونکہ ایک طرف تو معترضین کے ممدوح اولیاء کی کرامات کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور اس کے منکرین کا رد بھی کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف مخالفین میں سے ہی چند نام نہاد محققین عوام الناس کو اولیاء کرام کی کرامات کے خلاف ذہن سازی بھی کرتے ہیں۔
ان کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے تو کرامت کا بالکل انکار کر دیتے ہیں اور اولیاء کو بطور طعن بابا کہہ کر ان کی بے ادبی کرنا کا درس دیتے ہیں۔ مگر جب ان کے سامنے دلائل رکھے جائیں تو ان کے پاس ایک بہانہ ہوتا ہے کہ ہم کرامت کا انکار نہیں کرتے مگر یہ جو آج کے پیر اور بابے ہیں، ہم ان کی کرامات کا انکار کرتے ہیں۔
گذارش ہے کہ عوام الناس کو اس سطحی قسم کے بہانوں سے دھوکا دینی علمی خیانت ہے کیونکہ آپ تو آج کل کے پیر بابے کی ہی کرامت کا نہیں بلکہ متقدمین اولیاء کاملین کی کرامات کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کو عام لوگوں کی عقل کے تحت لانے کی کوشش کرتے ہیں، اگر آپ



عوام الناس کو کرامت کی تعریف ہی اپنے حواریوں کو بتادیں تو اس عقلی استدلال پیش کرنے کی ہمت نہ ہو کیونکہ خلاف عادت امور جو کہ عام انسان کی عقل میں بھی سمجھ نہیں آتے ،کو علماء نے کرامت قرار دیا ہے۔

﴿محدث ابن معین کا کرامت کا اقرار کرنا﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اور لامذہب لوگوں کے لیے اسماء الرجال کے ماہر محدث ابن معین کا موقف پیش کرتے ہیں تا کہ اولیاء صالحین اور کاملین پر کرامت کا ظہور واضح ہو سکے۔

سمعت يحيى يقول كنا بقرية من قرى مصر ولم يكن معنا شيء ولا ثم شيء نشتريه فلما أصبحنا إذا نحن بزنبيل ملىء سمكا مشويا وليس عنده أحد فسألوني فقلت اقتسموه وكلوه قال يحيى أظن رزقا رزقهم الله۔

(تاریخ ابن معین-روایۃ الدوری 4/ 463رقم 5305)

ترجمہ: میں نے سنا یحیٰی بن معین فرمارہے تھے۔" ہم مصر کی ایک بستی میں تھے۔ہمارے پاس (کھانے کیلئے (کچھ نہ تھا۔اور نہ وہاں کوئی چیز تھی جسے ہم خریدتے۔جب صبح ہوئی تو اچانک ہمیں بھنی ہوئی مچھلی سے بھری زنبیل نظر آئی ۔اس زنبیل کے پاس کوئی آدمی نہ تھا۔تو ہمارے ہمراہیوں نے مجھ سے اس کے بارے سوال کیا۔تو میں نے جواب دیا کہ اسے بانٹ کے کھالو۔یحیٰی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطافرمایا۔

محدث ابن معین کے اس قول کے بعد اگر کوئی اولیاء صالحین کی کرامات کا انکار کرے تو پھر اس کی ہدایت کے لیے اللہ کریم سے دعا ہی کرنی چاہیے۔



مرزا محمد علی جہلمی کا اولیاء کرام کی کرامات پر ٹھٹھہ بازی

اولیاء کرام کا پانی پر چلنا

اولیاء کرام کی عظمت وشان کی وجہ تقوی اور شریعت پر پابندی ہوتی ہے۔ اہل سنت و جماعت اللہ کا ولیوں سے محبت ان کی کرامات کی وجہ سے نہیں بلکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ شریعت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہے۔ اولیاء سے محبت صرف اللہ اور اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اسی کا شریعت مطاہرہ نے درس بھی دیا۔

ایک دوست نے مرزا محمد علی صاحب کی ایک ویڈیو بھیجی، جس میں جناب کے دیگر عقلی دلائل کے ساتھ جب اولیاء کرام کے بارے میں نہایت عامیانہ لفظ "بابے" سنا تو بہت حیرانگی ہوئی اور جب وہ اپنی اس تقریر میں اپنے جذبات میں بہتے ہوئے ایک کرکٹ کے کھلاڑی کو 6 چھکے لگانے پر کرامات کا سرٹیفکیٹ دیا تو سوچا کہ کیا جناب مرزا صاحب کے چاہنے والے ایسی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور وہ پڑھے لکھے ہونے کی باوجود کسی کھلاڑی کی کرامت مان سکتے ہیں؟

بہر حال ایسی باتیں ہمیشہ اپنے متبعین یا چاہنے والوں کو اپنے ساتھ لگائے رکھنے کی لیے جناب مرزا محمد علی صاحب کرتے رہتے ہیں، بلکہ ان کی ایک تقریر میں جناب مرزا صاحب تو یہ بھی کہتے سنے گئے کہ **"سائنسدانوں نے تو موبائل بنادیا ہے اگر تمھارے بابے میں طاقت ہے تو اسے کہو کہ ایک موبائل ہی بنا کر دکھا دیں۔"**

گذارش ہے کہ مرزا محمد علی جہلمی صاحب کو شاید یہ نہیں معلوم کہ ایک طرف جہاں ان کی دلیل میں نہ استدلالی وزن ہے اور نہ عقلی ۔ بالفرض جناب کی اس عقلی دلیل کو معتبر مان لیا جائے تو اسی طرح کے اعتراض تو دہریے خدا کی ذات پر کرتے ہیں ۔آپ ان کی کتابیں خود پڑھ کر دیکھ لیں ۔ دہریے جب بھی خدا کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں تو کچھ اسی قسم کا

اعتراض کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بہر حال جناب محمد علی مرزا صاحب کے اعتراضات میں ایک نکتہ کی طرف کچھ تحریر کرنے کی جسارت ضرور کرتے ہیں تاکہ عوام الناس کو ان دلائل کی حقیقت اور اصلیت واضح ہو سکے۔

❁ جناب مرزا محمد علی جہلمی صاحب اور ان کے چند شاگردوں کی تحریروں اور تقریروں سے یہ بات سامنے واضح ہوتی ہے کہ شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بھی ولی کی شان اس کی کرامت کے ساتھ ہوتی ہے، اور وہ یہ اعتراض ہم اہل سنت پر اولیاء پر اعتراضات کے ضمن میں کرتے ہیں۔ مگر اس بابت کچھ عرض یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا اس معاملہ پر موقف واضح ہے کہ اولیاء کی عظمت و شان ان کا شریعت کی پابندی کی وجہ سے ہی ہوتی ہے نہ کہ ان کی کرامات کی وجہ سے ان کی شان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ مگر اس سلسلہ میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ایک ولی اللہ سے اگر شریعت کی پابندی کی وجہ سے کوئی کرامت ظاہر ہوں تو اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

❁ عوام الناس کو یہ نکتہ سمجھنا چاہیے کہ اہل سنت و جماعت اولیاء کی عزت و قدر ان کی کرامات کی وجہ سے نہیں بلکہ دین و شریعت کی پابندی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس نکتہ کو شیخ الصوفیاء حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ بھی بیان کرتے ہیں۔

محدث علامہ ذہبی اپنی کتاب میں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ :للهِ خَلْقٌ كَثِيرٌ يَمْشُونَ عَلَى المَاءِ، لاَ قِيمَةَ لهمْ عِنْدَ الله، وَلَوْ نَظَرْتُم إِلَى مَنْ أُعْطِيَ مِنَ الكَرَامَاتِ حَتَّى يَطِيرَ، فَلا تَغْتَرُّوا بِهِ حَتَّى تَرَوا كَيْفَ هُوَ عِنْدَ الأَمْرِ وَالنَّهْيِ، وَحِفْظِ الحدُوْدِ وَالشَّرْعِ۔ (سیر أعلام النبلاء، 13/ 88)

ترجمہ: حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری مخلوق ایسی ہے جو پانی پر چلتی ہے، اور اس کے باوجود اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، اور تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے متعدد کرامات حاصل ہیں، حتی کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے تو اس کی کرامات سے ہرگز دھوکا نہ کھانا۔ اس

وقت تک جب تک یہ نہ جان لو کہ وہ امر ونواہی اور شریعت کا پابند ہے"۔
حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے اس قول کو کچھ اضافہ کے ساتھ محدث ابونعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الأولیاء 10 / 39 پر سنداً نقل کیا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحمدُ بنُ أَبِي عِمرَانَ قَالَ سَمِعتُ مَنصورَ بنَ عَبدِاللهِ يَقُولُ سَمِعتُ أَبَا عِمرَانَ مُوسَى يَقُولُ سَمِعتُ عُمَرَ البِسطَامِيَّ يَقُولُ سَمِعتُ أَبِي يَقُولُ :قَالَ أَبُويَزِيدَ:---

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے اس قول سے واضح ہوا کسی ولی اللہ نے اگر شریعت کی پابندی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ثابت ہو تو اس کی کرامات پر اعتماد ہوتا ہے۔

اس حوالہ سے یہ نکتہ تو واضح ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک شرف ومنزلت کا دارومدار شریعت کی پابندی ہے ۔اس لیے جو لوگ صوفیاء کرام کی کرامت پر اعتراضات کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کی کرامات پر اعتراضات کریں گے تو ان کی شرف ومنزلت یا ان کی بزرگی پر اعتراض ثابت ہو جائے گا، ایسا بلکل غلط اور باطل ہے ۔اس لیے کرامات سے انکار کرنے سے یہ لازم نہیں کہ اس ولی اللہ کی شان میں کوئی حرف آئے گا۔اس کے برعکس اہل سنت وجماعت اولیاء صالحین کی شریعت کی پابندی اور اللہ کے نیک بندے ہونے کی وجہ سے اگر کوئی کرامات ظاہر ہو تو اس کا انکار بھی نہیں کرتے ۔اولیاء صالحین کی کرامات کے منکر معتزلہ ہیں اور صوفیاء کرام کی کرامات پر یقین رکھنا اہل سنت وجماعت کے عقائد میں سے ہے۔

جب ان لوگوں کے پاس دلائل نہیں ہوتے تو ایک بات الزامی طور پر کہتے ہیں ہیں کہ صوفیاء کرام کی کرامت نہ ماننے پر کون سے شریعت کے قانون کا انکار لازم آتا ہے؟ ان لوگوں سے گذارش ہے کہ اگر وہ اپنا مطالعہ وسیع کرلیں تو ان کو یہ معلوم ہوگا کہ اولیاء کرام کی کرامات کا اقرار کرنا عقائد اہل سنت کے قبیل سے ہے ۔اس پر شرعی حکم اگر کسی مفتی صاحب ہی سے پوچھ لیں تو بہتر ہوگا۔

جناب مرزا محمد علی جہلمی صاحب سے جب اولیاء کرام کی شان کے خلاف کوئی دلیل نہ ملی

تو اولیاء کرام پر اعتراض کرنے کے لیے عقلی دلیل پیش کی کہ اگر کوئی ولی پانی پر چل سکتا ہے تو آج کل کوئی ایسا شخص ہے جو پانی پر چل کر دکھا سکے۔

جناب مرزا محمد علی جہلمی صاحب کی اس بات کا مقصد یہ عوام الناس کے ذہن میں یہ نکتہ راسخ کر دیا جائے کہ کیونکہ آج کوئی ولی اگر پانی پر چل نہیں سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی تمام کرامات جو کتب میں موجود ہیں وہ جھوٹی ہیں۔ اور اگر ان اولیاء کرام کی کرامات جھوٹی ثابت ہوئیں تو ان کی شان و منزلت پر یقین کرنا بھی صحیح نہیں۔

مرزا محمد علی صاحب کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ کی دلیل عقلی و نقلی طور پر غلط ہے، وہ اس لیے کہ

1- موجودہ کسی نیک شخص اور متقدمین اولیاء کا تقابل میں قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ اہل سنت و جماعت نے یہ موقف واضح کیا ہے کہ ولی اللہ کے لیے کرامت کا ظہور ضروری نہیں، اس پر بے شمار عقائد کی کتب میں تصریحات موجود ہیں۔

2- ولی اللہ کے لیے یہ بھی شرط نہیں کہ جب کوئی اعتراض کرے تو وہ اس کرامات کو ظہور پذیر کرنے کا پابند بھی ہو۔

3- امت کے ولیوں میں صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کا بھی شمار ہوتا ہے، ان صحابہ کرام سے ظہور پذیر کرامات کا [جو کہ صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں مروی ہیں] اگر کوئی اس دلیل کے ساتھ رد کرے کہ ہم ان جلیل القدر شخصیات کی کرامات کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگر ایسی کرامت ہو سکتی ہے تو پھر آج کا کوئی ولی ہمارے سامنے ایسی کرامات کا ظہور کر کے دکھائے۔

شاید مرزا محمد علی صاحب کو قرآن مجید کی ان آیات کا بغور مطالعہ کیا ہو جس میں بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا کو ماننے کی شرائط رکھیں تھیں۔ مرزا محمد علی جہلمی صاحب کے ان استدلال پر اتنی بات ہی بہت ہے کیونکہ قارئین کرام عقل بھی رکھتے ہیں اور شعور بھی۔

4- جناب ایسے استدلال سے تو آپ کو صحیحین اور صحاح ستہ کی بے شمار احادیث کو غلط اور

جھوٹ کہنا پڑ جائے گا کیونکہ کثیر روایات میں صحابہ کرام اور تابعین و تبع تبعین کی کرامات ثابت ہیں۔

5- اگر ان حادث صحیحہ کی کرامات کو آپ یہ کہہ کر تسلیم کرتے ہیں کہ ہم صرف اُن کرامات کو مناتے ہیں جو صحیح روایات میں منقول و ثابت ہے تو جواباً عرض ہے کہ پھر تو آپ کی وہ عقلی دلیل [کہ اگر پانی پر چلنا یا ہوا میں اڑنا کسی ولی سے ہوسکتا ہے تو کوئی ہمارے سامنے کر دکھائے] بھی ہبا منثور ہو جاتی ہے، کیونکہ آپ نے کرامات کو جانچنے کا طریقہ یہ رکھا ہے کہ اگر کوئی آج کل ایسی ہی کرامت کر کے دکھادے تو آپ اس کو مان لیں گے۔ جناب مرزا صاحب، پھر تو صحابہ کرام کی ہر کرامت کو آپ کو صرف اسی وقت ماننا چاہیے جب ایسی کرامت آج کوئی آپ کے سامنے ظہور پذیر کر سکے۔

اب جناب مرزا محمد علی جہلمی صاحب خود فیصلہ کریں کہ کون سی دلیل معتبر ہے؟ اور کون سی قابل رد؟۔ کیونکہ آپ کے اصولوں کے مطابق اگر آپ کے سامنے ظہور پذیر کرامات کو دلیل لیا جائے تو پھر کوئی بھی کرامت کیا ثابت ہوسکتی ہے؟ اگر احادیث و مرویات صحیحہ کی کرامات آپ کو قبول ہیں تو دیگر اولیاء کرام کی کرامات پر انکار کیوں؟ اس کا فیصلہ آپ کے چاہنے والے خود کریں تو بہتر ہوگا۔ موصوف محمد علی مرزا جہلمی صاحب کی ہر دلیل اور قیاس ان کے اپنے ہی خلاف جاتا ہے۔

اولیاء کرام کی کرامات تو اس تواتر سے ثابت ہیں کہ اس کا انکار کوئی ضدی یا ہٹ دھرم شخص ہی کرسکتا ہے کوئی عقل و شعور رکھنے والا ایسی بات نہیں کرسکتا۔ ان کرامات کو تواتر کے ساتھ نہ صرف صوفیاء نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے بلکہ محدثین کرام نے اولیاء کرام کی کرامات پر کتب لکھیں ہیں جن میں محدث ابن خلال اور محدث لالکائی علیہ الرحمہ کی کرامات اولیاء مشہور و معروف کتب ہیں۔

اس مقام پر مناسب ہے کہ اس امت کے اولیاء میں سے ایک ولی اللہ حضرت ابو مسلم الخولانی علیہ الرحمہ کی کرامت کا بیان کیا جائے کہ ان سے پانی پر چلنا معتبر کتب و اسانید سے محدثین کرام نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

﴿حضرت ابومسلم الخولانی کا پانی پر چلنا﴾

① ۔ امام عبداللہ سے مروی امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب میں حضرت ابومسلم الخولانی کا پانی پر چلنے کا واقعہ صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ أَبَا مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيَّ، مَرَّ بِدِجْلَةَ وَهِيَ تَرْمِي بِالْخَشَبِ مِنْ مَدِّهَا فَمَشَى عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ» :هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ مَتَاعِكُمْ شَيْئًا فَنَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ «۔ (الزہد احمد بن محمد بن حنبل 1/310، رقم 2253)

ترجمہ : حضرت ابومسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ تمہیں وہ لوٹا دے۔

② ۔ محدث ابونعیم اسی روایت کو سند سے بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مَالِكٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، أَوْ غَيْرِهِ، أَنَّ أَبَا مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيَّ، مَرَّ بِدِجْلَةَ وَهِيَ تَرْمِي بِالْخَشَبِ مِنْ مَدِّهَا، فَمَشَى عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ :هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ مَتَاعِكُمْ شَيْئًا فَنَدْعُو اللهَ؟۔

ترجمہ : حضرت ابومسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ



ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ تمہیں وہ لوٹا دے۔ (حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء 5/120)

③۔ محدث لالکائی روایت نقل کرتے ہیں۔

أَخبرنا عَلِيٌّ، أنا الحسَينُ، ثنا عَبدُ اللهِ، قَالَ ثنا أبو موسَى هَارُونُ بنُ عَبدِ اللهِ، قَالَ ثنا أَبو النَّضرِ، عَنْ سلَيمانَ بنِ المغِيرَةِ قَالَ انتَهى أَبو مسلِمٍ الخولَانِيُّ إلَى دِجلَةَ وَهِيَ تَرْمِي بِالخشَبِ مِنْ مَدِّهَا فَمَشَى عَلَى الماءِ ثمَّ التَفَتَ إِلَى أَصحَابِهِ، فَقَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ شَيئًا فَنَدْعُو اللهَ تَعَالَى؟

ترجمہ : حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ تمہیں وہ لوٹا دے۔ (کرامات الأولیاء للالکائی : ص188، رقم149)

④۔ امام ابن الدنیا اس روایت کو اپنی سند سے بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبو مُوسَى هَارُونُ بنُ عَبدِ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبو النَّضرِ، عَنْ سلَيمانَ بنِ المغِيرَةِ قَالَ " انتَهَى أَبو مسلِمٍ الخولَانِيُّ إِلَى دِجلَةَ وَهِيَ تَرْمِي بِالخشَبِ مِنْ مَدِّهَا، فَمَشَى عَلَى الماءِ، ثمَّ التَفَتَ إِلَى أَصحَابِهِ، فَقَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ شَيئًا؟ فَنَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ "۔

ترجمہ : حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ تمہیں وہ لوٹا دے۔ (مجابو الدعوۃ 1/68، رقم86)

⑤- امام بیہقی اپنی کتاب میں روایت نقل کر کے تحریر کرتے ہیں۔

أَخبرنا أَبو عَبدِ الرَّحمنِ السُّلَمِيُّ، أَنبأَنا أَبو محمَّدٍ عَبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ السَّمرِيُّ. قَالَ حَدَّثَنَا أَبو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ سَهْلٍ، وَهَارُونُ بنُ عَبدِ اللهِ، قَالَا حَدَّثَنَا أَبو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ المغِيرَةِ، أَنَّ أَبَا مُسلِمٍ الخولَانِيَّ جَاءَ إِلَى الدِّجلَةِ وَهِيَ تَرمِي الخشَبَ مِنْ مَدِّهَا، فَمَشَى عَلَى الماءِ وَالتَفَتَ إِلَى أَصحَابِهِ، وَقَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ مَتَاعِكُمْ شَيئًا فَنَدْعُوَ اللهَ. هٰذَا إِسنَادٌ صَحِيحٌ۔

ترجمہ : حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ تمہیں وہ لوٹا دے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(دلائل النبوۃ 6/54)

صوفیاء پر سب سے زیادہ نقل کرنے والے محدث ابن الجوزی کو جب اپنی تحریر کے بارے میں احساس ہوا تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کرتے ہوئے صوفیاء کرام کی کرامات کا اقرار بھی کیا اور اسے بیان بھی کیا اور صوفیاء کے حالات پر ایک تفصیلی کتاب صفوۃ الصفوۃ بھی لکھی۔

⑥- محدث ابن الجوزی حضرت ابو مسلم الخولانی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

سليمان بن المغيرة قال جاء مسلم بن يسار إلى دجلة وهي تقذف بالزبد، فمشى على الماء ثم التفت إلى أصحابه فقال هل تفقدون شيئا؟. (صفۃ الصفوۃ 2/142)

ترجمہ : حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس

وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا تم اپنے سامان کے بارے میں فکر مند ہو۔

⑦-امام نووی جنہوں نے مسلم شریف کی شرح لکھی جو شرح نووی کے نام سے مشہور و معروف ہے، انہوں نے اپنی کتاب میں بھی حضرت ابو مسلم الخولانی کی کرامت کو بیان کر کے اس کو تسلیم کیا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں۔

ومن نفائس كراماته ما رواه الامام أحمد بن حنبل في كتاب الزهد له أن أبا مسلم الخولاني مر بدجلة وهي ترمي الخشب من برها فمشي على الماء ثم التفت إلى الصحابة فقال هل تفقدون من متاعكم شيئا فتدعو الله عز و جل. (بستان العارفين ١/ 71)

ترجمہ : حضرت ابو مسلم الخولانی ایک مرتبہ دجلہ کی طرف تشریف لائے، اس وقت دجلہ نے اپنے اندر تیرتی لکڑیوں کو پھینکنا شروع کر دیا، اور حضرت ابو مسلم الخولانی نے پانی پر چلنا شروع کر دیا اور پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اگر تمہارے سامان سے کوئی چیز کم ہوگئی تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ تمہیں وہ لوٹا دے۔

مذکورہ بالا تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابو مسلم الخولانی سے یہ کرامت صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اور محدثین کرام نے اس کرامت کو اپنی کتب میں بیان کر کے کرامت پر دلیل بھی پیش کی ہے۔



﴿محدثین کرام کی نظر میں-اولیاء کا پانی پر چلنا﴾

صحابہ کرام و اولیاء امت سے اسانید صحیحہ سے ایسی کرامات ثابت ہی جس میں دریا کا پھٹنا، ان کا ہٹنا اور پانی پر چلنا۔دریا کا پھٹنا اور دریا کا راستہ دینا تو مرویات صحیحہ میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت العلاء بن الخضرمی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔اس کے بارے میں تفصیل کے ساتھ کتب احادیث میں روایات موجود ہیں۔

محدث علامہ سبکی کی تحقیق:

محدث علامہ سبکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

النَوع الثَالِث انفلاق البَحر و جفافه والمشى على الماء و كل ذَلِك كثير وَ قد اتفق مثله لشيخ الْإِسلَام وَسيد المتَأَخِرين تقى الدّين بن دَقِيق العَيد۔ (طبقات الشافعیۃ الکبری 2/339)

ترجمہ: دریا کا پھٹ جانا، دریا کے پانی کا کم ہوجانا اور پانی پر چلنا، ایسی کرامات بھی لاتعداد ہیں۔شیخ الاسلام سید المتاخرین حضرت تقی الدین دقیق العید سے بھی ایسی کرامات کا ظہور ہوا ہے۔

قارئین کرام کو یہ بخوبی علم ہوگا کہ علامہ سبکی ایک جلیل القدر شافعی محدث تھے، جنہوں نے ایسی کرامات کے ظہور کا نہ صرف اقرار کیا بلکہ محدث ابن دقیق العید جو کہ علامہ ذہبی کے شیخ تھے ان سے بھی ایسی کرامات کے ظہور کا لکھا ہے۔

اب ہم جناب محمد علی مرزا جہلمی صاحب سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جناب آپ تو اہل سنت و جماعت کے اکابرین کا تمسخر اڑاتے ہیں کہ" دیکھو جی ان کی کتب میں لکھا ہے کہ فلاں

ولی پانی پر چلتے تھے"، ی" ہ دیکھو جی ان کے بابے"۔ان جیسے الفاظ سے جو آپ نے اولیاء امت کا ٹھٹہ اڑایا، اب آپ کا ان محدثین کرام کے بارے میں کیا رائے ہے؟ پانی پر چلنے والی کرامت کا اقرار ایک عظم محدث علامہ بکی نے کی اور اس کا ثبوت محدث ابن دقیق العید سے دیا۔ابن دونوں جیل القدر محدثین کرام کا تسخر بھی اسی طرح اڑائیں گے یا پھر علمی روش کو اپناتے ہوئے اپنے موقف پر کوئی نظر ثانی بھی کریں گے یا نہیں؟

جناب محمد علی مرزا صاحب نے اولیا امت کی ایسی کرامات کو نقل کرنے پر نہ صرف علماء اہل سنت کو ہدف تنقید بنایا بلکہ ان ہستیوں کے ذکر کرنے پر بہت لعن طعن بھی کیا اور ان اکابرین کو اہل سنت کے" بابے" جیسے الفاظ بھی استعمال کیے۔لفظ بابے پر جناب مرزا محمد علی جہلمی صاحب یہ موقف پیش کر سکتے ہیں کہ" بابے" پنجابی کا لفظ ہے اور اس کا مطلب بزرگ ہوتا ہے۔عرض یہ ہے کہ ہر لفظ کے استعمال کا جہاں موقع محل ہوتا ہے وہاں سیاق وسباق بھی لفظ کے معنیٰ متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔مرزا صاحب کی یہ تاویل قابل سماع ہر گز نہیں کیونکہ تقریر وہ اردو میں کرتے ہیں اور درمیان میں مطعون کرنے کے لیے ایسے لفظ کا استعمال یہ واضح کرتے ہیں کہ اکابرین اہل سنت اور اولیاء امت پر طعن و تشنیع مقصد ہے۔بہر حال ہو جس انداز میں گفتگو کرنا چاہیں مگر اب یہ بھی غور کریں کہ اولیاء امت کی کرامات کو ذکر کر کے محدثین کرام کو جناب محمد علی مرزا صاحب کن الفاظ سے پکاریں گے؟

قارئین کرام کی خدمت میں پہلے تو روایت صحیحہ پیش کر دی گئی ہے کہ پانی پر چلنا تابعین کرام سے بھی ثابت ہے۔اب جناب محمد علی مرزا جہلمی صاحب کی خدمت میں محدثین کرام کے بے شمار حوالہ جات میں سے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

محدث ابن رجب حنبلی کی تحقیق:

محدث ابن رجب حنبلی اپنی کتاب میں علامہ ذہبی کے حوالہ سے فقیہ ابو الموفق ابن قدامہ کا پانی پر چلنا کا اثبات کرتے ہیں۔

وقرأت بخط الحافظ الذهبي سمعت رفيقنا أبا طاهر أحمد

الدريبي سمعت الشيخ إبرَاهِيم بن أحمد بن حاتم - وزرت مَعَهُ قبر الشيخ الموفق - فَقَالَ سمعت الفقيه محمّد اليونيني شيخنا يقُول رأيت الشيخ الموفق يمشي على الماء.

(ذیل طبقات الحنابلۃ 3 / 291)

ترجمہ : اپنے شیخ الفقیہ محمد الیونینی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ الموفق کو پانی پر چلتے دیکھا۔

﴿سند کی تحقیق﴾

مذکورہ روایت کے راویوں کی تحقیق ملاحظہ کریں۔

1- احمد بن عبداللہ بن عبدالغنی۔ المحدث الفقیہ۔ معجم محدثی الذہبی رقم 19

2- ابراھیم بن احمد بن حاتم - خیر اناسکا فقیھا - الدرر الکامنۃ رقم 5

3- قطب الدین موسیٰ ابن الشیخ الیونینی - عالماً فاضلاً - ذیل طبقات الحنابلۃ 1 / 334

مذکورہ تحقیق سے واضح ہوا کہ اس قول کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں۔

محدث ابن ملقن شافعی کا حوالہ:

محدث ابن ملقن شافعی، یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی شیخ اور استاد ہیں، اصول حدیث المقنع اور حدیث پر البدر المنیر اور صحیح بخاری کی شرح مشہور ومعروف ہیں، اپنی کتاب طبقات الاولیا میں، امام ابراھیم بن سعد العلوی کے ترجمہ میں ان کا پانی پر نماز پڑھنے کا واقعہ نقل کیا ہے۔

حكى عنه أبو الحارث، قال "كنت معه فى البحر، فبسط كساءه على الماء وصلى عليه". (طبقات الأولياء 1 / 24)

ترجمہ: حضرت ابو الحارث فرماتے ہیں کہ میں ایک بار سمندر میں ان کے ساتھ تھا، آپ نے اپنا مصلی پانی پر بچھایا اور اس کے اوپر آپ نے نماز ادا کی۔

حضرت ابراھیم بن سعد العلوی کا سمندر میں پانی پر نماز پڑھنے کا واقعہ صرف محدث ابن ملقن

نے ہی نہیں لکھا، بلکہ اس واقعہ کو سند کے ساتھ خطیب بغدادی اور محدث ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

محدث خطیب بغدادی کا حوالہ:

محدث خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

عنه أَبو الحارث. قَالَ : كنت معه في البحر فبسط كساءه عَلَى الماء وصلى عَلَيهِ۔ (تاریخ بغداد و ذیولہ 6/84)

ترجمہ: حضرت ابو الحارث فرماتے ہیں کہ میں ایک بار سمندر میں ان کے ساتھ تھا، آپ نے اپنا مصلی پانی پر بچھایا اور اس کے اوپر آپ نے نماز ادا کی۔

محدث حافظ بن عساکر کا حوالہ:

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں:

عنه أبو الحارث قال كنت معه في البحر فبسط كساءه على الماء وصلى عليه۔ (تاریخ دمشق 6/401)

ترجمہ: حضرت ابو الحارث فرماتے ہیں کہ میں ایک بار سمندر میں ان کے ساتھ تھا، آپ نے اپنا مصلی پانی پر بچھایا اور اس کے اوپر آپ نے نماز ادا کی۔

مذکورہ بالا حوالہ جات محدثین کرام کی کتاب سے ہیں، کسی سنی بریلوی کی متاخر کتب سے کوئی حوالہ موجود نہیں، اب ان حوالہ جات کو پڑھ کر جناب محمد علی مرزا جہلمی صاحب کوئی نظر ثانی کا پروگرام رکھتے ہیں؟ یا پھر اہل سنت و جماعت سے ہی کوئی خاص دلی لگاو ہے۔



محدثین کا اولیاء کرام کا ذکر کرنا جو پانی پر چلتے تھے

قارئین کرام کے سامنے محدثین کرام کی کتاب سے اولیاء کاملین کے بارے میں پانی پر چلنے پر کی صراحت پر حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

- ابن دقیق العید۔ والمشی علی الماء۔ طبقات الشافعیۃ الکبری 2/339
- إبراہیم بن سعد العلوی۔ کنت معہ فی البحر فبسط کساءہ علی الماء وصلی علیہ۔ طبقات الأولیاء 1/24، تاریخ بغداد وذیولہ 6/84 رقم 3120، صفۃ الصفوۃ۔2/430
- معروف الکرخی۔ بلغني أنك تمشي علی الماءِ۔ سیر أعلام النبلاء 8/88 رقم 1424
- عبد اللہ بن منیر۔ یمشي علی الماءِ۔ سیر أعلام النبلاء 10/34 رقم 2084
- إبراہیم عصیفیر۔ ویمشي علی الماء۔ الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ 2/86
- أبو أحمد المغازلی۔ تمشي بہِ علی الماء۔ تاریخ بغداد وذیولہ 14/422 رقم 7769
- مسلم بن یسار ابا عبد اللہ التیمی۔ فمشي علی الماء۔ صفۃ الصفوۃ 3/149 رقم 503
- جابر الرحبی۔ ہو یمشی علی الماء۔ صفۃ الصفوۃ۔ ابن الجوزی 4/241 رقم 769
- إبراہیم بن عیسی الزاہد۔ یمشی علی الماء۔ تاریخ الاسلام 5/1081 رقم 72

مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات تو واضح ہوئی کہ اولیاء کرام کی کرامت کے طور پر پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنے کی تصریحات صرف صوفیاء کرام نے ہی نہیں بلکہ ان جلیل القدر محدثین کرام نے بھی کیا، جن کو بطور حجت اصول حدیث اور اسماء الرجال کے فن میں مخالفین پیش کرتے ہیں۔ ان محدثین کے اقوال کے بعد بھی کسی طرح کا اعتراض جہالت کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالی ہمیں حق بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔



«"سبحانی ما أعظم شانی" کا تحقیقی جائزہ»

مناظروں میں مخالفین اور عمومی طور پر اپنے تقاریر میں اہل سنت پر اعتراضات کرتے ہوئے اولیاء کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے ان سے منسوب حکایات یا حالت سکر میں کہے گئے الفاظ کو اولیاء کرام کا عمومی طرز عمل و منہج ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بہت سارے ایسے نام نہاد محقق جو دین کے علمبردار ہونے کا تو دعوی کرتے ہیں مگر اولیاء کرام کے ان اقوال کو وضع کردہ اصول سے مختلف اور اپنی سوچ کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ

عوام الناس کو دھوکا دینے کے لیے ان کے سامنے اولیاء کرام کے ایسے اقوال بیان کیے جاتے ہیں جو کہ

اول تو ثابت شدہ نہیں ہوتے، یا

دوم: کتب میں بطور نقل درنقل ہوتے ہوئے اس کو حالت خاص یعنی شطحیات اولیاء کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے یا

سوم: یا ان کے الفاظ و جملوں کا مطلب وہ نہیں ہوتا جو کہ سمجھا گیا۔

اولیاء کے ان الفاظ کے مطلب و مقصد واضح کرنے کے لیے علماء محققین نہ تو استدلالی طور پر کتب میں درج کرتے ہیں اور نہ ہی ان پر عمل کا فتوی کسی عالم نے دیا ہوتا ہے۔ علماء یا تو نقلی طور پر ان حکایات یا اقوال کو نقل کرتے ہیں یا اولیاء کرام کے کلام کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے نقل کرتے ہیں یا پھر اس کو باب شطحیات کے قبیل سے بیان کرنے کے لیے نقل کرتے ہیں۔

حیرانگی تو یہ ہے کہ صوفیاء کرام کے ایسے غیر ثابت و مودول اقوال کو قادیانیوں کے دفاع کے

طور پر بھی پیش کیا جانے لگا ہے۔ صوفیاء کرام کے ایسے اقوال کے بارے میں علماء کرام نے اپنی کتب میں تفصیلی جواب دیے ہیں، مگر اس مقام پر ایک نکتہ بیان کرنا اہم ہے کہ اولیاء کرام سے منسوب کردہ اقوال ثابت ہی نہیں ہیں، اور غیر ثابت اقوال کی وجہ سے اولیاء کرام پر گمراہی کا فتوی کیسے لگ سکتا ہے؟ مزید یہ کہ علماء محققین نے یہ واضح طور پر کہا ہے کہ اگر بالفرض بطور تنزل ایسی حکایات کو ثابت بھی مان لیا جائے تو یہ حالت خاص یعنی حالت سکر میں کہے الفاظ ہوتے ہیں جس کو اصطلاح میں شطحیات کہا جاتا ہے اور شطحیات یعنی حالت سکر میں کہے گئے الفاظ پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی کیونکہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فتوی یا حکم صرف کامل عقل وشعور والے پر لاگو ہوتا ہے۔ اگر وقتی طور پر بھی کسی کی عقل حالت غیر ہونے کی وجہ سے کامل نہ رہے تو ایسی حالت میں کہے الفاظ کی گرفت نہیں ہوتی۔ اس لیے صوفیاء کے اقوال سے استدلال کرنا نہ صرف باطل بلکہ مردود عمل ہے۔

انہی چند حکایات میں سے امام بایزید البسطامی کی طرف منسوب ایک قول سبحانی ما أعظم شانی ہے۔ علماء نے اس قول کے بارے میں دو قول پیش کیے ہیں۔

اول: امام بایزید البسطامی سے قول ثابت ہے مگر اس قول کو حسن ظن پر محمول کرتے ہیں اور اس قول کو حالت سکر میں بیان کرنا نقل کرتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے (میزان الاعتدال 2/346) پر اس قول کے اثبات کرنے والوں سے حالت سکر میں بیان کرنا بیان کیا ہے۔

بلکہ ایسے اقوال کے بارے میں حافظ سخاوی نقل کرتے ہیں۔

لا يقتدى بأقوال منْ هذا سبيله و لا بأفعاله ۔(الجواہر والدرر 2/942) :

ایسے اقوال اور افعال کے اس معاملہ میں اقتداء نہیں کی جاتی۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں۔

"وهذا وأشباهه إذا وقع من أولئك الأجلة الأكابر إنما يصدر عنهم في حال السكر، فلا يؤاخذون به كما نقل عن أبي يزيد البسطامي من نحو سبحاني، وما في الجبة إلا الله".

(فیض القدیر 1/456)

مفہوم: اس طرح یا دیگر مشتبہ اقوال اولیاء کرام سے حالت سکر میں وقوع پذیر ہوتی ہیں، ان پر کوئی مواخذہ نہیں جیسے کہ بایزید البسطامی سے سبحانی، وما فی الجبۃ اِلا اللہ" منقول ہے۔

دوم: امام غزالی نے (الااِحیاء 1 /36) نے لکھا کہ "وأما أبو یزید البسطامی رحمہ اللہ فلا یصح عنہ ما یحکی یعنی امام ابو یزید البسطامی علیہ الرحمہ سے یہ بات بیان کرنا درست نہیں ہے۔

امام غزالی کے علاوہ دیگر ائمہ محققین نے بایزید البسطامی علیہ الرحمہ کے بارے میں حسن ظن رکھا اور انہیں ولی کامل لکھا۔ اس تحقیق کے بعد کسی کا اولیاء کرام کی ذات پر کسی طرح طعن کرنا جہالت اور علمی خیانت کے سوا کیا ہو سکتی ہے؟





انجینئر محمد علی مرزا کے مضمون

ریسرچ پیپر 2-B کا جواب

﴿اندھادھند پیروی کاانجام﴾

کا

علمی وتحقیقی جائزہ

"اندھادھند پیروی کاانجام" کاجائزہ

مرزا جہلمی کے ریسرچ پیپر B-2 کاجواب

قارئین کرام! کچھ عرصہ قبل موبائل کے ذریعے میسج ملاکہ جہلم میں ایک انجینئر محمد علی مرزا صاحب نے چند مضامین" ریسرچ پیپر" کے نام سے لکھے ہیں۔اور ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا کہ مرزا صاحب کے مضمون کا جواب آج تک کوئی بڑے سے بڑا مناظر اور عالم بھی نہیں دے سکا۔ مجھے چند دوست احباب، جن کا تعلق جہلم سے ہے، انہوں نے اس طرف توجہ مبذول کروائی کہ اہل سنت کے عوام الناس کو مرزا صاحب یہ کہہ کر بہکاتے ہیں کہ ان کا تعلق کسی مسلک سے نہیں، بلکہ ان کا اختلاف بریلوی، دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات سے بھی ہے۔یہ بات سن کر تھوڑی حیرانی ہوئی مگر جب میں نے مرزا صاحب کے تمام مضامین کو پڑھا تو یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ مرزا صاحب کی باتیں وہی ہیں جو غیر مقلدین حضرات کی ہیں۔اور انہوں نے وہی دلائل پیش کیے جو کہ غیر مقلدین حضرات پیش کرتے ہیں۔اسی وجہ سے مرزا صاحب نے اپنے مضامین میں کسی غیر مقلد عالم کے بارے میں قلم اٹھانے کی جرات نہیں کی۔ایک صاحب نے کچھ دن قبل پھر ایک میسج بھیجا کہ مرزا صاحب کا چیلنج ہے کہ کوئی ان کے مضامین کا جواب لکھ کر بتائے۔میں نے ان صاحب سے پوچھا کہ کون سے مضمون پر وہ سب سے زیادہ فخر کرتے ہیں؟ تو انہوں نے مرزا صاحب سے پوچھ کر بتایا کہ انھیں اپنے ریسرچ پیپر نمبر B-2 پر بڑا فخر ہے۔میں نے جب اس مضمون کو پڑھا تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ مرزا صاحب نے دجل وفریب اور یک طرفہ دلائل کا سہارا لیا اور اہل سنت و جماعت کے دلائل کا کہیں ذکر نہیں کیا۔

اس مضمون میں آپ مرزا صاحب کے ایک ایک اعتراض کا جواب قرآن، احادیث صحیحہ وحسنہ متنا ملاحظہ کریں گے۔کیونکہ میرا تعلق مسلک اہل سنت و جماعت (جن کو لوگ

بریلوی کہتے یا سمجھتے ہیں (سے ہے، لہذا میں صرف اپنے مسلک پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دینے کا پابند ہوں۔ اس مضمون میں انہوں نے ۱۱۹ اعتراضات پیش کیے، جن میں ۸ مسلک اہل سنت و جماعت کے بارے میں تھے۔ لہذا ان اعتراضات کے جوابات قارئین کرام کے پیش خدمت حاضر ہیں، گزارش ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجئے۔ مرزا صاحب پہلے علماء کی تحریر پیش کرتے ہیں اور پھر اس کے خلاف آیت یا حدیث پیش کرتے ہیں۔ زیر نظر مضمون کا انداز کچھ یوں ہوگا کہ پہلے مرزا صاحب کا مکمل اعتراض نقل کیا جائے گا، پھر اس پر "الجواب بعون الوہاب" کے عنوان سے دیا جائے گا۔

مرزا صاحب کے اعتراضات پر کلام سے قبل چند معروضات عوام الناس کی خدمت حاضر ہیں، اور خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کا صرف اردو ترجمہ پڑھ کر ہر شخص نہ صرف اسے سمجھ سکتا ہے بلکہ دین اور شریعت کے احکام پر ملکہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

۱۔ امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

بغیر علم کے قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنا اور اس کے معنیٰ میں کلام کرنا، ہر اس شخص پر حرام ہے جو اس کا اہل نہ ہو، اس بارے میں بکثرت احادیث وارد ہیں اور اس پر اجماع قائم ہے۔ (التبیان فی آداب حملۃ القرآن ص ۱۶۵)

۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ فِتَنًا يَكْثُرُ فِيهَا المَالُ وَيُفْتَحُ فِيهَا الْقُرْآنُ حَتَّى يَأْخُذَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنَافِقُ وَالرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالْعَبْدُ وَالْحُرُّ فَيُوشِكُ قَائِلٌ أَنْ يَقُولَ مَا لِلنَّاسِ لَا يَتَّبِعُونِي وَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ۔ [سنن ابی داود، رقم الحدیث ۴۶۱۱]

ترجمہ: تمہارے بعد فتنے ہونگے، ان فتنوں میں مال کی کثرت ہوگی اور قرآن کھولا جائے گا حتی کہ اسے مومن اور منافق، مرد اور عورت، چھوٹا اور بڑا، غلام اور آزاد سبھی پڑھیں گے۔ پس عن قریب کہنے والا کہے گا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ



میری پیروی نہیں کرتے حالانکہ میں قرآن پڑھتا ہوں۔
اس حدیث کو پڑھ کر نتیجہ اخذ کرنا قارئین کے لئے آسان ہوگا۔اور کچھ یہ ہی حال جناب مرزا صاحب کا ہے لوگوں کو قرآن کا نام لے کر بہکا رہے ہیں۔
ابن العربی المالکی لکھتے ہیں:
اور کبھی بعض لوگ بلا علم خود کو عالم گردانے لگتے ہیں (جیسا کہ مرزا صاحب (اور یہی وہ مقام ہے۔جہاں پہنچ کر ایسا غیر عالم شخص تاویلاتِ فاسدہ کے ذریعے اپنی خطا(غلطی (کو لوگوں پر مسلط کرتا ہے۔[عارضۃ الاحوذی ج ۶ ص ۶۸]
یہی حال کچھ مرزا صاحب ہے کہ وہ تراجم قرآن پڑھ کر،اپنی سمجھ کے مطابق آیات قرآنی کے معنی اور مطلب متعین کرتے ہیں اور انہیں تقریر اور تحریر کے ذریعے پھیلا رہے ہیں،،جس کے نتیجے میں ایک نئے فتنے اور فساد کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔
۳۔مرزا صاحب کا دعوی تو یہ ہے کہ ان کی تحریک مسلکی تعصب اور فرقہ واریت سے پاک ہے،مگر ان کا طرز عمل قدیم خوارج اور آج کل کے غیر مقلدین جیسا ہے،جو دھوکہ دینے کے لیے بظاہر تو لوگوں کو قرآن کریم کی دعوت دیتے ہیں،لیکن خوارج کی طرح ان الحکم الا للہ یعنی حکم صرف اللہ کا،کا نعرہ لگا کر،اپنی دعوت قبول کرنے والوں کے سوا باقی لوگوں کو مشرک،گمراہ یا قرآن کے مخالف کا خطاب دیتے ہیں۔مرزا صاحب نے اہل سنت کے رد میں وہ آیات بھی نقل کیں،جو کفار اور مشرکین کی مذمت میں نازل ہوئیں،اللہ تعالیٰ ایسوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ایسے لوگوں کے بارے میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَبو جَعفَر الطَّبرِيَ في كتاب تَهذِيب الآثار لَهُ ثَنَا يونس ثنا ابن وهب أَخبرنِي عَمرُو بنُ الحارِثِ أَنَ بكيرا حَدثهُ أنه سَأَلَ نَافِعا كَيفَ كَانَ رَأي ابن عمر فِي الحرورية قَالَ يراهم شرار خلق الله انطَلَقُوا إِلَى آيَات فِي الكفَّار فجعلوها في المؤمِنينَ
وَهَكَذَا ذكر ابن عبد البر في الاستذكار أَن ابن وهب رَوَاهُ في

جَامعه وَبَيَنِ أَن بكيرا هُوَ ابن عبد الله بن الأَشَج وَإِسنَاده صَحِيح۔[تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری جلد ۵ ص ۲۵۹]

ترجمہ : یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوارج کو تمام مخلوق میں سب سے بدتر سمجھتے تھے کیونکہ وہ ان آیات کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں، مومنین پر منطبق کرتے تھے [اور یوں ان پر کافر ومشرک کا فتویٰ لگاتے]۔

اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تغلیق التعلیق ص 259 جلد 5 پر صحیح کہا ہے۔

ہم نے مرزا صاحب کے اعتراضات کے جواب میں متعدد محدثین ومجتہدین، اسلاف اُمت کے حوالے پیش کیے ہیں، کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

" (اجماع امت) کو حجت ماننا در اصل قرآن وحدیث کا حکم ماننے میں ہی داخل ہے"۔

آئیے! اب انجینئر مرزا علی صاحب کے ان اعتراضات کی طرف چلتے ہیں جو انہوں نے اہل سنت پر کیے اور جنہیں اپنی دانست میں وہ ناقابل رد سمجھتے ہیں۔

اعتراض:

مرزا صاحب لکھتے ہیں: اللہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کی گمراہی و بربادی کی سب سے بڑی وجہ کا ذکر یوں فرمایا ہے: -

اتخذُوا أَحبَارَهُم وَرُهبَانَهُم أَربَابًا مِن دُونِ الله۔التوبة 31 :

ترجمہ آیت مبارکہ :ان (یہودی اور عیسائی (لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے درویش لوگوں اور علماء کو اپنا رب بنا لیا ہے۔[وحی چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی مانتے ہیں۔]

(اندھادھند پیروی کا انجام ص 1: عنوان: یہود ونصاریٰ کی گمراہی کی بڑی وجہ)

الجواب بعون الوہاب::

جناب مرزا علی صاحب نے اس مقام پر نامکمل آیت نقل کر کے، خود یہودیوں والا

طریقہ اختیار کیا ہے۔ مکمل آیت کچھ یوں ہے:

وَالمسِیحَ ابنَ مَرْیَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِیَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

ترجمہ مکمل آیت :ان (یہودی اور عیسائی) لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے درویش لوگوں اور علماء اور مسیح ابن مریم کو اپنا رب بنالیا ہے، حالانکہ ان کو حکم یہی ہوا تھا کہ ایک خدا کی بندگی کریں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ پاک ہے اس سے، جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

جناب مرزا صاحب نے اولاً تو آدھی بات بیان کی اور آدھی کھا گئے۔ پھر یہ کہ اس پر اپنی طرف سے جو بات بریکٹ میں لکھ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ [وحی چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی مانتے ہیں]۔ وہ ان کے دعوی کے لیے ناکافی ہے۔ کیونکہ اس آیت سے مرزا صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ درویش لوگوں اور علماء کے اقوال کو بالمقابل وحی کے ماننا کفر ہے۔ لیکن مرزا صاحب! ذرا یہ بھی بتائیے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات ماننا کفر وشرک ہے اور کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفر وشرک کا حکم کر سکتے ہیں؟!!! العیاذ باللہ۔ شاید اسی وجہ سے مرزا صاحب نے صراط یہود ونصاری اختیار کرتے ہوئے آدھی آیت کو چھپا دیا۔

ثانیاً :اس آیت مبارکہ سے مرزا صاحب کا مدعی کسی صورت پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس آیت کے باقی حصہ، جسے مرزا صاحب نے چھپالیا تھا۔ میں یہود ونصاری کی گمراہی کی یہ وجہ بیان کی گیہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا لیے تھے اور درویشوں، علماء اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو خدا بنالیا تھا۔ یہی ان کی گم راہی کا سبب تھا ورنہ رسول خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات ماننا تو عین اسلام تھا۔ غور فرمائیے! کہ مرزا صاحب کی ریسرچ کی زد سے رسول خدا بھی محفوظ نہیں۔ اور مرزا صاحب کی اس باطل تاویل کی وجہ سے پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات ماننا بھی گمراہی ٹھہرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ریسرچ اور تاویلات فاسدہ سے محفوظ فرمائے۔

○ ○ ○



﴿"شمالی ہوا" پرتحقیقی جائزہ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
علماء کا نظریہ: جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں، یہ غزوہ احزاب کا واقعہ ہے، رب عزوجل نے مدد فرمانی چاہی اپنے حبیب کی، شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے کہا بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں تو اللہ تعالی نے اس کو بانجھ کر دیا، اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا، پھر صبا سے فرمایا تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی، وہ گیئں اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا۔
[بریلوی: مولانا احمد رضا خان صاحب ملفوظات حصہ چہارم ص ۳۷۷ بک کارنر جہلم]
وحی کا نظریہ:
إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۔سورۃ یس : آیۃ82
ترجمہ :اس اللہ کا حکم تو ایسا نافذ ہے کہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہو جا، تو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔
(اندھادھند پیروی کا انجام ص 1 :رقم2)
اس مسئلہ پر غیر مقلد کے نام نہاد محقق زبیر علیزئی نے بھی اعتراض کیا ہے۔
اپنے رسالہ میں لکھتا ہے: "احمد رضا خان بریلوی کا یہ دعوی ہے کہ شمالی ہوا نے اللہ تعالی کا حکم نہیں مانا"۔(الحدیث شمارہ نمبر ۸۶ صفحہ ۳۰، الحدیث، شمارہ نمبر ۸۶ صفحہ ۳۲)

الجواب بعون الوھاب :

مرزا صاحب کا یہ اعتراض بغض اہل سنت میں اپنے غیر مقلدین اکابرین کی تقلید کا



ثبوت ہے۔کیونکہ یہ بات تو متعدد روایات اور مرو ایات سے ثابت ہے جس کو محدثین کرام نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ احزاب والی رات میں بادصباء نے بادِشمال سے کہا آؤ ہم دونوں رسول خدا کی مدد کریں، بادِشمال نے جواب میں بادِصبا سے کہا: ان الحرۃ لاتسیر باللیل، حرہ یعنی اصیل و آزاد عورت رات کو نہیں چلا کرتی۔ باد صباء نے کہا حق تعالیٰ تجھ پر غضب کرے۔اور اسے عقیم یعنی بانجھ بنادیا۔تو جس ہوا نے اس رات رسول اللہ کی مدد کی وہ بادِصبا تھی۔اسی لئے حضور نے فرمایا: میری مدد بادِصبا سے کی گئی اور قوم عاد دبور یعنی بادشمال سے ہلاک کی گئی۔

(مدارج النبوۃ 2/301)

امام زرقانی المالکی فرماتے ہیں:

روى ابن مردويه والبزار وغيرهما برجال الصحيح، عن ابن عباس قال :لما كانت ليلة الأحزاب قال الصبا للشمال :اذهبي بنا ننصر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت :إن الحرائر لا تهب بالليل، فغضب الله عليها، فجعلها عقيما، وأرسل الصبا، فأطفأت نيرانهم، وقطعت أطنابهم، فقال صلى الله عليه وسلم :"نصرت بالصبا وأهلكت عاد بالدبور".

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ 3/55)

اس روایت کو مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں ذکر کیا ہے۔

مفسر طبری نے اس روایت کو اپنی تفسیر میں سندا نقل کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ ثنا عَبْدُ الأَعْلَى، قَالَ ثنا دَاوُدُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ " قَالَتِ الْجَنُوبُ لِلشِّمَالِ لَيْلَةَ الأَحْزَابِ انْطَلِقِي

نَنصر رَسولَ اللہِ صَلیَ اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ الشِمالُ إِنَّ الحرَّةَ لَاتَسرِي بِاللَّيلِ، قَالَ فكَانَتِ الرِيحُ الَتِي أَرسِلَتْ عَلَيهِمُ الصَبَا"

(تفسیر الطبری 25/19،تفسیر خازن جلد 411/3،اللباب فی علوم الکتاب 510/15،السراج المنیر 223/3،تفسیر القرآن العظیم 344/5،معالم التنزیل فی تفسیر القرآن 321/6،الکشف والبیان عن تفسیر القرآن 11/8،تفسیر القرطبی 143/14، الهدایة إلی بلوغ النهایة فی علم معانی القرآن وتفسیرہ 5791/9)

محدثین کرام نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

امام الدینوری لکھتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحمدُ، نَا زَيدُ بنُ إِسماعِيلَ، نَا أَبِي، عَنْ بِشرِ بنِ المفَضَّلِ، عَنْ دَاوُدَ بنِ أَبِي هِندَ، عَنْ عِكرِمَةَ، قَالَ :لما كَانَتْ لَيلَةَ الأَحزَابِ قَالَتِ الجنوبُ لِلشَمالِ :انطَلِقِي بِنَا نمد رَسولَ اللہِ صَلیَ اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ. فقَالَتِ الشَمالُ :إِنَّ الحرَّةَ لاتَسرِي بِاللَّيلِ. فكَانَتِ الرِيحُ الَتِي أَرسِلَتْ عَلَيهِمُ الصَبَا۔

(المجالسة وجواہرالعلم 525/3 سندہ ضعیف)

علامہ ہیثمی لکھتے ہیں۔

وَعَنِ ابنِ عَبَاسٍ قَالَ :أَتَتِ الصَبَا الشَمالَ لَيلَةَ الأَحزَابِ، فقَالَ: مرِي حَتَى نَنصرَ رَسولَ اللہِ - صَلیَ اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ - فَقَالَتِ الشَمالُ :إِنَّ الحرَّةَ لَاتَسرِي بِاللَّيلِ، فكَانَتِ الرِيحُ الَتِي نُصرَ بِهَا رَسولُ اللہِ - صَلیَ اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الصَبَا. «رَوَاهُ البَزَّارُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَحِيحِ. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد 139/6)

علامہ ہیثمی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبدُ اللہِ بنُ سَعِيدٍ، ثنا حَفصُ بنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِكرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَاسٍ قَالَ :أَتَتِ الصَبَا الشَمالَ لَيلَةَ الأَحزَابِ،

فَقَالَتْ :مُرِّي حَتَّى نَنْصُرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ الشَّمَالُ :إِنَّ الحرَّةَ لا تَسْرِي بِاللَّيْلِ، وَكَانَتِ الرِّيحُ الَّتِي نُصِرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبَا. قَالَ الْبَزَّارُ : رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا وَصَلَهُ إِلَّا حَفْصٌ وَرَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَكَانَ ثِقَةً، يُقَالُ لَهُ :خَلَفُ بْنُ عَمْرٍو. (کشف الأستار عن زوائد البزار 336 / 2)

امام ابوالشیخ روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَابْنُ الْجَارُودِ، قَالُوا :حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :"أَتَتِ الصَّبَا الشَّمَالَ، فَقَالَتْ :مُرِّي حَتَّى نَنْصُرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتِ الشَّمَالُ :إِنَّ الْحُرَّةَ لَا تَسْرِي، فَكَانَتِ الرِّيحُ الَّتِي نُصِرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبَا"(العظمۃ 1346 / 4)

محدث بزار اپنی سند سے روایت نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثنا عَبد الله بن سَعِيد، قَال :حَدَّثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاوُد، عَنْ عِكْرِمَة، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِي اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ :أَتَتِ الصَّبَا الشَّمَالَ فَقَالَتْ :مُرِّي حَتَّى نَنْصُرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم فَقَالَتْ الشَّمالُ :إِنَّ الحرَّةَ لا تَسْرِي بِاللَّيْلِ فكَانَتِ الرِّيحُ الَّتِي نصر بِهارَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم الصَّبَا.

(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار 39/11)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

حدثنا عبد الله بن سعيد، ثنا حفص بن غياث، عن داود، عن عكرمة، عن ابن عباس قال((أتت الصبا الشمال ليلة الأحزاب،

فقالت :مر بی حتی ننصر رسول الله صلی الله علیه وسلم،
فقالت الشمال :إن الحرة لا تسیر باللیل، فکانت الریح التی
نصر بها رسول الله صلی الله علیه وسلم :الصبا۔
قال :رواه جماعة عن داود، عن عکرمة مرسلاً، ولا نعلم أحداً
وصله إلا حفص ورجل من أهل البصرة وکان ثقة یقال له
خلف بن عمر۔ وهذا صحیح۔
(مختصر زوائد مسند البزار 37/ 2)

ان مذکورہ بالا مفسرین ومحدثین کرام نے یہ روایت اگر اپنی کتب میں درج کی اور روایتاً لکھی تو اعتراض اعلی حضرت عظیم البرکت پر اعتراض کیوں اور کیسا؟ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اور انکی ہمنوا جماعت غیر مقلدین کا یہ اعتراض لغو اور باطل ہے۔



آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرش اور فرش سے افضل ہونا

اعتراض کے بارے میں تحقیق

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علماء کا نظریہ: 3 ذوالنون حضرت یونس علیہ السلام کا لقب ہے، کیونکہ آپ کچھ روز مچھلی کے پیٹ میں رہے۔۔۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس مچھلی کا پیٹ اللہ تعالیٰ کے عرش اعظم سے افضل ہے کہ ایک پیغمبر کا کچھ دن تجلی گاہ رہا۔ جب مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل ہو گیا تو حضرت آمنہ خاتون کا شکم پاک جس میں سیدنا الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو ماہ تک جلوہ افروز رہے وہ تو عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔

[بریلوی: مفتی احمد یار نعیمی صاحب شرح مشکوۃ جلد سوم ص 357]

وحی کا نظریہ: 3إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ [سورۃ الاعراف، آیت نمبر 54]

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں، پھر عرش اعظم پر جلوہ افروز ہوا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

الجواب بعون الوہاب:

مرزا صاحب نے اس آیت میں "استواء علی العرش" سے کیا مراد لیا ہے؟ یہ انہوں نے بظاہر صاف الفاظ میں بیان نہیں کیا لیکن سیاق کلام سے واضح ہوتا ہے کہ وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ، اللہ کریم، عرش عظیم پر بیٹھا ہوا ہے اور چونکہ عرش اس سے مس شدہ ہے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مس شدہ اشیاء کی بجائے عرش اعظم کو سب سے افضل ماننا چاہیے۔ مزید

مرزا صاحب کے اس دعوی سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالی کی پاک اور منزہ عن العیوب ذات کو "مجسم" مانتے ہیں۔العیاذ باللہ۔

اولا : یہ آیت،آیات مشابہات میں سے ہے،لہذا اس آیت میں کلام کرنا ممنوع ہے،چہ جائیکہ ایسی آیات کا کوئی معنی متعین کر کے اسے اپنے فاسد عقیدہ کے حق میں دلیل کے طور پر بیان کیا جائے۔ جبکہ قرآن کریم تو ایسوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں مرض ہے، جو آیات مشابہات کے ذریعے فساد کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی عقل کے مطابق مطلب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هو الذی انزل علیک الکتب منه أیت محکمت هن ام الکتب و أخر متشبهت فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله oومایعلم تاویله الا الله م و الراسخون فی العلم یقولون أمنا به کل من عند ربنا وما یذکرالااولوالالباب۔

وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہیں کتاب کی۔اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی،سو جن کے دل ہیں پھرے ہوئے وہ لگتے ہیں ان کے ڈھب والیوں سے،تلاش کرتے ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں اُن کی کل بیٹھانی۔اور اُن کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے،اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے،اور سمجھائے وہی سمجھے ہیں جن کو عقل ہے۔

(القرآن الکریم ۳/ ۷،موضح القرآن ترجمہ وتفسیر شاہ عبدالقادر ص ۱۲۱ تاج کمپنی لاہور ص ۶۲)

مرزا صاحب کے مقلدین کو توجہ کرنی چاہیے کہ یہ سمجھنا کہ ہر وہ شخص جو اپنی بات کے ثبوت کے لیے اپنی دانست کے مطابق قرآن وحدیث کا حوالہ پیش کر رہا ہے،اس کی وہ بات صحیح ہے، درست نہیں،کیونکہ اگر قرآن کریم کو سمجھنا اس قدر معمولی بات ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی کیا حاجت تھی؟ یونہی کلام رسول کے معانی ومطالب کو سمجھنا اور ان کے نتیجہ ومآل

تک پہنچنا اس قدر آسان ہوتا تو خود صحابہ کرام اپنے دینی معاملات کے حل کے لیے، فقیہ صحابہ کی طرف کیوں رجوع فرمایا کرتے؟ اور بشمول صحیح بخاری اور صحیح مسلم، کتب احادیث کی ان شروح کی کیا حاجت تھی؟ مزید یہ کہ یہاں کتنے ہی ایسے ہیں جو قرآنی آیت کا ترجمہ تک خود نہیں کر سکتے. بلکہ ترجمہ شدہ قرآن کریم کی مدد لیتے ہیں. کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ آیات واحادیث کے درست نتیجے تک صرف اپنی عقل کے بل بوتے پر پہنچ سکتے ہیں؟!

ہرگز ہرگز نہیں، جبکہ ان کا نتیجہ اسلاف کی رائے کے خلاف ہو۔ اگرچہ اس بات کو مرزا صاحب نے اپنے اس ریسرچ پیپر کے آخر میں نوٹ کے طور پر لکھا تو صحیح لیکن شاید اس پر غور نہیں کیا، کیونکہ اگر وہ اس بات پر غور کرتے تو ہرگز "استواء علی العرش" کا وہ خبیث مطلب نہ کرتے جو اُوپر بیان ہوا۔ آئیے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آیات مشابہات کے بارے میں اسلاف کیا فرماتے ہیں، اور پھر ہم "استواء علی العرش" کے بارے میں اسلاف کا مذہب بیان کریں گے:

اہلسنت کے دو مسلک آیاتِ مشابہات میں ہیں:

اول : اکثر نے فرمایا کہ جب یہ ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں، اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں، تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں؟! یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیات مشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعیین مراد میں خوض کرنے کو گمراہی بتایا، تو ہم حد سے باہر کیوں قدم دھریں؟! اسی قرآن کے بتائے حصے پر قناعت کریں کہ آمنا بہ کل من عند ربنا۔ (القرآن الکریم ۳ / ۷) جو کچھ ہمارے مولی کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے محکم متشابہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔

یہ مذہب جمہور آئمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم واولی ہے، اسے مسلک تفویض وتسلیم کہتے ہیں۔ ان ائمہ نے فرمایا : استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالی کی ایک صفت ہے، لیکن کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے وراء ہیں، اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے۔

دوم : بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے محکم اور مشابہ دو قسمیں فرما کر محکمات

کوھن ام الکتب (القرآن الکریم ۳/ ۷) فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے، تو آیہ کریمہ نے تاویل متشابہات کی راہ خود بتادی اور ان کی ٹھیک معیار ہمیں سمجھا دی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمات کے مطابق آجائیں اور فتنہ وضلال و باطل ومحال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر یقین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت محکمات سے بری ومنزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج۔

اب آئیے متذکرہ بالا آیت کی تشریح کے بارے میں، دیکھئے اسلاف اس بارے میں کیا فرماتے ہیں:

۱۔ معالم التنزیل میں ہے:

اما اھل السنة یقولون الاستواء علی العرش صفة اللہ تعالٰی بلا کیف یجب علی الرجل الایمان به ویکل العلم فیه الی اللہ عز وجل۔ (معالم التنزیل تحت الآیۃ ۷/ ۲۵۴/ ۱۳۷)

یعنی رہے اہلسنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش پر استواء اللہ عزوجل کی ایک صفت بے چونی وچگونگی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اُس پر ایمان لائے اور اس کے معنی کا علم خدا کو سونپے۔

۲۔ امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں:

الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضی اللہ تعالٰی عنھم کانو الایفسرونہ ولایتکلمون فیه کنحو مذھبھم فی امثال ذٰلک۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی استوی ۲/ ۱۵۰)

ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالٰی عنہم استواء کے کچھ معنی نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے جس طرح تمام صفات متشابہات میں اُن کا یہی مذہب ہے۔

۳۔یحیی بن یحیی سے روایت کی:

کنا عند مالک بن انس فجاء رجل فقال یا ابا عبدا الله الرحمن علی العرش استوی فکیف استوی؟ قال فاطرق مالک راسه حتی علاہ الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والایمان به واجب، والمسؤل عنه بدعة، وما اراک الامبتدعا فامر به ان یخرج۔

(کتاب الاسماء والصفات ۲/ ۱۵۰و۱۵۱)

ہم امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابوعبداللہ! رحمن نے عرش پر استواء فرمایا یہ استواء کس طرح ہے؟ اس کے سنتے ہی امام نے سر مبارک جھکا لیا یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہوگیا۔ پھر فرمایا: استواء مجھول نہیں اور کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض اور اس سے استفسار بدعت اور میرے خیال میں تو ضرور بدمذہب ہے۔ پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

۴۔عبداللہ بن صالح بن مسلم سے روایت کی:

سئل ربیعة الرأی عن قول الله تبارک وتعالی الرحمن علی العرش استوی کیف استوی؟ قال الکیف غیر معقول والا ستواء غیر مجھول ویجب علی وعلیک الایمان بذلک کله۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/ ۱۵۱)

یعنی امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمن استاذ امام مالک سے جنہیں بوجہ قوت عقل و کثرت قیاس ربیعۃ الرائے لکھا جاتا یہی سوال ہوا۔ فرمایا کیفیت غیر معقول ہے اور اللہ تعالی کا استواء مجھول نہیں اور مجھ پر اور تجھ پر ان سب باتوں پر ایمان لانا واجب ہے۔

۵۔امام احمد بن ابی الحواری امام سفیان بن عیینہ سے روایت کی کہ فرماتے:

ماوصف الله تعالٰی من نفسه فی کتابه فتفسیره تلاوته والسکوت علیه۔

یعنی اس قسم کی جتنی صفات اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اپنے لیے بیان فرمائی ہیں ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہیے۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۱۵۱)

۶۔اسحٰق بن موسٰی انصاری نے کہا کہ:

لیس لاحد ان یفسره بالعربیة و لا بالفارسیة۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۴۲)

کسی کو جائز نہیں کہ عربی میں خواہ فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔

۷۔حاکم سے روایت کی انہوں نے امام ابوبکر احمد بن اسحٰق بن ایوب کا عقائد نامہ دکھایا جس میں مذہب اہلسنت درج تھا اس میں لکھا ہے:

الرحمن علی العرش استوی بلا کیف

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۱۵۲)

رحمن کا استواء بیچون وبیچگون ہے۔

۸۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ،امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے:

والاثار عن السلف فی مثل هذا کثیرة وعلٰی هذه الطریقة یدل مذہب الشافعی رضی الله تعالی عنه والیها ذهب احمد بن حنبل والحسین بن الفضل البلخی ومن المتاخرین ابو سلیمن الخطابی۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ۲/۱۵۲)

یعنی اس باب میں سلف صالح سے روایات بکثرت ہیں اور اس طریقہ سکوت پر ایمان شافعی کا مذہب دلالت کرتا ہے اور یہی مسلک امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بلخی اور متاخرین سے امام ابوسلیمن خطابی کا ہے۔

الحمدللہ امام اعظم سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمہ ثلثہ سے یہ موجود ہیں، ثابت ہوا کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ استواء کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں امام خطابی سے نقل کرتے ہیں۔

ونحن احری بان لا نتقدم فیما تأخر عنه من هو اکثر علما و اقدم زمانا وسنا، ولکن الزمان الذی نحن فیه قد صار اهله حزبین منکر لما یروی من نوع هذه الاحادیث راسا و مکذب به اصلا، وفی ذلک تکذیب العلماء الذین ردوا هذه الاحادیث وهم ائمة الدین ونقلة السنن والواسطة بیننا وبین رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم، والطائفة الاخری مسلمة للروایة فیها ذاهبة فی تحقیق منها مذهبا یکاد یفضی بهم الی القول بالتشبیه ونحن نرغب عن الامرین معاً، ولا نرضی بواحد منهما مذهبا، فیحق علینا ان نطلب لما یرد من هذه الاحادیث اذا صحت من طریق فالنقل والسند، تاویلا یخرج علی معانی اصول الدین ومذاہب العلماء ولا تبطل الروایة فیها اصلا، اذا کانت طرقها مرضیة ونقلتها عدولا۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی باب ماذکر فی القدم ۲/۸۶)

یعنی جب اُن ائمہ کرام نے، جو ہم سے علم میں زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے، متشابہات میں سکوت فرمایا تو ہمیں بھی ساکت ہی رہنا چاہیے اور ہمارے زیادہ لائق یہی ہے کہ ہم ان کے معانی کے بارے میں کچھ نہ بولیں۔ مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے، ایک تو اس قسم کی حدیثوں کو سرے سے رد کرتا اور جھوٹ بتاتا ہے، اس میں علمائے رواۃ احادیث کی تکذیب لازم آتی ہے، حالانکہ وہ دین کے امام ہیں اور سنتوں کے

ناقل اور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک ہمارے وسائط ورسائل۔اور دوسرا گروہ ان روایتوں کو مان کران کے ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا کلام اللہ عزوجل کو خلق سے مشابہ کر دینے تک پہنچانا چاہتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند ہیں، ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر راضی نہیں، تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس بات میں جو صحیح حدیثیں آئیں اُن کی وہ تاویل کر دیں جس سے ان کے معنی اصول عقائد وآیات محکمات کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء ثقات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں۔

یوں مرزا صاحب کے دعوی کی وہ دیوار جس کی بنیاد انہوں نے اپنی عقل کے مطابق ایک آیت سے غلط استدلال پر رکھی تھی، دھڑام سے زمین بوس جاتی ہے۔لہذا مرزا صاحب کو چاہیے کہ آئندہ کچھ کہنے سے پہلے اسلاف رحمہ اللہ المبین کے کلام کا مطالعہ کرلیا کریں، کہ اہل سنت سے عناد کی بنا پر کچھ ایسا نہ لکھ دیں جس سے سابقہ امت اور ائمہ ومحدثین کو گم راہ ٹھہرانا لازم آئے۔

دوم :

ہم اس مسئلہ کی مزید وضاحت اور مرزا صاحب کے دجل وفریب کے رد کے لیے اسلاف میں سے علماء ومحدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ جو بات سیدی امام احمد رضا خان اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہما نے فرمائی اور ان کی اپنی اختراع ہرگز نہیں، بلکہ سلف سے یہ عقیدہ امت میں متوارث ہے، لیکن مرزا صاحب کا صرف ان دو حضرات کو مورد الزام ٹھہرنا، یا تو مرزا صاحب کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے، یا ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔آئیے ملاحظہ فرمائیے:

❁ امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی، تفسیر کبیر میں درج ذیل آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین۔(القرآن الکریم ۲۱/۱۰۷)

اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔
تفسیر لما کان رحمۃ للعالمین لزم ان یکون افضل من کل الغلمین
۔قلت وادعاء التخصیص خروج عن الظاھر بلادلیل وھو
لایجوز عند عاقل فضلا عن فاضل واللہ الھادی۔
جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے
افضل ہوں ۔میں کہتا ہوں تخصیص کا دعویٰ کرنا ظاہر سے بلادلیل خروج ہے
اور وہ کسی عاقل کے نزدیک جائز نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل کے نزدیک۔اور اللہ
تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔
(مفاتیح الغیب[التفسیر الکبیر]تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۶۵)

محدث ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
وقع الاجماع علی تفضیل ماضم الاعضاء الشریفۃ حتی علی
الکعبہ۔
ترجمہ:اس بات پر اجماع ہے کہ جو حصہ جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے،وہ ہر چیز سے
افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہے۔
(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۳۱۵)

محدث خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
بل ھی افضل من السموات والعرش والکعبۃ۔
بلکہ یہ(زمین کا حصہ جو نبی کریم ﷺ کے جسم کے ساتھ مس کیا ہوا
ہے) آسمانوں،عرش اور کعبہ سے بھی افضل ہے۔
(نسیم الریاض شرح الشفا،ج ۳ ص ۵۳۱)

علامہ سمہودی نقل کرتے ہیں۔
'وقال التاج الفاکھي :قالوا :لا خلاف أن البقعة التي ضمت
الأعضاء الشريفة أفضل بقاع الأرض على الإطلاق حتى

موضع الكعبة"۔
"شیخ تاج الدین الفاکہی فرماتے ہیں کہ علماء کااس بات پر اتفاق ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مقدسہ کے ساتھ جوجگہ ملی ہوئی ہے وہ ہر شئے سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے"۔
(وفاءالوفاباخبار دارالمصطفیٰ ج۱ص۲۸)

❁ ابن الحاج المالکی فرماتے ہیں۔
"أَلا تَرَى إِلَى مَا وَقَعَ مِنَ الْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ أَفْضَلَ الْبِقَاعِ الْمَوْضِعُ الَّذِي ضَمَّ أَعْضَاءَهُ الْكَرِيمَةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ، وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - أَفْضَلُ مِنَ الْكَعْبَةِ وَغَيْرِهَا"۔
کیا تو نہیں جانتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ جس جگہ آپ ﷺ کا جسد اقدس مس ہے وہ تمام کائنات کی جگہوں سے افضل ہے، حتیٰ کہ کعبہ وغیرہ سے بھی افضل ہے"۔(المدخل لابن الحاج : ص۲۵۷)

❁ علامہ محدث سبکی فرماتے ہیں۔
"كَمَا حَكَى الْقَاضِي عِيَاضُ الْإِجْمَاعَ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ الْمَوْضِعَ الَّذِي ضَمَّ أَعْضَاءَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا خِلَافَ فِي كَوْنِهِ أَفْضَلَ وَأَنَّهُ مُسْتَثْنًى مِنْ قَوْلِ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ مَكَّةَ أَفْضَلُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَنَظَمَ بَعْضُهُمْ فِي ذَلِكَ : وَرَأَيْتُ جَمَاعَةً يَسْتَشْكِلُونَ نَقْلَ هَذَا الْإِجْمَاعِ"۔
قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر سے جوجگہ ملی ہوئی ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ۔شافعیہ، حنفیہ اور حنابلہ مکہ کو افضل قرار دیتے ہیں البتہ مالکیہ مدینہ کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ اختلاف قبر مبارک کو چھوڑ کر ہے۔ جس پر تمام جماعتوں کااجماع ہے"۔(فتاویٰ السبکی : ج۱ص۲۷۹)

امام زین الدین المراغی الشافعی فرماتے ہیں۔

"واجمعوا على ان الموضع الذى ضم اعضاء الرسول المصطفى ﷺ المشرفة افضل بقاع الارض حتى موضع الكعبة كما قاله القاضى عياض وابن عساكر"۔

اس پر اجماع ہے کہ وہ جگہ جو نبی اکرم ﷺ کے اعضاء مبارکہ کے ساتھ مس ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ سے بھی جیسا کہ امام قاضی عیاض اور ابن عساکر نے کہا ہے"۔

(تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ : ص ۱۰۴)

محدث سخاوی فرماتے ہیں۔

مع الإجماع على أفضلية البقعة التي ضمته صلى الله عليه وسلم، حتى على الكعبة المفضلة على أصل المدينة، بل على العرش، فيما صرح به ابن عقيل من الحنابلة۔ ولا شك أن مواضع الأنبياء وأرواحهم أشرف مما سواها من الأرض والسماء، والقبر الشريف أفضلها، لما تتنزل عليه من الرحمة والرضوان والملائكة، التي لا يعملها إلا مانحها، ولساكنه عند الله من المحبة والاصطفاء ماتقصر العقول عن إدراكه"۔

وہ ٹکڑا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے ساتھ ضم ہے اس کی افضلیت پر اجماع ہے حتیٰ کہ کعبہ سے بھی افضل ہے جو اصل شہر مدینہ [سوائے اس حصے کے جہاں آنحضرت مدفون ہیں اس] سے فضیلت میں زیادہ ہے۔ بلکہ عرش سے بھی زیادہ۔ اس کی تصریح علمائے حنابلہ میں سے ابن عقیلؒ نے کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء کی مقیم گاہیں اور روح اشرف ہیں زمین و آسمان کی تمام چیزوں سے۔ اور ان کی قبریں بھی افضل ہیں"۔

(التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ السخاوی : ج ۱ ص ۴۲)

❁ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

قَالَ الْعلماء محل الخلاف في التَّفْضِيل بَيْن مَكَّة وَالمدينة في غير قَبره صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أما هُوَ وَأفضل الْبِقَاع بِالْإِجماع بلة أفضل من الْكَعْبَة بل ذكر ابْن عقيل الحنْبَلِي أَنه أفضل من الْعَرْش"۔

"وَبِأَن الْبقْعَة الَّتِي دفن فِيهَا أفضل من الْكَعْبَة وَالْعرش" کا باب رقم کرنے کے بعد فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی قبر اطہر سب روئے زمین سے افضل ہے اور اس بات پر امت کا اجماع ہے، بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ امام ابن عقیل حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ قبر اطہر عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے"۔

(الخصائص الکبری لل إمام السیوطی: ج ۲،ص ۳۵۱)

❁ محدث قسطلانی نقل کرتے ہیں۔

'وأجمعوا على أن الموضع الذي ضمَّ أعضاءه الشريفة -صلى الله عليه وسلم- أفضل بقاع الأرض، حتى موضع الكعبة، كما قاله ابن عساكر والباجي والقاضي عياض، بل نقل التاج السبكي كما ذكره السيد السمهودي في "فضائل المدينة"، عن ابن عقيل الحنبلي -:إنها أفضل من العرش، وصرح الفاكهاني بتفضيلها على السماوات ,ولفظه :وأقول أنا :وأفضل من بقاع السماوات أيضا۔ ولم أر من تعرض لذلك، والذي أعتقده لو أن ذلك عرض على علماء الأمة لم يختلفوا فيه، وقد جاء أن السماوات شرفت"۔

اور اس پر اجماع ہے کہ وہ مقام جو أعضاء الشریفۃ سے ملے ہوئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افضل ہیں باقی زمین سے حتیٰ کہ کعبہ سے بھی جیسا کہ ابن عساکرہ، الباجی اور قاضی عیاض نے کہا بلکہ التاج السبکی کہتے ہیں کہ السید السمہودی نے

کتاب میں ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا ہے کہ یہ تو عرش سے بھی افضل ہے اور الفاکہانی نے صراحت کی ہے کہ سات آسمانوں سے بھی افضل ہے"۔
(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ: ج ۴،ص ۶۰۲)

❁ ابن حجر مکی الشافعی فرماتے ہیں۔

وهي كبقية الحرم أفضل الأرض عندنا وعند جمهور العلماء للأخبار الصحيحة المصرحة بذلك وما عارضها بعضه ضعيف وبعضه موضوع كما بينته في الحاشية ومنه خبر "إنها أي المدينة أحب البلاد إلى الله تعالى" فهو موضوع اتفاقا، وإنما صح ذلك منغير نزاع فيه في مكة إلا التربة التي ضمت أعضاءه الكريمة صلى الله عليه وسلم فهي أفضل إجماعا حتى من العرش"۔

اور یہ کہ حرم کعبہ میرے اور اخبار صحیحہ صریحہ سے جمہور کے نزدیک تمام زمین سے افضل ہے اور جو چند دلیلیں اس کے معارض ہیں ان میں سے بعض ضعیف ہیں اور بعض موضوع مثلاً حاشیہ میں جو دلیل ہے" إنها أي المدينة أحب البلاد إلى الله تعالى" یہ بالاتفاق موضوع ہے ۔لیکن اس طرح کی خبریں مکہ [کی فضیلت] کے بارے میں بلااختلاف درست ہیں سوائے اس مٹی کی فضیلت کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مقدسہ کے ساتھ مس ہے حتیٰ کہ عرش سے بھی ،یہ فضیلت اجماع سے ثابت ہے"۔(تحفۃ المحتاج : ج۵،ص ۱۱۲)

❁ علامہ برہان الدین الحلبی شافعی لکھتے ہیں۔

'قام الاجماع ان هذا الموضع الذى ضم اعضاء الشريفةﷺ افضل بقاع الارض حتى موضع الكعبة الشريفة قال بعضهم وافضل من بقاع السموٰت حتى من العرش"۔

جہاں تک مدینہ کے مقابلے میں مکہ کی افضلیت کی بحث ہے تو اس سے

مراد اس جگہ کے علاوہ مدینہ کے دوسرے حصے ہیں جہاں آنحضرت ﷺ آرام فرمارہے ہیں کیونکہ جہاں تک مزار مبارک کی جگہ کا تعلق ہے تو اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ وہ روئے زمین کا سب سے افضل حصہ ہے بلکہ یہاں تک کہ عرش اور کرسی سے بھی زیادہ افضل جگہ ہے"۔

(سیرۃ حلبیہ [اردو] :ج ۲ ص ۸۵)

✿ علامہ سید آلوسی فرماتے ہیں۔

ان الامكنة والازمنة كلهامتساوية فى حدذاتهالايفضل بعضهابعضاالاّ بمايقع فيهامن الاعمال ونحوهاوزادبعضهم اويحل لتدخل البقعة التى ضمته ﷺ فانهاافضل البقاع الارضية والسماوية حتى قيل وبه اقول انهاافضل من العرش"۔

بے شک تمام زمانے اور مقامات میں اپنی ذات کے اعتبار سے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے، مگر وہ مقام الگ ہے جس میں اچھے اعمال وغیرہ کیے جائیں یا زمین کی وہ جگہ جو آپ ﷺ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یہ قبر اطہر زمین و آسمان کے سب خطوں سے افضل ہے یہاں تک بھی کہا گیا ہے اور میں (علامہ آلوسیؒ) بھی اسکا قائل ہوں کہ قبر اطہر عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے"۔(تفسیر روح المعانی :ج ،سورۃ مومنوں،آیت،ص)

✿ سید علوی مالکی لکھتے ہیں۔

"أن موضع قبره الشريف ﷺ أفضل بقاع الأرض، وهو أفضل الخلق وأكرمهم على الله تعالى --- فاذا تقرر أنه أفضل المخلوقين وأن تربته أفضل بقاع الأرض"۔

آپ ﷺ کی قبر شریف روئے زمین میں سب سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل اور اکرم ہیں۔ کیونکہ

آپ ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں لہٰذا وہ مٹی بھی تمام مٹی سے افضل ہوئی"۔

(منہج السلف فی فہم النصوص بین النظریۃ والتطبیق : ص ۶۴)

ماننے والوں کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے لیکن کیا کریں مرزا صاحب جیسے لوگ اس وقت تک نہیں مانتے جب تک ان کے اپنے کسی کا حوالہ نہ دیکھ لیں، ویسے مانتے تو پھر بھی نہیں البتہ وقتی طور پر خاموش ہو جاتے ہیں، مرزا صاحب! کے اطمنان نفس کے لیے ان کے اپنے گھر کا حوالہ ملاحظہ کیجئے، شاید یہ مان ہی جائیں،

❁ ابن قیم، ابن عقیل کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

إن أردت مجرد الحجرة فالكعبة أفضل وإن أردت وهو فيها فلا والله ولا العرش وحملته ولا جنة عدن ولا الأفلاك الدائرة لأن بالحجرة جسدالو وزن بالكونين لرجح۔

ترجمہ: اگر تمہاری مراد محض حجرہ نبوی ﷺ سے ہے تو کعبہ افضل ہے، اور اگر تمہاری مراد بشمول جسد اطہر ہے، تو خدا کی قسم! نہ ہی عرش، نہ حاملین عرش اور نہ ہی گردش کرنے والے افلاک، کوئی بھی چیز اس سے افضل نہیں ہے؛ کیونکہ روضہ مبارکہ میں ایک ایسا جسد اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کے ساتھ بھی اسے تولا جائے (وزن کیا جائے) تو وہ بھاری رہے۔

(بدائع الفوائد ج ۳ ص ۱۰۶۵)

غیر مقلد داود غزنوی صاحب کا حوالہ

❁ مذکورہ قول کو غیر مقلد عالم داود غزنوی نے بھی بیان ہے، ملاحظہ کریں سوانح داود غزنوی ص ۳۴۶۔

جناب والا! اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ غیر مقلد عالم داود غزنوی کے نام بھی گستاخوں میں شامل کرتے ہیں یا پھر آپ کی دشمنی صرف اہل سنت کے ساتھ ہے۔



﴿"یاجنید یاجنید" کا تحقیق جائزہ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ : ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اسے پار جانے کی ضرورت تھی، کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا۔ عرض کی : میں کس طرح آؤں فرمایا : یاجنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا ، کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یاجنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا : حضرت میں چلا، فرمایا وہی کہہ یاجنید یاجنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی۔ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا : ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

[بریلوی: مولانا احمد رضا خان صاحب ملفوظات حصہ اول ص ۹۷ بک کارنر جہلم]

وحی کا فیصلہ : سیدنا عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : اے بیٹے تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ کے حقوق کا خیال رکھا تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اذا سالت فا سال الله و اذا استعنت فاستعن بالله۔ (ترجمہ: جب تو سوال کرے تو صرف اللہ سے کرنا اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کرنا (اور جان لے کہ اگر پوری امت بھی



جمع ہو کر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ چاہے۔اور اگر پوری امت بھی جمع ہو کر تجھے نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر جو اللہ چاہے (تقدیر لکھنے کے بعد) قلم اٹھ گے ل اور صحیفے خشک ہو گے ب۔[نوٹ امام ترمذی نے اس کی سند کو حسن صحیح کہا ہے].[جامع ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ حدیث نمبر 2516]

الجواب بعون الوھاب:

عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو ملفوظات پر اعتراض کیا ہے وہ تحقیق کے خلاف ہے۔کیونکہ فتاویٰ رضویہ کے مقابل میں ملفوظات کی عبارت قابل قبول نہیں ہے۔خود مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان نے ملفوظات میں اغلاط اور کاتب کی غلطیوں پر اظہار برہمی اور ناپسندیگی کا اظہار کیا ہے۔کیونکہ ناشرین ملفوظات چھاپ رہے ہیں مگر اس کی تصحیح کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔لہذا فتاوی رضویہ جو کہ مدون ہے اس کے مقابلے میں ملفوظات کو وہ مقام حاصل نہیں جو کہ ایک مصنف کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ہوتی ہے۔اور یہ یاد رہے کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت ان کی اپنی تصنیف نہیں بلکہ ان سے سنے ہوئے مسائل کو علماء نے وقتاً فوقتاً لکھا جس میں تغیر اور تبدیلی کے امکانات ہمیشہ رہتے ہیں۔لہذا اگر کوئی مسئلہ یا فتوی، فتاویٰ رضویہ کے خلاف، ملفوظات میں نقل ہو تو اس کی تحقیق لازم ہے اور راجح قول فتاوی رضویہ کا ہی قرار پائے گا کیونکہ ملفوظات میں متون کی اغلاط بہت زیادہ ہیں۔جس کی وجہ کاتب کی غلطی یا سہو ہے۔لہذا ملفوظات پر اعتراض کرنا کوئی تحقیقی کام نہیں۔

جبکہ اسی عبارت کے برعکس اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات میں اس سوال کا جواب کچھ یوں دیتے ہیں۔

مسئلہ :۲۴۵[از شفاخانہ فرید پور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن پتمبر پور مسئولہ عظیم اللہ کمپوڈر ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ]

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے انہوں نے سفر کیا،



راستے میں ایک دریا پڑااس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کر دیجئے، تب ان بزرگ کامل نے کہاتم میرے پیچھے یا جنید یاجنید کہتے چلو اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا، درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا، اس وقت ان بزرگ نے کہا کہ تو اللہ اللہ مت کہہ یاجنید یاجنید کہہ، تب اس آدمی نے یاجنید یاجنید کہاجب وہ نہیں ڈوبا۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ اور بزرگ کامل کے لئے کیاحکم ہے اور آدمی کے لئے کیاحکم ہے؟بیّنوا توجروا۔

الجواب :

یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملابلکہ دجلہ ہی کے پار جانا تھا، اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا، اور یہ محض افترا ہے کہ انہوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یاجنید کہنا خصوصاً حیات دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کرسکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت سیدالطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حکم پوچھنا کمال بےادبی وگستاخی ودریدہ دہنی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ جلد۲۶ صفحہ ۴۳۵_۴۳۶)

جب اعلیٰ حضرت کااس بات کی تردید میں فتویٰ موجود ہے تو پھر ان پر الزام جہالت کے سواء اور کچھ بھی نہیں۔

مزید یہ کہ اگر بالفرض یہ واقعہ ملفوظات میں مان بھی لیا جائے تو کیااس واقعہ کونقل کرنے سے اعلیٰ حضرت قرآن وسنت کی مخالفت کرتے ہیں تو پھر جن بزرگ ہستی [حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ] کا یہ قول ہے ان کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہوگا؟ ذرا ہوش سنبھال کر جواب دینا جناب۔



حضرت جنید بغدادی کا محدثین کے نزدیک مقام

ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی غصہ نکالنے کے لیے ولی کامل اور بابرکت ہستی پر کوئی اعتراض نہ کردے۔ اس لیے محدثین سے ان کے بارے چند اقوال پیش خدمت ہیں۔

۱۔محدث ابی شھبہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الإمَام الْعلم في طَرِيقَة التصوف وَإِلَيْهِ المرجع في السلوك في زَمَانه وَبعده۔ (طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۷۶)

۲۔محدث سبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سيد الطَّائِفَة ومقدم الجماعَة وَإِمَام أهل الخرقة وَشَيخ طَرِيقَة التصوف وَعلم الأَوْلِيَاء فی زَمَانه وبهلوان العارفين۔
(طبقات الکبریٰ الشافعیہ ج ۲ ص ۲۶۰)

۳۔محدث ابن کثیر فرماتے ہیں:

وهو الامام العالم في طريقة التصوف، وإليه المرجع في السلوك في زمانه وبعده، رحمه الله۔ (طبقات الشافعین ج ۱ ص ۱۶۸)

۴۔محدث ابن المناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَمِعَ الكَثِيرَ، وَشَاهَدَ الصَالحينَ وَأَهْلَ المعْرِفَةِ، وَرُزِقَ الذَّكَاءَ وَصَوَابَ الجوَابِ. لم يرَ في زَمَانِهِ مِثْلَهُ في عِفَّةٍ وَعُزُوفٍ عَنِ الدُّنْيَا.
(تاریخ بغداد ۳۷۳۹)

۵۔محدث خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

وصار شيخ وقته، وفريد عصره في علم الأحوال والكلام على لسان الصوفية، وطريقة الوعظ، وله أخبار مشهورة وكرامات مأثورة. (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۲۴۹)

۶۔علامہ الدوردی المالکی فرماتے ہیں:

وكان شيخ وقته، وفريد عصره، وكلامه في الحقيقة مدون

مشہور۔(تاریخ المفسرین ج ا ص ۱۲۹)

۷۔محدث علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

كان شيخ العارفين وقدوة السائرين، وعلَم الأولياء في زمانه، رحمه الله عليه. (تاریخ الاسلام ج ۶ ص ۹۲۴)

۸۔علامہ خلدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم نر في شيوخنا مَن اجتمع له علمٌ وحالٌ غير الجنَيد، كانت له حالٌ خطيرة وعلمٌ غزير۔[(تاریخ الاسلام ج ۶ ص ۹۲۶)

۹۔محدث سمعانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وصار شيخ وقته، وفريد عصره، في علم الاحوال، والكلام على لسان الصوفية، وطريقة الوعظ۔(الانساب ج ۴ ص ۵۵۶)

۱۰۔علامہ ابن قنفذ (۸۰۹ھ) لکھتے ہیں۔

إمام الطائفة الصوفية أبو القاسم الجنيد البغدادي نفعنا الله تعالى بركاته۔(الوفیات لابن قنفذ ج ا ص ۱۹۶)

۱۱۔محدث سمعانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وصار شيخ وقته، وفريد عصره، في علم الاحوال، والكلام على لسان الصوفية، وطريقة الوعظ۔(الانساب ج ۴ ص ۵۵۶)

۱۲۔ایک غیر مقلد عالم غلام رسول قلعوی صاحب لکھتے ہیں کہ

میرے عقیدے کے رو سے وہ [غیر مقلد عالم عبداللہ غزنوی] جنید کے مثل اور حضرت بایزید کی مانند ہیں۔

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ص ۴۵۱۔۴۵۲)

مذکورہ تحقیق کے بعد بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی اعتراض کرے تو اس کو شرم وحیا ضرور کرنی چاہیے کیونکہ محدثین نے تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی زبردست توثیق یا تعریف کی ہے اگر اعتراض کرنا ہے تو پھر ان محدثین کرام پر کیجئے۔

﴿حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا مقام ابن تیمیہ کی نظر میں﴾

مخالفین اولیاء کے ان کے معتمد عالم اور شخصیت ابن تیمیہ کے چند حوالہ پیش خدمت ہیں۔

1-ابن تیمیہ لکھتا ہے۔
جنید بغدادیؒ اوران جیسے دیگر شیوخ آئمہ ہدی ہیں اور جو اس بارے میں ان کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے۔(مجموع الفتاوی جلد 5ص 321)

2-اپنی کتاب الفرقان میں مخالفین کے شیخ الاسلام نے جنید بغدادی کو ائمہ ہدی میں کہا۔
(الفرقان صفحہ 98)

3-ابن تیمیہ ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے۔
صوفیاء میں سے جو بھی شیخ جنید بغدادیؒ کے مسلک پر چلے گا وہ ہدایت ونجات وسعادت پائے گا۔(مجموع الفتاوی جلد 14 ص355)

ابن تیمیہ تو اپنی تحریر میں حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کو ائمہ ہدی لکھے تو صحیح،جومخالفت کرے وہ گمراہ،مسلک پر چلنے والا ہدایت پائے لکھا ہے۔مگر مخالفین تو دن رات حضرت جنید بغدادی کے اس قول کو لے کر صوفیاء کرام پر طعن وتشنیع کو ہی اپنا سرمایہ سمجھتے ہیں۔اہل سنت وجماعت کے علماء صوفیاء کی عظمت کے قائل ہوتو انہیں کتابی کی بجائے بابی کہہ کر تبرا کیا جاتا ہے۔مگر دوسرے مقام پر ان کا ممدوح ابن تیمیہ صوفیاء کی عظمت وشان بیان کرے تو وہ ان کا شیخ الاسلام اور عظیم محدث؟

الزامی جواب:

مزید عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب کو صرف اکابر اہل سنت ہی ملے ہیں اعتراض کرنے کے لیے اور اس کے برعکس وہ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ وہ تمام مکاتب فکر سے اختلاف رکھتے ہیں۔مگر انھوں نے اپنے پورے پوسٹر میں ایک جگہ بھی غیر مقلدین کے خلاف نہیں لکھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب غیر مقلدین حضرات کے بغل بچے ہیں۔اگر مرزا

صاحب میں دم خم ہے تو پھر گمراہی کا فتویٰ ذرا غیر مقلدین کے جید عالم جناب مولانا غلام رسول قلعہ میاں سنگھ پر بھی لاگو کر کے بتائیں۔

قارئین کرام! اب ذرا مولانا غلام رسول قلعہ میاں سنگھ صاحب غیر مقلد کی ایک کرامت ملاحظہ کریں۔

ایک دفعہ صدر الدین و سرفراز مالکان سدہ کمبوہ بمع حافظ غلام محمد صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے زمین کا بہت سا حصہ دریا نے لے لیا ہے اور قریب ہے کہ ہماری تمام زمین دریا برد ہو جائے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔ تینوں صاحب دو روز قلعہ میاں سنگھ میں رہے۔ وقت رخصت مولوی صاحب نے فرمایا کہ دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر بآواز بلند کہنا۔ یا ملائکۃ اللہ السلام علیکم من غلام رسول قلعہ والا اور سورہ یسین تین روز پڑھنا۔ تینوں شخص کا بیان ہے کہ جب ہم نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر حسب فرمان مولانا صاحب کا سلام پہنچایا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے دریا ہٹنا شروع ہو گیا اور طغیانی بالکل جاتی رہی۔ ہم حیرانی سے دیکھتے رہے دریا کا یک لخت ہٹنا شروع ہونا بڑا تعجب خیز امر تھا۔ سورہ یسین پڑھنے سے دریا بالکل ہٹ گیا اور اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

[سوانح حیات غلام رسول ص ۱۱۵]

میرے خیال میں اس واقعے کو لکھنے کے بعد کسی طرح کا تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کے حالات لکھنے والے خود غیر مقلد جناب اسحاق بھٹی ہے۔ جب ان غیر مقلدین کے ممدوح اور معتبر مورخ و عالم نے اپ غیر مقلد عالم کی کرامات لکھی ہیں تو اہل سنت پر اعتراض یہ کیسے کر سکتے ہیں؟ ہمت کریں اور اپنے ممدوح شخصیات کے خلاف زبان درازی کریں۔ جب اہل سنت ۔ کے جلیل القدر صوفیاء کاملین کو ائمہ ہدی تمہارے اکابرین نے لکھ دیا تو اب اعتراض کرنے کا مقصد صرف عوام الناس کو دھوکا دینے کی علاوہ کچھ نہیں۔





لفظ "شب باشی" کا تحقیق جائزہ

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
علماء کا نظریہ :بلکہ سیدی محمد بن عبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں : "کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں ۔وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں" ۔[اندھادھند پیروی کاانجام ص 4رقم16]
وحی کا فیصلہ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔[سورۃ الاحزاب آیت ٦:]

الجواب بعون الوہاب:

مرزا صاحب نے یہ اعتراض لکھ کر کوئی علمی و تحقیقی کام نہیں کیا۔مرزا صاحب دیوبندیوں اور وہابیوں کے اعتراضات اٹھا کر شاید خود کو محقق سمجھنا شروع ہو گئے ہیں۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو مکھیاں پہلے دیوبندی اور غیر مقلدین مار چکے ہیں۔قارئین یہ اعتراض چونکہ دیوبندیوں اوغیر مقلدین کا ہے اوران کے اس اعتراض پر علمائے اہلسنت نے کیسے زبردست جواب ارشاد فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔
چانچہ محقق اہل سنت فاضل ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی صاحب فرماتے ہیں۔
امام مجدد اعلیٰ حضرت کے علمی جواہرات اور عقائد ونظریات کی حقانیت اس طرح روشن ہے کہ مخالفین بھی آپ کے سامنے سر جھکائے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔اکابر دیوبند بھی آپ کے نظریات اور عقائد کے مقلد نظر آرہے ہیں۔مگر کچھ ایسے دیوبندی حضرات بھی ہیں جو اپنے اکابر کے باغی ہو کر ان نظریات اور عقائد کو جھٹلا کر اپنے ہی اکابر کو کٹہرے میں لا کر



ان پر گمراہی کے فتوے دینے لگے ہیں۔ یعنی علماء دیوبند کے بعض فیض یافتہ حضرات اہلسنت حنفی مکتبہ فکر پر ایک الزام لگاتے آرہے ہیں کہ امام اعلیٰ حضرت مجدد احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے روضہ اطہر میں "شب باشی" کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو صحیح نہیں ہیں۔

یہ اعتراض کئی حضرات اپنے تصانیف میں کر چکے ہیں۔اور علماء اہلسنت نے کئی بار اس کا جواب دیا ہے۔ یہاں فقیر (فاروقی) مخالفین کے ہی مصدقہ تصانیف وتراجم سے شب باشی پر تحقیق پیش کرتا ہے جو مخالفین کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

اس وقت میرے سامنے جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی کے شیخ مفتی زرولی خان صاحب کا کتابچہ بنام "تعارف بریلویت" موجود ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔(ملفوظات حصہ سوم سطر ۵۱،۴۱)۔

غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبروں پر اور ان کی پاک بیبیوں پر کیسی ناروا تہمت باندھی گئی، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون"یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ مگر بریلوی مذہب میں نماز کے بجائے جماع کرتے ہیں"۔(تعارف بریلویت،ص ۴۱)

اس اعتراض کے جواب سے پہلے آیئے امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ملفوظ کو پڑھتے ہیں۔

امام مجدد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔"

انبیاء کرام علیہ السلام کی حیات حقیقی حسی ودنیاوی ہے۔ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کیلئے محض ایک آن کی موت طاری ہوتی ہے۔پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے

گا۔ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔حضور اقدس ﷺ نے توان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا"۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم،ص ۲۰۳)

امام مجدد اعلیٰ حضرت نے حیات انبیاء پر دلائل پیش کر کے انبیاء کرام کے خصائص کا تذکرہ کیا ہے۔کہ نہ ترکہ بانٹا جائے گا۔ازواج مطہرات نکاح میں ہیں ان پر عدت نہیں۔اور علامہ زرقانی کا قول پیش کر کے فرمایا کہ"ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔یعنی رات گزارتے ہیں۔اس میں کونسی بات معیوب اور تہمت والی ہے۔ یہ تو خصائص انبیاء سے ہیں۔

مفتی زرولی صاحب لکھتے ہیں کہ"بریلوی مذہب میں نماز کے بجائے جماع کرتے ہیں"نماز کے بجائے لکھ کر اپنی بد دیانتی اور خیانت کا ثبوت دیا ہے۔حالانکہ عبارت میں صریح ذکرِ نماز موجود ہے۔"اپنی قبور میں کھاتے پیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں"بلکہ دوسری بار بھی نماز کا ذکر موجود ہے"حج کرتے ہوئے اور لبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا" اسکے بعد بھی مفتی زرولی خان صاحب کا یہ کہنا کہ"نماز کے بجائے" قارئین کی آنکھوں میں دھول جھونکنا اور اپنی خیانت اور تحریف کا اعتراف کرنا ہے۔

زرولی خان صاحب کا حوالہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ"شب باشی" کے معنی جماع سے کر کے اس سے تہمت ثابت کر رہے ہیں۔پہلے تو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ"شب باشی" کے معنی کیا ہیں۔

"شب باشی" کے معنی:

چنانچہ آیئے فرہنگ آصفیہ کو اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ شب باشی کا کیا معنی ومفہوم ہیں۔

("شب باش :(ف (اسم مذکر)۔مقیم،رات کا قیام،بسرام،شب گزاری،
منزل گزینی،فروکش")۔
(فرہنگ آصفیہ،ج ۳،ص ۱۶۶۱ بس تا ے،مرتبہ۔مولوی سید احمد دہلوی۔اردو سائنس بورڈ
۱۰۰۲ اپر مال لاہور۔طبع چہارم ۲۰۰۳ء)
اب فیروز اللغات میں شب باشی کا معنی دیکھ لیتے ہیں۔
"شب باش :رات رہنے والا۔"(فیروز اللغات ۴۱۰)
شب باشی باہمی میلاپ کو متلزم نہیں ہیں۔شب باشی کا مطلب و معنی جماع کے ہے ہی نہیں۔
شب باشی کا مطلب رات گزارنا ہے۔
اگر علماء و اکابر دیوبند کے تصانیف پر نظر کی جائے تو ہمیں اس میں "شب باشی" کے متعلق کافی
حوالے مل جائیں گے۔پھر وہاں کیا تاویل ہوگی؟

- آیئے چند حوالے ملاحظہ کرتے ہیں۔

"مدینہ منورہ میں روضہ مبارک کے پاس مسجد نبوی میں آپ نے (انور شاہ
صاحب (درس حدیث دیا ہے۔اہل مدینہ خصوصا علماء بہت متوجہ ہوئے اکثر
مسائل کا جواب آپ نے ان کو رسالوں کی شکل میں دیا۔جو علماء دیوبند ان
دنوں وہاں رہتے تھے۔انہوں نے کوشش کیں کہ شب باشی آپ کی مسجد نبوی
میں ہو"(ملفوظات کشمیری،ص ۲۷۵)

- تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"محمد الخضرمی مجذوب چلانے والے عجیب وغریب حالات و کرامات و مناقب
والے تھے کبھی کبھی چلاتے ہوئے عجیب عجیب علوم و معارف پر کلام کر جاتے۔
اور کبھی کبھی استغراق کی حالت میں زمین و آسمان کے اکابر کی شان پر ایسی
گفتگو فرماتے کہ اس کے سننے کی تاب نہ ہوتی تھی۔آپ ابدال میں سے تھے
آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس (30) شہروں
میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب

میں شب باش ہوتے تھے"۔(جمال الاولیاء ص ۳۵۲)

ایک وقت میں کئی کئی شہروں میں شب باشی کا کیا مطلب ہوگا جسے دیوبندی حکیم الامت بیان فرمارہے ہیں۔

✪ چلو اب دارالعلوم دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی صاحب کی شب باشی بھی دیکھ لیتے ہیں۔

"(قاسم نانوتوی صاحب) صبح کواڑ، اتار کر باہر چلے جاتے تھے اور پھر کواڑ کو درست کر دیتے تھے؛ اس مقفل مکان میں تنہا شب باشی، وشب گزاری کہ یہ عجیب وغریب صورت حال کب تک پیش آتی رہی، صحیح طور پر تو اس کا بتانا دشوار ہے، لیکن مصنف امام نے آگے جو یہ ارقام فرمایا ہے"چند ماہ اس ہو کے مکان میں گزر گئے"۔(سوانح قاسمی، جلد اول ص ۳۰۵)

کیا مفتی زرولی خان صاحب اس مقفل مکان میں شب باشی کی اس عجیب وغریب صورتحال کی تشریح کرسکیں گے؟ یا یہی فرمائیں گے کہ"صحیح طور پر اس کا بتانا دشوار ہے" یا شب باشی سے شب گزاری مرادلیں گے۔

یہاں ان چند حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ اگر علماء دیوبند کے تصانیف میں سے شب باشی کے واقعات نقل کی جائیں تو ایک الگ کتاب بن جائے گی۔لغت کی کتب اور علماء دیوبند کی تصانیف سے شب باشی کے معنی ومطلب کو آپ ملاحظہ کر چکے۔اس کے بعد بھی محض شب باشی کے الفاظ سے کوئی جماع تعبیر کرے تو وہ لغت کی کتابوں اور اپنے اسلاف کی تصانیف سے بالکل ناواقف ہے۔یہ تو عام زندگی میں"شب باشی" کے الفاظ کا استعمال تھا اب اگر عالم برزخ کی بات ہو تو عالم برزخ میں ارواح کا آپس میں ملاقات کرنا علماء دیوبند کی کتب سے بھی ثابت ہے۔

✪ جیسا کہ دیوبند کے علماء نور محمد تونسوی صاحب، مولوی محمد عیسیٰ صاحب الہ آبادی خلیفہ اجل تھانوی صاحب، اور انیس احمد مظاہری صاحب لکھتے ہیں۔



"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں کو اچھے کپڑوں میں کفن دیا کرو بے شک اس پر وہ فخر کرتے ہیں اور اپنی قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں"۔

(قبر کی زندگی، ۲۲۳، ۶۲۳، ۷۲۳۔ نورالصدور، ص ۱۰۰۔ اصلاح مفاہیم مترجم، ص ۳۰۳)

"اصلاح مفاہیم" پر محمد مالک کاندھلوی صاحب، حامد میاں، محمد عبداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ، محمد بن یوسف بنوری، عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب، عبدالقادر آزاد، سید نفیس الحسینی صاحب، عبدالقادر رائے پوری، جیسے اکابر دیوبند کی تقاریظ موجود ہیں۔

نور محمد تونسوی صاحب لکھتے ہیں۔

"حضرت قیس ابن قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بغیر وصیت کے مر گیا اس کو موتی کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا موتی کلام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں"۔ (قبر کی زندگی، ص ۴۳۳)"

محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا جب کہ ان کا آخری وقت تھا یعنی وہ دنیا سے کوچ فرمانے والے تھے۔ میں نے کہا کہ میری طرف سے حضور اکرم ﷺ کو سلام دینا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم برزخ و قبر میں مردے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کی دعا سلام بھی ہوتی ہے"۔ (قبر کی زندگی، ص ۳۰۸)

انور شاہ صاحب کشمیری کی تحقیق جمع کرتے ہوئے ان کے داماد لکھتے ہیں۔

"منکرین توسل وطلب شفاعت جو مقبولین کو معطل ومحبوس یا ان کی حیات کو بے حیثیت سمجھتے ہیں، ان کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد لائق مطالعہ ہے، آپ نے فرمایا کہ مقبول صالح کی قبر کو تنگ قید کی طرح نہ سمجھنا چاہئے .کیونکہ اس کیلئے وہاں فرش ولباس اور رزق سب اسباب راحت میسر ہوتے

ہیں، وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر سیر بھی کرتا ہے اور اپنے پیشتر والے عزیزوں سے ملاقاتیں بھی کرتا ہے۔ اور وہ اس کو کبھی بطور ضیافت اور کبھی تفریح ومونست وتہنیت وغیرہ کیلئے اپنے مکانوں پر بھی لے جاتے ہیں۔ اس طرح ہر روز وہاں اس کی دل بستگی کا سامان مہیا کرتے ہیں تاکہ اس دار فانی کی یاد اس کے دل سے بھلادیں"۔ (انوار الباری ۱۸، ج ص ۲۵۰)

عالم برزخ میں شہداء کے پاس حوروں کی تشریف آوری کا ذکر تواحادیث کی کتابوں سے ثابت ہے۔ آیئے علماء دیوبند کے کتابوں سے اس کے حوالے پڑھتے ہیں۔

✪ تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں۔

''اسود راعی جہاد خیبر میں شریک ہوئے، جنگ کے بعد جب شہداء آنحضرت ﷺ کے سامنے لائے گئے تو ان میں اسود راعی کی لاش بھی تھی، آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھ کر تھوڑی دیر کیلئے منہ پھیر لیا، صحابہ کرام نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ یہ اس وقت جنت کی دو حوروں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے کو حسین بنادیا ہے، اور جسم کو خوشبو سے مہکادیا ہے۔''

(جہان دیدہ ص ۱۷۵)

✪ نور محمد تونسوی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

''حضور اکرم ﷺ بچشم خود دیکھ رہے ہیں کہ شہید کے پاس جنت کی دو حوریں بیٹھی ہوئی ہیں اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ شہید کے اندر کسی قسم کی حیات نہیں ہے اور نہ ہی علم وشعور ہے اور نہ ہی کسی قسم کا ادراک وفہم ہے تو ایسے شخص کے پاس سپیشل دو حوریں بھیج دینے کا کیا فائدہ دلہا کو علم وخبر ہی نہیں اور دلہنیں اس کے پاس بیٹھی ہیں پس ثابت ہوا کہ شہید کے ساتھ جو حسن سلوک ہوتا ہے اور اس کی جو تعظیم وتکریم ہوتی ہے وہ اس سے باخبر ہوتا ہے۔ ان چیزوں کا اس کو پورا پورا ادراک وشعور ہوتا ہے۔'' (قبر کی زندگی، ۳۰۰)

نور محمد صاحب نے تو یہاں شہید کیلئے دولہا اور حوروں کیلئے دلہن کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

کیا زرولی خان صاحب دولہے اور دلہن کے رشتے اور تعلق کی تشریح کرسکیں گے؟

- یہی نہیں بلکہ بجنوری صاحب نے شب باشی کے خاص مکان کا بھی ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

"پھر اہل نجات کیلئے وہاں چار قسم کے مکانات ہوتے ہیں۔ایک تو اپنے رہنے اور شب باشی کا خاص مکان دوسرا اپنے وابستگان وعقیدت مندوں سے ملاقات کا درباری دیوان، تیسرے سیر وتماشا وتفریح کے مقامات جیسے آب زمزم مساجد متبرکہ اور دوسری دنیا وعالم برزخ کی نزہت گاہیں۔چوتھے دوستوں اور ہمسایوں سے ملاقات کرنے کے دیوان خانے اور لان وغیرہ۔اور جب تک کسی کیلئے اس کی بود وباش کا مکان مہیا نہیں کرادیا جاتا، اس کو دنیا سے نہیں لے جاتے، یعنی یہ سب مکانات اس کی آخری عمر میں تیار کرائے جاتے ہیں، اس پوری تفصیل کے بعد یہ خیال صحیح نہ ہوگا کہ یہ سب مکانات اس تنگ قبر کے اندر ہیں۔بلکہ یہ تو ان مکانات کیلئے داخل ہونے کا دروازہ ہے۔جبکہ بعض ان مکانوں میں سے آسمان وزمین کی درمیانی فضا میں ہیں، بعض آسمان دوم و سوم میں ہیں، اور شہیدوں کیلئے عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے بڑے پرنور قندیلوں میں ہیں"۔(انوار الباری ۱۸، ج،ص ۲۵۰)

- بجنوری صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں قوم کے بزرگ یہاں سے گئے ہوئے کنواروں کے رشتے بھی کرواتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں۔

"لوگ وہاں عالم برزخ میں ذکر وتلاوت، نماز وزیارت مکانات متبرکہ میں مشغول رہتے ہیں، اور قوم کے بزرگ یہاں سے گئے ہوئے کنوارے بچوں کی نسبتیں اور رشتے طے کرتے ہیں تاکہ یوم آخرت میں ان کی شادیاں کی جائیں وہاں (عالم برزخ میں (بجز لذت جماعت کے سارے لذتیں موجود ہیں اور سوائے روزہ کے سب قسم کی عبادتیں ہیں، وہ لوگ اوقات متبرکہ کی مانند شب قدر شب جمعہ میں آکر اپنے دنیائے خاص عزیزوں کے ساتھ وقت

بھی گزارتے ہیں۔اوران کو زندہ عزیزوں کے احوال بھی فرشتوں کے ذریعہ
معلوم ہوتے رہتے ہیں؛ وغیرہ "فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۰"۔
(انوارالباری ۱۸،ج،ص ۲۵۰)

❁ اس کے بعد صاحب انوارالباری کا تبصرہ بھی سنئے۔
"غور کیا جائے کہ جب یہ سہولتیں اور راحتیں عالم برزخ میں عام مؤمنوں کیلئے
ہیں،تو اولیاء و انبیاء کے واسطے پھر خاص طور پر سرور انبیاء اول الخلق و افضل
الخلق ﷺ کیلئے کیا کچھ نہ ہوں گی"۔(انوارالباری ۱۸،ج،ص ۲۵۰)

خواہ مخواہ اپنی رائے سے الفاظ کے معنی بدل کر بے ادبی والے الفاظ خود جوڑ کر اپنے تنگ
نظرئے اور تنقیدانہ سوچ سے کسی پر الزام لگانا کسی مفتری کا کام تو ہوسکتا ہے مفتی کا ہرگز نہیں۔
تنقید برائے اصلاح اچھی کاوش ہے مگر تنقید اگر بے علمی یا کم فہمی میں ہو تو یہ اپنے عقل
اور نفس کی تابعداری ہے۔اور اپنے عقل اور نفس کی خواہش کی تکمیل کیلئے اپنے خیالات کو
کسی کے اوپر لاگو کرنا اور حقیقت سے منہ چرانا یقیناً تحریف ہے۔اور اسی بے بنیاد تنقید کی ضد
میں اپنے اکابر کو ہی چوراہے میں کھڑا کرنا ہے۔جیسا کہ اوپر انوارالباری کے حوالے میں
گزر چکا ہے۔یعنی انور شاہ صاحب کشمیری کی تحقیق کہ"پھر اہل نجات کیلئے وہاں چار قسم کے
مکان ہوتے ہیں،ایک تو اپنے رہنے اور شب باشی کا خاص مکان"اگر شب باشی کا مطلب و
معنی جیسا کہ خالد محمود صاحب اور مفتی زرولی صاحب نے جماع مرادلیا ہے، ان کے ہی معنی
لیے جائیں تو کیا قبر میں جماع کیلئے خاص مکان ہوتا ہے؟اس کا جواب ضرور دیں تاکہ وہ
اشکال اور الجھن ہی ختم ہو جائے جسے مفتی صاحب تہمت سے تعبیر کرتے ہیں۔یقیناً مفتی
صاحب یہی جواب دیں گے کہ شاہ صاحب کی تحقیق بزبان بجنوری صاحب یہی ہے کہ وہاں عالم
برزخ میں بجز جماع کے ساری لذتیں موجود ہوتی ہیں۔
تو شب باشی کا مطلب جماع نہیں ہے کیونکہ شاہ صاحب کی تحقیق کے مطابق تو یہ لذت
وہاں میسر ہی نہیں۔تو جب شب باشی کا مکان قابل اعتراض نہیں تو پھر ملفوظات میں علامہ
زرقانی کے قول پر کیوں اعتراض؟



حالانکہ امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے امام زرقانی کا قول پیش کیا ہے اور شب باشی کے الفاظ استعمال کیے ہیں جس کا معنی و مفہوم لغت کی کتابوں سے واضح ہے کہ رات گزارنا۔ یعنی اعلیٰ حضرت کے نزدیک حضور ﷺ کی پاک بیبیاں اور ہماری مائیں حضور ﷺ سے ملاقات فرماتی ہیں اور ساتھ رات گزارتے ہیں۔ جیسا کہ اکابر دیوبند کی کتب سے ثابت ہوا کہ عام مؤمنین کو بھی یہ سہولت مئیسر ہے کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ اور شہداء کے پاس حوروں کا آنا ثابت ہے۔ اب اگر زرولی خان صاحب اس کو جماع سے تعبیر کرے، تو بھی زرولی خان صاحب کا پاک بیبیوں پر تہمت کا گمان غلط ہے۔

حالانکہ امہات المؤمنین ہماری مائیں ہیں جو اب بھی انبیاء کرام کی ازواج مطہرات ہیں اور انبیاء کرام کے نکاح میں ہیں۔ قبر مبارک میں ساتھ ہونا، جنت میں ساتھ ہونا، اسی طرح ہی ہیں جس طرح اس دنیا میں ساتھ تھے۔ کیا اس دنیا میں ساتھ رہنا ان کے لئے معیوب اور تہمت والی بات تھی؟

فقیر فاروقی نے ساتھ رہنے والے الفاظ اس لئے استعمال کئے ہیں کہ "شب باشی" کے معنی رات گزارنے کے ہیں۔ جب اس دنیا میں ساتھ رہنا کوئی معیوب اور تہمت والی بات نہیں اور جنت میں بھی ساتھ رہنا کوئی معیوب اور تہمت والی بات نہیں تو مرقد انور مبارک میں ملاقات اور ساتھ رہنا کیسے معیوب اور تہمت والی بات ہوگئی؟ کیا قبور انبیاء روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں ہیں؟ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ شب باشی کے الفاظ سے ہٹ کر اگر اکابر دیوبند کے تصانیف سے تحقیق کی جائے کہ آیا قبر میں انبیاء علیہم السلام کو لذت جماع مئیسر ہیں، انہیں تو اس میں اختلاف ضرور ہے۔ بعض علماء جواز کے قائل ہیں اور بعض علماء نے اختلاف کیا ہے۔ جن علماء نے اختلاف کیا ہے وہ اختلاف اس وجہ سے نہیں کہ یہ تہمت کا باعث ہے۔ بلکہ اسے دنیا کی حد تک لذت مانا ہے۔ اور دونوں طرف کے علماء نے اپنے اپنے دلائل دیئے ہیں۔ آئیے علماء دیوبند کے تصدیق شدہ تصنیف سے اس کے جواز اور اختلاف کو نقل کرتے ہیں۔

"انبیاء کے نکاح کے سلسلے میں جو اختلاف ہے وہ اس بنیاد پر ہے کہ آنحضرت



ﷺ کا ارشاد ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وفات کے بعد انبیاء نکاح ہم بستری نہیں کرتے ۔یعنی اس ارشاد کی جو حکمت بیان کی گئی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء اس لذت سے لطف اندوز نہیں ہوتے ۔وہ ارشاد یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔" تمہاری دنیا میں سے مجھے جو چیزیں محبوب اور پسندیدہ ہیں وہ عورتیں اور خوشبو ہیں"

اس ارشاد میں آپ نے نہ تو یہ فرمایا کہ اپنی دنیا میں سے اور نہ یہ فرمایا کہ اس دنیا میں سے ۔کیونکہ آپ نے اس لفظ تمہاری سے یہ ارشاد فرمایا کہ عورتیں اور خوشبو لوگوں کی دنیا میں سے ہیں کیونکہ وہ ان دونوں چیزوں کو اپنے لطف وعیش اور سرمستی کیلئے حاصل کرتے ہیں ۔جبکہ رسول اللہ ﷺ لطف وعیش کی تمنا سے پاک اور بری ہیں ۔آپ عورتوں کو اس لئے پسند فرماتے تھے کہ وہ ہر وقت کی شریک حیات ہونے کی وجہ سے آپ کی خوبیوں آپ کے باطنی معجزات اور پوشیدہ احکام کو امت تک پہنچاسکیں۔

کیونکہ عام حالات میں ان صفات اور خوبیوں سے بیویوں کے علاوہ دوسرے لوگ واقف نہیں ہو سکتے تھے ۔اسی طرح بیویوں کے ذریعے دوسرے دینی فائدے بھی لوگوں کو حاصل ہوتے تھے ۔اور خوشبو اس لئے پسندیدہ تھی کہ آپ فرشتوں سے ملاقات فرماتے تھے اور فرشتے خوشبو کو پسند کرتے ہیں اور بدبو سے نفرت کرتے ہیں"۔(سیرت حلبیہ اردو، جلد ۴،ص ۴۰)

یہی وہ وجہ اختلاف ہے جس کی وجہ سے بعض علماء نے اس لذت کے میسر ہونے پر اختلاف کیا ہے ۔اس کا جواب جواز کے علماء نے یوں دیا ہے۔"اب وہ علماء کہتے ہیں کہ حقیقی اکرام اور اعزاز کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کو برزخ میں وہی لذتیں اور خوشیاں حاصل ہوں جو دنیا میں حاصل تھیں تاکہ برزخ میں بھی آپ کے حالات وہی رہیں جو دنیا میں تھیں"۔

(سیرت حلبیہ اردو، جلد ۴،ص ۴۰)

اختلاف رکھنے والوں کا رد کرتے ہوئے جواز کے علماء نے یہ جواب دیا ہے۔

''ادھر ایک اشکال یہ ہے کہ یہ حکمت آپ کے اس قول کے مطابق نہیں رہتی جس میں ہے کہ مجھے چار چیزوں میں لوگوں پر فوقیت حاصل ہے۔ان چار چیزوں میں آپ نے کثرت جماع کا بھی ذکر فرمایا ہے''۔

(سیرت حلبیہ اردو، جلد ۴،ص ۴۰)

امام شیخ رملی کا فتویٰ کہ اس میں اختلاف ہے کہ لذت جماع میسّر ہے یا نہیں یعنی بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض جواز کے قائل نہیں۔آیئے علماء دیوبند کے مستند سیرت کی کتاب سے دیوبندی عالم کا ترجمہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

''پھر میں نے اس سلسلے میں شیخ شمس رملی کا فتویٰ دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے پیتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔روزے رکھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔البتہ اس بارہ میں اختلاف ہے آیا یہ حضرات نکاح یعنی ہم بستری بھی کرتے ہیں یا نہیں۔اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ کرتے ہیں۔اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں کرتے۔نیز یہ کہ ان حضرات کو ان کے نماز، روزے اور حج کا ثواب اور جزاء بھی ملتی ہے۔اگر چہ وہ اب ان فرائض کے مکلف نہیں ہیں۔یعنی ان پر اس کی پابندی اور ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ موت نے ان پر سے یہ پابندی ختم کردی ہے۔لیکن ان کی ان عبادتوں کا ثواب ان کے اعزاز اور درجات کی بلندی کیلئے ملتا ہے۔یہاں تک شیخ رملی کا فتویٰ ہے''

(سیرت حلبیہ اردو، جلد ۴،ص ۳۹)

جو لذت جماع کے قائل نہیں وہ ظاہری معنی میں تاویل کرتے ہیں اور ظاہری معنی کو چھوڑ کر ایک دوسرے دور دراز کا معنی پیدا کر رہے ہیں اس کا اظہار علماء دیوبند کی مستند سیرت نگار ان الفاظ میں کر رہا ہے۔

آیئے قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے زیرِ نگرانی ہونے والا ترجمہ پڑھتے ہیں۔

''حق تعالیٰ نے شہیدوں کے متعلق بتلایا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور کھاتے پیتے

ہیں۔علماء نے اس بات کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے یعنی اسی زندگی کو حقیقی زندگی تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ حقیقت میں کھاتے پیتے ہیں اور نکاح کرتے ہیں اور جو شخص اس کے خلاف معنی لیتا ہے۔یعنی کہتا ہے کہ کھانے پینے اور نکاح سے حقیقت میں کھانا پینا اور ہم بستری کرنا مراد نہیں بلکہ اس وہ لذت مراد ہے جو کھانے پینے اور ہم بستری کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو وہ شخص بلاوجہ آیت کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر ایک دوسرے اور دوراز کار معنی پیدا کر رہا ہے۔جبکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(سیرت حلبیہ اردو،جلد ۴،ص ۳۹)

اس عبارت میں لذت جماع کی تصریح موجود ہے۔چنانچہ سرفراز صفدر صاحب بھی تمام لذتوں کے جواز کے قائل ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

"آپ ﷺ تمام لذتوں اور عبادتوں سے متمتع ہیں"(تسکین الصدور،۲۴۲،۸)

ان تمام لذتوں سے کون کون سی لذتیں مراد ہیں؟

صفدر صاحب اس کی تشریح کرسکیں گے؟ کیونکہ یہاں لفظ "تمام" کا استعمال ہوا ہے۔ صفدر صاحب کے پاس کسی لذت کی انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ کسی ایک لذت کے انکار سے اپنی ہی عبارت میں ترمیم کرنی پڑے گی اور لفظ "تمام" کو ہٹانا پڑے گا۔اس سے ثابت ہوا کہ یہ محض خیال وسوچ میں لذت نہیں ہوگی بلکہ حقیقی لذت دنیا نصیب ہوگی۔شہداء کو عالم برزخ میں لذت جماع میسر ہوتی ہے۔

چنانچہ محمد اسلم قاسمی صاحب سیرت حلبیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"واضح رہے کہ شہداء کو رزق پہنچائے جانے یعنی انکے کھانے پینے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہم بستری بھی کرتے ہیں کیونکہ ہم بستری سے بھی لذت حاصل ہوتی ہے جیسے کھانے اور پینے سے لذت ملتی ہے"۔

(سیرت حلبیہ اردو،جلد ۴،ص ۹۳)

یہ حوالے خالد محمود مانچسٹروی اور مفتی زرولی صاحب اور دوسرے ان حضرات کیلئے لمحہ فکریہ۔جو

اعلیٰ حضرت امام مجدد قدس سرہ کے ملفوظ پر تہمت کاالزام لگارہے ہیں۔ یہ حضرات یا تو سلف وصالحین اوراپنے اکابر کے کتب سے ناواقف ہیں یاعداوت میں اتنے آگے نکل چکے ہیں کہ سلف وصالحین وعلماء اہلسنت حتیٰ کہ اپنے اکابر کے بھی باغی ہو گئے ہیں۔سیرت حلبیہ کا ترجمہ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی صاحب کے پوتے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی زیر سرپرستی میں قاری طیب صاحب کے صاحبزادے محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند نے ہی کیا ہے ۔جس عبارت پر مفتی زرولی صاحب تہمت کاالزام لگا کر امام مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو قصور وارٹھہرارہے ہیں۔

ملفوظِ اعلیٰ حضرت کی عبارت میں تو صرف شب باشی کے الفاظ ہیں جن کا مطلب ومعنی ہیں ہم بستری کے ہے ہی نہیں ۔علماء دیوبند اورلغت کی کتابوں سے واضح کردیا گیاہے۔مگر قاری طیب صاحب کے صاحبزادے نے توصریحاً ہم بستری کے الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ اس پر زرولی خان صاحب کیوں خاموش ہیں اورقاری طیب صاحب کو کیوں کٹہرے میں نہیں لاتے جوان عبارات کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔

وہ لوگ جواس شب باشی کو غلط رنگ دے کرلوگوں میں افتراق وانتشار پیدا کرنے کی مذموم سعی میں لگے رہتے ہیں ان کو پہلے اپنے گھروں کی خبر لینی چاہئے کہ ان کے اپنے علماء نے یہی لفظ کہاں کہاں استعمال کیئے ہیں۔

۞ سب سے پہلے غیر مقلد قاضی اسلم سیف فیروز پوری کی ایک تحریر جس میں اس نے ''پاکستان میں عرب شیوخ کی تشریف آوری'' کو اپنا موضوع سخن بناتے ہوئے ان کی مختلف مقامات پر مختلف غیر مقلدین سے ملاقاتوں کا تذکرہ کیا ہے۔اس میں وہ لکھتا ہے کہ

''نماز عشاء کے بعد عرب شیوخ کا یہ وفد مولانا ثناء اللہ اور مولانا حافظ عبدالرحمن مدنی کی قیادت میں منصورہ میں میاں طفیل محمد۔امیر جماعت اسلامی پاکستان کے پاس پہنچا اور میاں صاحب سے ان کے دفتر میں ایک لمبی نشست میں

خوب تبادلہ خیالات ہوا مختلف مسائل پر شرح و بسط سے میاں صاحب سے گفتگو
ہوئی ترجمانی کے فرائض جناب فیض الرحمن صاحب سرانجام دے رہے تھے
تقریباساڑھے گیارہ بجے وہاں سے فارغ ہو کر وفد ماڈل ٹاؤن پہنچا۔عرب
شیوخ کی شب باشی کاانتظام۔ ۱۱۱۔ملتان روڈ پر کیا گیا تھا۔
(ہفت روزہ الاسلام لاہور، ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ)

اگر شب باشی کاایک ہی معنی ہے جو وہ مصنفین وواعظین مراد لیکر واویلا کرتے ہیں تو انہیں پہلے اپنے بزرگوں سے سوال کرنا چاہئے تھا کہ ہم تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اس کی وجہ سے اعتراض کررہے ہیں، آپ بتائیں کہ آپ نے ان نجدی عرب شیوخ کی شب باشی کے لئے کیا کچھ انتظام کیا تھا؟۔

اور یہ بھی سوال کریں کہ ان کے نظریئے کے مطابق جو شب باشی کا معنی وہ مراد لے رہے ہیں اس کاانتظام کرنے والے ہمارے علاقائی پیشے کے مطابق کیا بنتے ہیں؟

۞ اسی طرح غیر مقلد فیض عالم صدیقی نے اپنی کتاب ''صدیقہ کائنات'' میں دو مقامات پر یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عبدۃ اللہ

'' آپ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (اس خیال سے قافلہ کی شب باشی کے مقام پر بیٹھ جاتی ہیں کہ مجھے کوئی تلاش کرنے کیلئے ضرور آئے گا''۔
(صدیقہ کائنات، ص ۱۱۷)

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ:

''سب سے پہلے قابل توجہ بات یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات کے حجرات ساتھ ساتھ تھے اور پھر مسجد نبوی سے فارغ ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر یہ معمول تھا کہ چند لمحات کیلئے ہر زوجہ مطہرہ کے ہاں تشریف لے جاتے۔اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب باشی کی باری ہوتی وہاں کچھ وقت کیلئے سب جمع ہو جاتیں۔
(صدیقہ کائنات، ص ۱۵۰)

۞ اسماعیل سلفی نے خود اپنے ''فتاوی'' میں یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ



"چنانچہ رات کے دھند لکے میں اسعد بن زرارہ تشریف لائے انہوں نے اپنا منہ لپیٹا ہوا تھا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا: "تم رات کو آئے ہو حالانکہ اپنے ہمسایہ قبیلہ کیساتھ تمہارے تعلقات کافی ناخوشگوار ہیں"۔ اسعد نے عرض کیا کہ: "حضرت جناب کی آمد کی خبر پا کر صورت حال کچھ بھی ہو مجھے خدمت گرامی میں پہنچنا تھا۔ چنانچہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ وہیں شب باش ہوئے اور صبح واپس چلے گئے۔ (فتاوی سلفیہ ص ۹۴)

از رشحات قلم
ابوالھمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی





﴿غوث بغیر زمین وآسمان کا تحقیق جائزہ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
علماء کا نظریہ: عرض: غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔ارشاد: بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔
(بریلوی: مولانا احمد رضا خان صاحب ملفوظات صفحہ ۱۰۶ بک کارز جہلم)
وحی کا فیصلہ: إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا.
ترجمہ آیت مبارکہ: بے شک اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل نہ جائیں۔اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں کہ ان کو تھام سکے۔بے وہ برداشت کرنے والا معاف کرنے والا ہے۔[سورۃ الفاطر، آیت نمبر 41]

الجواب بعون الوھاب:

عرض یہ ہے کہ ہم اس آیت کو دل و جان سے قبول کرتے اور مانتے ہیں۔اور اس کے مضمون میں کسی کو رتی بھر شک نہیں۔مگر اختلاف یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس دنیا اور آسمان کا نظم وضبط کسی سبب کے تحت کیا ہے یا بغیر سبب کے؟ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:
فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا. یعنی قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔[سورۃ النزعات، آیت ۵:]
اس آیت کے تحت صاحب کتاب معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ مدابرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر ہیں جن کی کاروائی انہیں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔

(معالم التنزیل ج ۴ ص ۴۴۲)

مزید یہ کہ اگر اس دنیا اور عالم میں ہر کام بغیر سبب ہو رہا ہے تو قرآن اور سنت ایسے تمام افکار کر رد کرتا ہے۔

خود آقا ﷺ کی قدرت کاملہ کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاریؓ فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ امر الشمس فتاخرت ساعۃ النھار۔

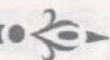
یعنی سید عالم ﷺ نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر نہ چلے تو سورج یکدم ٹھہر گیا۔

[معجم الاوسط ج ۴ ص ۴۰۲ ،علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد ۸ ص ۲۹۷ پر اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔]

یہ یاد رہے کہ یہ واقعہ حضرت علیؓ کے لیے سورج کے لوٹنے کے علاوہ اور جدا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب واضح ہے کہ قیامت تک غوث (اولیاء کاملین کا ایک منصب(رہیں گے ۔انہیں کے وجود مسعود کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ بوقت قیامت ان کا وصال ہو جائے گا۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان تو عین حدیث سے ثابت ہے۔اگر اعتراض کرنا ہے تو پھر محدثین پر کریں جنھوں نے ایسی روایات نقل کیں۔حیرت کی بات ہے کہ احادیث محدثین نقل کریں اور اعتراض اعلیٰ حضرت پر کیا جائے؟ دراصل مرزا صاحب جیسے لوگ محدثین پر اعتراض کرنے کی ہمت تو نہیں رکھتے مگر اپنے جھوٹے مسلک کو ثابت کرنے کے لیے امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر اعتراض کے سواء ان کے پلے کچھ بھی نہیں۔مرزا صاحب اگر ہمت ہے تو درج ذیل احادیث ملاحظہ کریں اور پھر محدثین پر بھی اعتراض کر کے اپنے دعویٰ کو ثابت کریں۔

حَدَّثَنَا أَبو المغِيرَةِ، حَدَّثنا صَفوَانُ، حَدَّثَنِي شرَيحٌ يَعْنِي ابْنَ عُبَيْدٍ، قَالَ ذُكِرَ أَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَهُوَ بِالْعِرَاقِ،



فَقَالُوا :الْعَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ :لَا ،إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔

(مسند امام احمد ج ا ص ۱۱۲ رقم ۸۹۶: مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۶۲. الضیاء المختارہ ج ۲ ص ۱۱۰ رقم ۴۸۴:)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔ انہی کے سبب مینہ دیا جاتا ہے، انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے، انہیں کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔

اسکا ایک قوی متابع الضیاء المختارہ رقم ۴۸۶ : پر بھی موجود ہے۔

• أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْمُؤَيَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِي الطُّوسِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَنَحْنُ نَسْمَعُ بِنَيْسَابُورَ أَنَّ أَبَا الْفُتُوحِ عَبْدَ الْوَهَّابِ بْنَ شَاهِ بْنِ أَحْمَدَ الشَّاذْيَاخِيَّ أَخْبَرَهُمْ قِرَاءَةً عَلَيْهِ أَنَا الشَّيْخُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُكْرَمٍ أَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ دَاوُدَ أَنَا أَبُو حَامِدِ بْنُ الشَّرْقِيِّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ عَلِيًّا قَامَ بِصِفِّينَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ يَسُبُّونَ أَهْلَ الشَّامِ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ لَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ جَمًّا غَفِيرًا فَإِنَّ فِيهِمْ رِجَالًا كَارِهِينَ لِمَا تَرَوْنَ وَإِنَّهُ بِالشَّامِ يَكُونُ الْأَبْدَالُ۔(إسناده صحيح)

حدیث: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون--

ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے۔انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔

(مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الابدال الخ دارالکتب بیروت ۱۰/ ۶۳،الجامع الصغیر بحوالہ الطبرانی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۰۳۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۸۲،امام مناوی نے فیض القدیر" 1 /168 "پر اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

حدیث:

[حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا أحمد بن داود المكي، ثنا ثابت بن عياش الأحدب، ثنا أبو رجاء الكلبي، ثنا الأعمش، عن زيد بن وهب، عن ابن مسعود، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم » : لا يزال أربعون رجلا من أمتي قلوبهم على قلب إبراهيم، يدفع الله بهم عن أهل الأرض، يقال لهم الأبدال۔

[معرفۃ الصحابہ لابی نعیم الاصبہانی ،رقم الحدیث ۱۷۳:۱ المعجم الکبیر ج ۱۰ ص ۱۸۱ رقم الحدیث ۱۰۳۹۰: حلیۃ الاولیاء ترجمہ زید بن وہب ۴۲۶۳ /۴۰۱۳،]

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت لے گا جب ان میں کا ایک انتقال کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے بدلے دوسرا قائم فرمایگا، اور وہ ساری زمین میں ہیں۔

اس روایت کو بھی محدثین کرام نے حسن قرار دیا ہے۔ان روایات کے علاوہ بہت ساری اسانید صحیح ہو حسن موجود ہیں جس سے ابدال یا اللہ کے ولی کے وجود مسعود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمیں والوں پر بارش اور رزق کی فراوانی کرتا ہے۔اگر مرزا صاحب میں دم خم ہے تو اس پر اعتراضات کریں ان شاء اللہ ان کو وہ جواب دیا جائے گا کہ ان کو آیندہ ایسی حرکت سے توبہ



کرنی پڑے گی۔کیونکہ ان کا اسماء الرجال کے فن پر تمام تر انحصار غالی غیر مقلد زبیر علی زئی پر ہے۔اور ہمیں ان کے تمام اعتراضات معلوم ہیں۔کیونکہ اس تحریر کی گنجائش نہیں ہے وگرنہ ابدال کی احادیث پر مستقلاً ایک کتاب لکھنی پڑے گی۔لہٰذا مرزا صاحب راویوں پر اعتراض کرنے سے پہلے تمام اقوال کو دوبارہ سے پڑھ لیں۔مزید یہ کہ ابدال اور اللہ کے نیک لوگوں کے ذریعے رزق اور بارش کی روایات کا مفہوم تو تواتر احادیث سے منقول ہے۔

شاید مرزا صاحب علم حدیث سے نابلد ہیں کیونکہ ابدال کے علاوہ کثیر ایسی روایات ہیں جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ ضعیف لوگوں کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی مدد اور رزق ملتا ہے۔

حدیث : حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

هل تنصرون و ترزقون الا بضعفاء کم

یعنی کیا تمھیں مدد اور رزق اپنے ضعیفوں کے علاوہ کسی اور سے ملتا ہے؟

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۰۵ کتاب الجهاد)

جناب مرزا صاحب! جب اللہ کی ضعیف مخلوق کی بدولت اور وسیلہ سے اللہ کی مخلوق کو رزق اور مدد ملتی ہے تو پھر تو اللہ کے اولیاء کے توسل اور واسطہ سے کیا کچھ نہیں ملتا ہوگا۔مرزا صاحب جن ہستیوں کے توسل سے کھاتے ہیں انھی کا انکار بھی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسی ناشکری سے بچائے۔

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محدث محاملی بغدادی (م ۳۳۰ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں :

"محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں۔یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل و ببرکت محاملی رحمۃ اللہ علیہ بلا دفع کرتا ہے"۔

(بستان المحدثین (اردو) صفحہ نمبر ۱۲۲ مطبوعہ کراچی)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

لاتقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ"۔

(صیح ابن حبان ۶۸۴۹: ،مستخرج ابی عوانہ ۲۹۴: ،مسند امام احمد بن حنبل ۱۲۰۴۳: ،صحیح مسلم ۱۴۸:)

رسول اکرم ا نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جاوے گا۔

☆ حضرت ملاعلی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"ان بقاء العالم ببرکة العلماء العاملین والعباد الصالحین وعموم المؤمنین۔الخ"۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۲۷ جلد ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ عامل علماء وصالح بندوں اور عام مومنوں کی برکت سے جہاں باقی ہے۔

عرض یہ ہے کہ یہ یاد رہے کہ حدیث میں زمین کے قائم رہنے کی شرط کو اللہ اللہ کہنے سے مشروط کیا ہے۔اور اللہ اللہ کا ورد ،ولی اللہ کرتا ہے۔اور جب نیک بندے کے اللہ اللہ کہنے کی وجہ سے زمیں قائم ہے تو پھر ابدال اور اولیاء کے وجود کی وجہ سے زمین اور آسمان کے قائم رہنے کا قول کیسے غلط ہوسکتا ہے۔امید ہے کہ مرزا صاحب اپنی اس جہالت سے رجوع کرکے اللہ تعالیٰ کے دربار میں سرخرو ہوسکتے ہیں۔

مزید یہ ہے کہ غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سے جو قول صادر ہے اگر ہمت ہے تو محدثین کرام اور علماء کرام سے اس پر فتویٰ ثابت کریں۔جو بات محدثین کرام کو غیر شرعی نظر نہ آئی آج کل کے ایک لونڈے کو یہ اعتراض نظر آتا ہے۔جناب والا! ابن تیمیہ اور ابن قیم جیسے وہابیوں کے اکابرین میں یہ ہمت نہ ہوسکی کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ بے ادبی کرسکیں۔خود ابن تیمیہ غوث اعظم کی کتاب کی شرح کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے۔ابن تیمیہ جیسا ولیوں کا مخالف بھی غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے بیعت ہے۔

کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں خود غوث اعظمؓ روایت فرماتے ہیں:



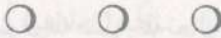
اخبرنا ابو محمد عبدالسلام بن ابی عبداللہ محمد بن عبدالسلام بن ابراہیم بن عبدالسلام البصری الاصل البغدادی المؤلد والدار بالقاهرة سنة احدٰی وسبعین وستمائة قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی بن سلیمان البغدادی الخباز ببغداد سنة ثلث وثلثین وستمائة قال اخبرنا الشیخان الشیخ ابو حفص عمر الکمیاتی ببغداد وسنة احدٰی وتسعین وخمسمائة قالا کان شیخنا الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنه یمشی فی الهواء علی رؤوس الاشهاد فی مجلسه ویقول ماتطلع الشمس حتی تسلم علی وتجئی السنة الی وتسلم علی وتخبرنی ما یجری فیها ویجیء الشهر ویسلم علی ویخبرنی بما یجری فیه، ویجیئ الاسبوع ویسلم علی ویخبرنی بما یجری فیه ویجیئ الیوم ویسلم علی ویخبرنی بما یجری فیه وعزة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ ومشاهد ته انا حجة اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ووارثه فی الارض۔

(بہجۃ الاسرار ذکر کلما اخبر بہا عن نفسہ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۵۰)

صدقت یا سید ی واللہ فانما انت کلمت عن یقین لاشک فیه ولا وهم یعتریه انما تنطق فتنطق وتعطی فتفرق وتؤمر فتفعل والحمدللہ رب العالمین۔

ترجمہ: یعنی امام اجل حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود وبزار اور حضرت ابوحفص عمر کیمیاتی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد

کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرلے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے، میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں، میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا وارث ہوں۔ سچ فرمایا ہے آپ نے اے میرے آقا، بخدا آپ یقین پر مبنی کلام فرماتے ہیں جس میں کوئی شک اور وہم راہ نہیں پاتا۔ بے شک آپ سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں اور آپ کو عطا ہوتا ہے تو آپ تقسیم فرماتے ہیں۔ آپ کو امر کیا جاتا ہے تو آپ عمل کرتے ہیں۔ اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے۔ (ت)





شکاری جانوروں کی سی آواز کا تحقیق جائزہ

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ : سورۃ الکھف آیت نمبر ۱۱۰ قل انما انا بشر مثلکم ،اے محبوب فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں ۔۔۔۔اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراو نہیں ،میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں (جیسا کہ) شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے ۔[بریلوی: مولانا مفتی احمد یار نعیمی صاحب جاء الحق صفحہ ۱۴۵]

وحی کا نظریہ: انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۔[سورۃ بنی اسرائیل ،آیت نمبر ۴۸ ،سورۃ الفرقان ،آیت نمبر ۹]

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) ذرا دیکھو تو یہ (گستاخ) لوگ آپ ﷺ کے متعلق کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں ،سو وہ گمراہ ہو گے پس ہو راستہ ہدایت نہیں پا سکتے۔

الجواب بعون الوہاب :

عرض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کی عبارت پر کچھ اعتراض نقل نہیں کیا اور جواب میں قرآن کی ایک آیت نقل کر دی ۔اس آیت کو نقل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو آقا ﷺ کے متعلق مثال بیان کرنے پر اعتراض ہے ۔ان کو شاید مفتی صاحب کی عبارت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مفتی صاحب نے نبی کریم ﷺ کو شکاری سے تشبیہ دی۔

اس بابت چند معروضات عرض ہیں۔

ا۔مرزاصاحب نے دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے مفتی صاحب کی عبارت میں [ ] بریکٹ میں جوالفاظ [جیساکہ] خود اضافۃً لکھے ہیں۔حالانکہ جاءالحق میں [جیساکہ] الفاظ موجود نہیں ہیں۔قارئین کرام خود جاءالحق کی مذکورہ عبارت دیکھ کرتسلی کرسکتے ہیں۔

۲۔مرزاجی نے پھر دجل وفریب سے قارئین پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مفتی صاحب نے نبی کریم ﷺ کو شکاری سے تشبیہ دی ہے۔مگر مفتی صاحب کی عبارت میں ایسے تشبیہ کی تو کوئی صراحت تک نہیں ہے۔کیونکہ مفتی صاحب کی جوعبارت مرزاجی نے نقل کی ہے وہ ایک جملہ نہیں بلکہ اس میں متعدد جملے ہیں۔

مرزاصاحب کے اعتراض پر محقق خیل احمد راناصاحب کی تحریر لاجواب ہے،اس کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔

اول:اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذافرمایا گیا کہ اے کفارتم مجھ سے گھبراو نہیں،میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں.

دوم: شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کرشکار کرتا ہے۔

سوم :اس سے کفار کواپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔

اب مرزاجی نے ان تین جملوں کے نقل کرتے ہوئے ایک جملہ بنادیا۔اور مفہوم عبارت کچھ کا کچھ کردیا۔ان جملوں میں کسی مقام پر بھی نبی کریم ﷺ کو شکاری سے تشبیہ نہیں دی گئ۔

بالفرض اگر یہ مان لیا جائے کہ مفتی صاحب نے اس عبارت میں شکاری سے تشبیہ دی بھی ہے تو پھر بھی گستاخی کا احتمال نہیں ہے۔کیونکہ اہل علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مثال میں صرف وجہ تمثیل کالحاظ ہوتا ہے تمام چیزوں میں اشتراک ہونا لازم نہیں۔مثال کے طور پر جیسے ہم تمام مکاتب فکر کے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کالقب شیر خدا ہے۔اور اگر اب کوئی معترض یہ کہہ دے دیکھو حضرت علیؓ کو ایک شیر سے

تشبیہ دی اور شیر تو بڑا خونخوار ہوتا ہے ۔اور کمزور جانوروں پر ظلم کرتا ہے ۔تو کیا نعوذ باللہ ایسا اعتراض درست ہوسکتا ہے، ہر گز نہیں ۔حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیر سے تشبیہ صرف ایک وجہ سے دی جاتی ہے اور وہ ہے بہادری ۔اسی طرح مفتی صاحب کی عبارت میں بھی [بالفرض اگر اس اعتراض کو تسلیم کیا جائے] شکاری کی مثال صرف اور صرف مانوس ہونے کی علت کو بیان کرنے کے لیے ہے۔

اور جناب عالی! ذرا آپ اس عبارت سے آگے چند سطروں کے بعد یہ بھی مفتی صاحب کی یہ عبارت پڑھ لیتے کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں :

> حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے مگر بشریت اور شان مصطفوی ﷺ میں ۲۷ درجہ کا فرق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہماری بشریت اور محبوب ﷺ کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں ،مولانا [روم] مثنوی میں فرماتے ہیں۔۔۔۔حضور ﷺ کی بشریت ہزار ہا جبریلی حیثیت سے اعلیٰ ہے۔[جاءالحق ص ۳۹۵]

منقول از محقق خلیل احمد رانا صاحب

جناب عالی! مفتی صاحب تو نبی کریم ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے چہ جائیکہ ان کو ایک شکاری کے برابر ٹھہرائیں۔لہٰذا مرزاجی کا دجل وفریب ان کے کام نہ آسکا۔اللہ تعالیٰ ایسے فراڈ سے محفوظ فرمائے۔

○ ○ ○

﴿کشف المحجوب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حالت سکر کا بیان کا تحقیقی جائزہ﴾

انجینئر محمد علی مرزا صاحب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علماء کا نظریہ: حضرت داودؑ کی ایک نظر جب وہاں پڑی جہاں نہ پڑنی چاہیئے تھی یعنی اوریا کی بیوی پر، تو آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اس طرح کی نگاہ حضرت زیدؓ کی بیوی پر پڑی تو حضرت زیدؓ پر ان کی بیوی حرام ہوگی (انھی کے بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا یعنی اُم المومنین سیدہ زینبؓ) اسلئے کہ حضرت داودؑ کی نظر حالت صحو (یعنی حالت ہوش) میں تھی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر حالت سکر (یعنی مدہوشی کی حالت) میں تھی۔ [کشف المحجوب باب ۱۴ سکر اور صحو کا بیان: دیوبندی ترجمہ: مولانا عبدالروف فاروقی صفحہ ۲۹۱ بریلوی ترجمہ: مولانا فضل الدین گوھر صفحہ ۲۶۷]

وحی کا فیصلہ: وَالنَّجمِ إِذَا هَوَى *مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى *وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوَى *إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى۔

ترجمہ آیت مبارکہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ اترے۔تمہارے صاحب (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ تو کبھی بھکے ہیں اور نہ ہی کبھی ٹیڑی راہ پر چلے ہیں اور نہ ہی وہ اپنی خواہش نفس سے کوئی بات کہتے ہیں بلکہ وہ تو نہیں مگر وحی جو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) انھیں کی جاتی ہے۔[سورۃ النجم۔آیت نمبر ۱ تا ۴]

الجواب بعون الوہاب:

عرض یہ ہے کہ انجینئر محمد علی مرزا صاحب نے جھوٹ بولنے کے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔کیونکہ ان کی اپنی ذاتی کوئی تحقیق نہیں لہذا غیر مقلدین کے تمام اعتراضات نقل کر کے اپنے آپ کو محقق سمجھنے لگے ہیں۔

اول: اس بارے میں عرض یہ ہے کہ مرزا جی نے جو اس عبارت میں حالت صحو کے معنی ہوش اور سکر کے معنیٰ مدہوشی کے کیے ہیں وہ سیاق وسباق سے ہٹ کر اور دجل وفریب سے کیا ہے۔کیونکہ جب حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں کسی بھی جگہ حالت صحو اور حالت سکر کے معنی نہیں کیے جبکہ بریکیٹ () میں اس کے دیے ہوئے معنی بالکل غلط ہیں اور مرزا جی کی تحریف اور اضافہ جات ہیں۔

دوم: حضرت داؤدؑ کی عبارت نقل کرنے سے قبل خود حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حالت صحو اور حالت سکر کی تعریف حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ یوں کرتے ہیں۔

اور جن لوگوں نے سکر کو صحو سے افضل سمجھا ہے ان میں سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین ہیں۔وہ (حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ صحو،صفیت آدمیت پر تمکین واعتدال کی صورت پیدا کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے حجاب اعظم ہے اور سکر،آفت کے زائل ہونے،صفات بشریت میں نقص آنے،بندے کے اختیار وتدبیر کے چلے جانے،معنوی بقا کے ساتھ حق تعالیٰ میں بندے کے تصرفات کے فناء ہونے اور اس کی قوت کے فنا ہونے سے جو بندے میں اس کی جنس کے خلاف ہے،سے حاصل ہوتی ہے اور یہ حالت صحو سے زیادہ بلیغ،زیادہ تام اور زیادہ کامل ہوتی ہے۔

چناچہ حضرت داؤود حالت صحو میں تھے تو ان سے ایک فعل صادر ہوا جسے حق تعالیٰ نے ان سے منسوب کر دیا اور فرمایا۔ وقتل داؤد جالوت (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۱) اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔اور مصطفی ﷺ حالت سکر میں

تھے۔ چناچہ ایک فعل آپ ﷺ سے صادر ہوا تو حق تعالیٰ نے وہ فعل اپنی طرف منسوب فرمالیا۔ قولہ تعالیٰ و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی۔ (سورہ الانفال، آیت ۱۷) اور آپ ﷺ نے کنکریاں نہیں پھینکی جب آپ ﷺ نے پھینکی لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ نے پھینکیں۔ پس دیکھئے کہ بندے (نبی کریم ﷺ) کا بندے (حضرت داؤد) کے درمیان کتنا فرق ہے۔ ایک بندہ (حضرت داؤد) جو اپنے وجود میں قائم تھا اور اپنی صفات سے ثابت اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ تم نے قتل کیا یہ اس کی کرامت کا اظہار تھا۔ اور ایک وہ بندہ (نبی کریم ﷺ) ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ قائم رہتا تھا اور اپنی صفات سے فانی ہو چکا تھا۔ اس فعل کو (اللہ تعالیٰ نے) اپنا فعل فرمایا اور کہا کہ جو کچھ (آپ ﷺ نے) کیا ہم نے کیا۔ پس بندے کے فعل کی نسبت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہونا، اس نسبت سے بہتر ہے جو حق تعالیٰ کے فعل کی نسبت ہو، اور بندے سے کی جائے۔ جب حق کے فعل کی نسبت بندے کے ساتھ ہو تو بندہ اپنے وجود کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور جب بندے کے فعل کی نسبت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ حق تعالیٰ سے قائم ہوتا ہے۔ جب بندہ اپنے وجود کے ساتھ قائم ہوتا ہے تو اس کی حالت وہی ہوتی ہے جو داؤ علیہ السلام کی تھی۔ ان کی نظر اس جگہ پڑی۔۔۔۔۔۔۔

(کشف المجوب صفحہ ۲۳۰_۲۳۱، کرمانوالہ بک شاپ)

قارئین کرام! اس عبارت میں کسی جگہ صحو کی تعریف میں حالت ہوش اور سکر کی تعریف میں مدہوشی نہیں لکھا۔ مگر جناب مرزا جی نے اس عبارت میں اپنا ترجمہ خوامخواہ داخل کرنے کی جو ہمت کی ہے اللہ سے وہ اس تحریف کی معافی مانگیں اور اس عبارت پر اعتراض کرنے سے رجوع کریں۔

سوم: حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں سکر و صحو کے باب کے بالکل شروع میں جو لکھا ہے اگر مرزا صاحب اس عبارت کو ہی پڑھ لیتے تو ایسا اعتراض

کرنے کی جسارت نہ کرتے۔

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> جان لے اللہ تعالیٰ تجھے سعادت دے کہ سکر وغلبہ کو ارباب معانی نے اللہ تعالیٰ کے غلبہ محبت سے عبارت کیا ہے اور صحو حصول مراد سے عبارت ہے۔اہل معانی نے ان کے بارے میں خاصی سخن زنی کی ہے۔
>
> (کشف المحجوب ص ۲۳۰ کرمانوالہ بک شاپ)

اس باب کے اختتام پر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر صحو اور سکر کی اقسام بھی بیان کیں ہیں۔اگر مرزا صاحب ان اقسام کی بحث ہی دیکھ لیتے تو حضور داتا صاحب کی عبارت میں صحو کا معانی حالت ہوش اور سکر کا معانی حالت مدہوشی کرنے کی ہمت نہ کرتے۔

مفسرین کا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو نقل کرنا:

جو تفسیر داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے،اس واقعہ کو کثیر مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر مین نقل کیا ہے اور تفسیری نکات بیان بھی کیے۔تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے۔

1-تفسیر خازن 3/427
2-درج الدرر 2/465
3-اللباب فی علوم الکتاب 15/553
4-السراج المنیر 3/249
5-تفسیر المظہری 7/346
6-تفسیر بیضاوی 4/232
7-تفسیر النیسا پوری 5/462
8-زاد المیسر ابن الجوزی 3/466
9-تفسیر ابی السعود 7/105
10-تفسیر ابن عطیہ 4/356



11-تفسیر الخازن 3/ 427
12-تفسیر نسفی 3/ 32
13-تفسیر البغوی 6/ 354
14-تفسیر الثعلبی 8/ 47
15-تفسیر السمر قندی 3/ 62
16-تفسیر مقاتل بن سلیمان 3/ 494
17-الوجیز للواحدی 1/ 865
18-تفسیر طبری 22/ 13
19-تفسیر کبیر 25/ 212
20-طبقات ابن سعد 8/ 101
21-فتح القدیر قاضی شوکانی 4/ 284

مذکورہ بالا مفسرین نے روایت کی اسنادی حیثیت سے قطع نظر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیوی والا واقعہ نقل کیا اور تفسیر نکات بیان کیے۔ اگر کسی واقعہ یا روایت کو نقل کرنا اس سے تفسیری نکات بیان کرنے پر اعتراض ہوتا ہے تو پہلے ان جمہور مفسرین پر اعتراض کیجئے اور پھر کشف المحجوب پر اعتراض کیجئے گا۔

کیا حضرت زید کی بیوی والا واقعہ نقل کرنا بے ادبی یا توہین ہے؟

جمہور مفسرین نے ایک طرف تو تفسیری نکات کو پیش کیا اور اس میں کس طرح کی بے ادبی کا شائبہ تک بیان نہ کیا مگر مذکورہ روایت کی اسانید پر امام قرطبی نے اپنی کتاب تفسیر قرطبی 14/ 191 پر کلام کیا۔ مگر روایت پر جرح سے اس سے توہین کا پہلو علماء کے نزدیک اس مقام پر راجح نہیں ہے۔

کیا کشف المحجوب کے بیان کردہ واقعہ پر توہین کا اطلاق ہوسکتا ہے؟

اب اس مقام پر ایک تحقیق نکتہ یہ ہے کہ کیا اس مذکورہ واقعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا پہلو نکلتا ہے؟ جیسے کہ انجینئر محمد علی مرزا صاحب نے عوام الناس کے سامنے اس واقعہ سے یہ پہلو اخذ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جواب:

کشف المحجوب میں نقل کردہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو مستشرقین اور عیسائیوں نے اپنی کتابوں میں توہین انبیاء پیش کر کے مسلمانوں پر بطور الزام پیش کیا اور اپنی کتابوں میں ایسی باتیں نقل بھی کیں مگر جناب رحمت اللہ کیرانوی صاحب کی عیسائیوں کے رد میں کتابیں پڑھ لیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ایسے واقعات سے توہین کا پہلو ہرگز نہیں نکلتا۔ تفصیل کے لیے قارئین علامہ رحمت اللہ کیرانوی صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام جلد 2 ص 223 تا 227 کا مطالعہ کیجئے۔

کیا ابن قیم پر بھی فتوی لگانے کی جرات کریں گے؟

ابن قیم نے اپنی کتاب "الجواب الشافی" میں سنن ابن ماجہ 3 / 54، رقم الحدیث 1847 "لم یرَ لِلمُتَحَابَّیْنِ مِثلَ النِّکَاح" لکھ کر" **عاشق کا نکاح معشوق سے کر دینے**" کے الفاظ لکھے (دوائے شافی مترجم ص 559)۔ اور کشف المحجوب میں بیان کردہ واقعہ سے استدلال بھی کیا ہے۔

محمد علی مرزا صاحب پہلے ابن قیم کی مخالفت میں ایک وڈیو ریکارڈ کروائیں پھر اہل سنت پر اعتراض کرنے کی ہمت کریں اور اولیاء پر طعن کرنے سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پڑھے لکھے جاہلوں سے محفوظ فرمائے اور اولیاء کاملین کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

O O O

ابن قیم کی کتاب الجواب الشافی کا عکس

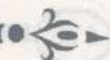
لم یر للمتحابین مثل النکاح (سنن ابن ماجه نکاح)

باہم محبت کرنے والوں کے لیے نکاح سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

عاشق کا نکاح معشوق سے کر دینے سے بہتر عشق کی کوئی دوا نہیں۔ اس مرض کی یہ دوا اللہ تعالیٰ نے از روئے شرع وقدر مقرر کر دی ہے۔ یہ دوا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی کی کہ حرام سے احتراز کرتے ہوئے نکاح سے کام لیا۔ کسی عورت سے محبت ہوگئی تو اسے اپنے نکاح میں لے لیا۔ اس بارے میں حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ تو بارگاہ خداوندی میں ان کی قدر ومنزلت اور عالی درجے کے اعتبار سے تھی۔

حضرت زینب بنت جحش کے قصے پر بھی ہم کچھ روشنی ڈال دیتے ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت زید، حضرت زینب کو طلاق دینا چاہتے تھے، ان میں باہم موافقت نہیں تھی۔ حضرت زید خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور انہیں علیحدہ کرنے کے متعلق آپ کی رائے طلب کی۔ آپ نے ان کو طلاق دینے سے روک دیا، لیکن آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ حضرت زید جلد انہیں چھوڑ دیں گے اور یہ بھی آپ کو معلوم تھا کہ ان کی علیحدگی کے بعد آپ ان سے نکاح کریں گے۔ یہ بات آپ اپنے دل میں مخفی رکھتے تھے کہ لوگ اس بارے میں چہ چا کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا۔

حضرت زید آپ کے بیٹے نہیں، متبنیٰ تھے، لیکن متبنیٰ کو بیٹا کہتے تھے۔ رب العالمین کا یہ مقصد تھا کہ بندوں کی مصلحتوں کے پیش نظر اس بارے میں ایک عام قانون بنا دیا جائے۔ حضرت زید نے جب حضرت زینب کو طلاق دے دی اور ان کی عدت طلاق پوری ہوگئی تو آپ نے اپنے لیے حضرت زید کو پیغام دے کر بھیجا۔ حضرت زید حضرت زینب کے مکان پر پہنچے اور دروازے کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر گئے تھے۔ غیرت نے تقاضا نہ کیا کہ چہرہ سامنے کر کے کھڑے ہوں۔ دروازے سے دور رہ کر آواز دی کہ میں تمہارے پاس آپ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ حضرت زینب نے کہا کہ جب تک رب العالمین کا حکم نہیں ملتا، میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اس کے بعد حضرت زینب اپنے گھر کی مسجد کی محراب میں کھڑی



البداية والنهاية

للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل
ابن عمر بن كثير القرشي الدمشقي
٧٠١ - ٧٧٤ هـ

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر

الجزء الحادي عشر

هجر
للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

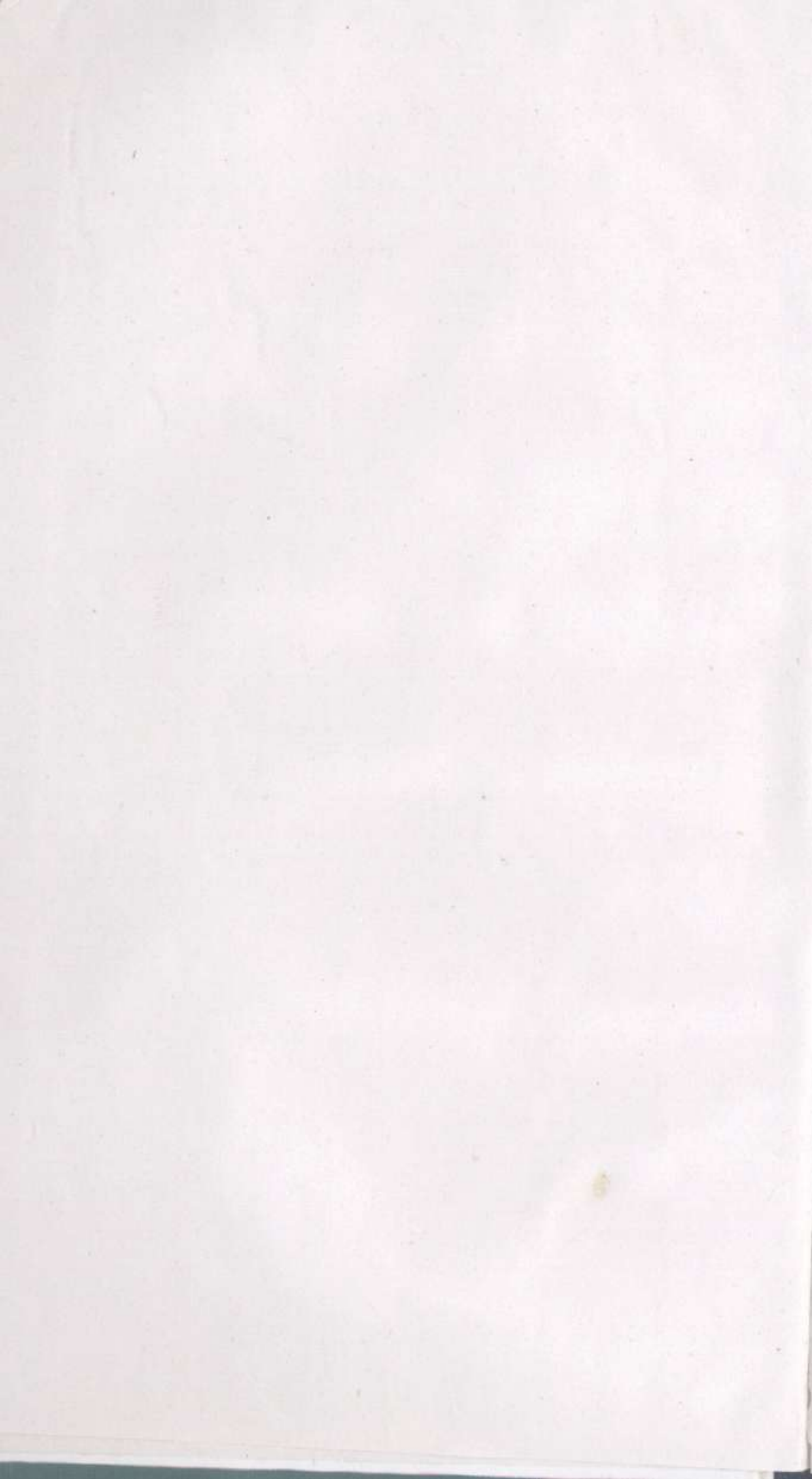


وقال الشعبيُّ وغيرُه[2]: أصابت مُعاويةَ في آخرِ عُمرِه لَقوةٌ[3].

[4]وذَكر ابنُ جَريرٍ[5] أن عمرَو بنَ العاصِ قدِم في وفدِ أهلِ مِصْرَ إلى مُعاويةَ، فقال لهم في الطَّريقِ: إذا دَخلتُم على مُعاويةَ فلا تُسلِّموا عليه بالخلافةِ؛ فإنه [6]لا يُحِبُّ ذلك[6]. فلمَّا دَخل عليه عمرٌو قبلَهم قال مُعاويةُ لحاجبِه: أَدْخِلْهم. وأَوْعَز إليه أن يُخَوِّفَهم في الدُّخولِ ويُرْعِبَهم، وقال: إني لأَظُنُّ عَمرًا قد تقدَّم إليهم في شيءٍ. فلما أدْخَلوهم عليه - وقد أهانوهم - جعَل أحدُهم إذا دَخَل يقولُ: السلامُ عليك يا رسولَ اللهِ. فلمَّا نهَض عمرٌو من عندِه قال: قبَّحكم اللهُ[1]!

(١) تاريخ دمشق ١٦/ ٧٤٩ مخطوط.
(٢) المصدر السابق ١٦/ ٧٤٩.
(٣) في الأصل، ٦، م: «لوقة». واللقوة: داء يكون في الوجه يعوج منه الشدق. انظر اللسان (ل ق و).
وبعده في الأصل، ١، ٦، م: «وروى ابن عساكر في ترجمة خديج الخصي مولى معاوية قال: اشترى معاوية جارية بيضاء جميلة، فأدخلتها عليه مجردة وبيده قضيب، فجعل يهوي به إلى متاعها - يعني فرجها - ويقول: هذا المتاع لو كان لي متاع! اذهب بها إلى يزيد بن معاوية. ثم قال: لا، ادع لي ربيعة بن عمرو الجرشي - وكان فقيها - فلما دخل عليه قال: إن هذه أتيت بها مجردة، فرأيت منها ذاك وذاك، وإني أردت أن أبعث بها إلى يزيد. فقال: لا تفعل يا أمير المؤمنين؛ فإنها لا تصلح له. فقال: نعم ما رأيت. قال: ثم وهبها لعبد الله بن مسعدة الفزاري مولى فاطمة بنت رسول الله ﷺ، وكان أسود، فقال له: بيض بها ولدك. وهذا من فقه معاوية وتحريه، [٦/ ١٧٣و] حيث كان نظر إليها بشهوة، ولكنه استضعف نفسه عنها، فتحرج أن يهبها من ولده يزيد لقوله تعالى: ﴿ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء﴾. وقد وافقه على ذلك الفقيه ربيعة بن عمرو الجرشي الدمشقي».
(٤ - ٤) سقط من: الأصل.
(٥) تاريخ الطبري ٥/ ٣٣٠، ٣٣١.
(٦ - ٦) في تاريخ الطبري: «أعظم لكم في عينه».

[1]نَهَيْتُكم عن أن تُسلِّموا عليه بالخِلافةِ فسلَّمتُم عليه بالنُّبوةِ!



مطبوعات

- ترک رفع الیدین پر ایک تاریخی دستاویز۔ ۲ جلدیں مکمل
- نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں۔ [انوار البدر کا تحقیقی جواب]
- 20 رکعت تراویح۔ صحیح و حسن مرویات کی روشنی میں
- الموسوعہ دفاع امام أعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ۔ ۶ جلدیں
- امام أعظم کا ترجمہ میزان الاعتدال میں الحاقی۔ قلمی نسخوں کے عکوس سے مزین
- توثیق صاحبین۔ قاضی ابو یوسف و امام محمد بن حسن الشیبانی کی توثیق
- آمین بالسر۔ ایک نئی تحقیق
- تقلید ائمہ مجتہدین۔ تحقیق کے میزان پر
- دفاع فقہ حنفی۔ تحقیق کے میزان پر۔ ۴ جلدیں
- تشہد میں انگلی اٹھانا۔ احادیث صحیحہ کی روشنی میں
- افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع امت
- لقب صدیق اکبر کا مصداق، صدیق اکبر کون؟
- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کیوں؟
- صحابی کون؟ صحابیت کی تعریف پر ایک علمی تحقیق
- القول الأحسن فی جواب صلح امام حسن۔ حقائق و پس منظر
- نہایۃ الدلیل فی جواب غایۃ التبجیل۔ مسئلہ افضلیت پر مرویات کا تحقیقی جائزہ
- توسل پر اجماع امت
- محدثین کرام اور خرقہ تصوف
- حکایت چشتی رسول اللہ کا ناقدانہ جائزہ۔ مرزا جہلمی کے اعتراضات پر نقد
- ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ
- مسئلہ استعانت پر سرفراز گکھڑوی کی کتاب تنقید متین کا علمی جائزہ
- احادیث توسل۔ اسماء الرجال کی روشنی میں



دار التحقیق فاؤنڈیشن پاکستان
اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، مری روڈ، راولپنڈی
Ph:0335-5989777, Email:darultahqeeq786@gmail.com